علمی ادبی اور اصلاحی

حکایات کا نادر مجموعہ

اسلامی حکایات

تحقیق و ترتیب

محمد عبد الاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

علمی ادبی اور اصلاحی

حکایات کا نادر مجموعہ

اسلامی حکایات

تحقیق و ترتیب

محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Phone
0333-4383766
042-7213575

Marfat.com

111304

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں

☆☆☆

نام کتاب ...------... اسلامی حکایات

تحقیق وترتیب ...------... محمد عبدالاحد قادری

پروف ریڈنگ ...------... محمد فاروق صدیقی

صفحات ...------... 352

باراوّل ...------... نومبر 2006ء

تحریک ...------... چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر ...------... چوہدری عبدالمجید قادری

قیمت ...------... =/ روپے

ملنے کا پتہ

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

Marfat.com

حسن ترتیب

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمی مجلس کی برکات

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے باجماعت نماز ادا کی اور علمی مجلس میں بیٹھ گیا اور کلام اللہ کو سنا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو چھ چیزیں عطا کرے گا: رزق حلال، عذاب قبر سے نجات، اس کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ پل صراط سے بجلی کی مانند گزرے گا اور پیغمبروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کیلئے بہشت میں سرخ یاقوت کا گھر بنائے گا اور اس کے چالیس دروازے ہوں گے۔

علم دوست ماں

حضرت ام ربیعہ ابوعثمان ربیعۃ الرائی رحمۃ اللہ علیہم (المتوفی ۱۳۲ ہجری) کی والدہ تھیں۔ ان کی شادی ابوعبدالرحمٰن فروخ سے ہوئی، امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی شکم مادر میں تھے کہ ان کے والد کو خراسان کی مہم پر جانا پڑا، گھر سے چلتے وقت انہوں نے اپنی اہلیہ کو تیس ہزار اشرفیاں دیں اور کہا کہ یہی میری کل پونجی ہے، انہیں احتیاط سے رکھنا، ہاں اگر میری غیر حاضری میں تمہیں کوئی ضرورت پیش آجائے تو تم اس رقم میں سے جتنی چاہو خرچ کرسکتی ہو اور میرے جانے کے بعد اللہ تمہیں لڑکا یا لڑکی دے تو اس کی پرورش عمدہ طریقے سے کرنا یہ کہہ کر انہوں نے بیوی کو خدا حافظ کہا اور دمشق جاکر اسلامی لشکر میں شامل ہوگئے۔

اس زمانے میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ مسلسل جاری تھا۔ یہاں تک کہ فروخ کو

Marfat.com

ان مہموں میں حصہ لیتے لیتے پورے ستائیس برس گزر گئے لیکن جہاد میں معروفیت نے انہیں گھر نہ لوٹنے دیا اور گھر سے ان کا کوئی رابطہ ہی قائم ہو سکا۔ ادھر ان کے گھر سے نکلنے کے چار پانچ ماہ بعد اللہ نے ان کی بیوی کو فرزند عطا کیا جس کا نام انہوں نے ربیعہ رکھا، اور اپنے بچے کی پرورش نہایت عمدہ طریقے سے کی، جب ربیعہ سن شعور کو پہنچے تو والدہ نے ان کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ انتظام کیا یہاں تک کہ اپنے شوہر کی چھوڑی ہوئی تمام اشرفیاں ربیعہ کی تعلیم پر خرچ کر دیں۔

ربیعہ بھی بے حد ذہین اور محنتی تھے، انہوں نے بہت چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور پھر چند سال کے اندر اندر قرآن، حدیث، فقہ، ادب اور دوسرے تمام علوم پر ایسا عبور حاصل کر لیا کہ ان کے علمی کمالات کی سارے عرب میں دھوم مچ گئی اور وہ بیس بائیس برس کی عمر میں اپنے وقت کے امام تسلیم کیے گئے، لوگ اب نوجوان ربیعہ کو ''امام ربیعۃ الرائی'' کہتے تھے۔ امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کر لوگوں کو باقاعدگی سے درس دیتے تھے اور طلبہ دور دور سے آ کر ان کے حلقہ درس میں شامل ہوتے تھے، ان طلبہ میں سے کئی بعد میں خود اپنے وقت کے امام بنے۔ حضرت امام مالک، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم اور کئی دوسرے مشاہیر وقت امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے شاگرد تھے۔

ستائیس برس کے بعد فروخ کو جہاد سے فرصت ملی تو انہوں نے سیدھا وطن کا رخ کیا، کئی دن کے سفر کے بعد وہ مدینے میں اس شان سے داخل ہوئے کہ گھوڑے پر سوار تھے۔ تلوار کمر سے بندھی ہوئی تھی اور ایک لمبا نیزہ ہاتھ میں تھا، انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ کر نیزے کی انی سے دروازہ کھٹکھٹایا، امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ دروازہ کھول کر باہر نکلے، باپ بیٹا ایک دوسرے سے ناواقف تھے۔ فروخ بے تکلفی سے اندر جانے لگے تو امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ٹوکا۔ ''اے شخص! تو میرے گھر میں بلا اجازت کیوں داخل ہو رہا ہے؟'' فروخ نے برہم ہو کر کہا: ''او دشمن! خدا یہ میرا اپنا گھر ہے تو اس میں کیوں گھسا ہوا ہے؟''

Marfat.com

امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بڑا تلخ جواب دیا، اس طرح بات بڑھ گئی اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں، شوروغل سن کر ہمسائے جمع ہوگئے ربیعہ فروخ سے کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم! میں تجھے حاکم وقت کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑوں گا اور فروخ کی زبان پر بھی اسی قسم کے الفاظ تھے۔

اس وقت فروخ نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ میرا نام عبدالرحمٰن فروخ ہے اور یہ میرا اپنا گھر ہے۔ ستائیس برس کے بعد میدان جنگ سے واپس آیا ہوں تو آپ میں سے کوئی مجھے پہچانتا ہی نہیں۔ فروخ کی آواز سن کران کی بیوی نے کواڑوں کے پیچھے سے جھانکا تو فوراً شوہر کو پہچان گئی۔ امام ربیعہ اور فروخ دونوں کو اندر بلا بھیجا اور پھر امام ربیعہ کو بتایا کہ یہ تمہارے والد ہیں، ساتھ ہی فروخ سے کہا کہ یہ نوجوان آپ کا فرزند ہے جو آپ کے جانے کے چند ماہ بعد پیدا ہوا تھا، اب دونوں باپ بیٹے گلے مل کر خوب روئے۔

کھانا کھانے اور آرام کرنے کے بعد فروخ نے بیوی سے اپنی بچائی ہوئی رقم (تیس ہزار اشرفیوں) کے بارے میں پوچھا، بیوی نے کہا: آپ اطمینان رکھئے، ساری رقم محفوظ ہے، اتنے میں نماز اور درس کا وقت ہوگیا، امام ربیعہ اذان سنتے ہی مسجد نبوی ﷺ میں چلے گئے، تھوڑی دیر کے بعد بیوی نے شوہر سے کہا کہ آپ بھی مسجد نبوی میں جا کر نماز پڑھ آیئے۔ نماز کے بعد دیکھا کہ لوگوں کے درمیان ایک صاحب بڑی شان اور وقار کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، تمام لوگ بڑے ادب اور احترام سے سر جھکائے ہوئے ہیں اور وہ صاحب ان کے سامنے درس دے رہے ہیں، یہ درس دینے والے صاحب امام ربیعہ تھے چونکہ انہوں نے سر پر اونچی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ اس لیے فروخ انہیں دور سے پہچان نہ سکے، کسی سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟ اس نے حیران ہو کر کہا:

"آپ ان کو نہیں پہچانتے، یہ امام ربیعہ الرائی بن ابی عبدالرحمٰن ہیں۔"

فروخ کو یہ سن کر اس قدر مسرت ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا "اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میرے بیٹے کا درجہ اتنا بلند کیا۔" خوشی خوشی گھر آئے اور بیوی کو بتایا کہ آج میں نے

Marfat.com

اپنے بیٹے کی جو عزت اور شان دیکھی، اس سے پہلے کسی بڑے سے بڑے آدمی کی نہیں دیکھی تھی۔ بیوی نے کہا: ''آپ کو بیٹے کی یہ عظمت وشان پسند ہے یا تیس ہزار اشرفیاں'' فروخ نے جواب دیا: ''خدا کی قسم! تیس ہزار اشرفیاں اس مرتبے اور شان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔''

بیوی نے کہا: ''تو پھر سن لیں کہ میں نے یہ تمام رقم اس کی تعلیم پر خرچ کر دی۔'' فروخ نے بے ساختہ جواب دیا: ''خدا کی قسم! ان اشرفیوں کا اس سے بہتر استعمال اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا، تم نے بہت خوب کیا کہ ان اشرفیوں کو ٹھکانے لگا کر میرے بیٹے کو ایک ایسے خزانے کا ملک بنا دیا جو کو کبھی زوال نہیں۔''

امام ربیعہ الرائی کا شمار ائمہ تابعین میں ہوتا ہے۔ علم وفضل کے اعتبار سے ان کا مقام اتنا بلند تھا کہ نہ صرف اس دور کے سرآمد روزگار علماء وفقہاء بلکہ فرمانروایان وقت بھی ان کے سامنے سر عقیدت جھکاتے تھے اور یہ مرتبہ ان کو اپنی دوراندیش اور علم دوست ماں کی بدولت حاصل ہوا جنہوںؒ نے اپنے بچے کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کیلئے مال و دولت کی کچھ پرواہ نہ کی۔

فائدہ:

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت کی پہلی منزل ماں کی گود ہے اور ماں ہی بچوں کی زندگی کی معمار ہے، اگر مائیں اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بڑے ہو کر قوم اور وطن کے قابل فخر سپوت نہ بنیں۔

اللہ کیلئے صدقہ کرنا

بنی اسرائیل میں چند سال تک قحط سالی رہی اور ایک عورت کے پاس روٹی کا ایک لقمہ تھا پس اس نے اسے کھانے کا ارادہ کیا کہ اچانک دروازے پر ایک فقیر نے

Marfat.com

آواز دی کہ مجھے اللہ کیلئے کھانے کا ایک لقمہ دے دو۔ اس عورت نے وہ لقمہ اپنے منہ سے نکال کر اللہ کیلئے اسے دے دیا۔ اس کے بعد وہ عورت جنگل میں لکڑیاں کاٹنے کیلئے چلی گئی اور اس کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس بچے کو اٹھا کر لے گیا تو وہ عورت چلائی اور بھیڑیئے کے پیچھے چلی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے بچے کو بھیڑیئے کے منہ سے نکالا اور عورت کو دے دیا اور اس عورت سے کہا کہ اے خدا کی بندی کیا تو اس لقمے کے بدلے راضی ہے جو تو نے بھوکے فقیر کو کھلایا تھا۔ بے شک جو اللہ کیلئے خالص نیت سے دیتے ہیں۔ دنیا میں بھی ان کو صلہ ملتا ہے جیسے اس عورت کو صلا ملا۔

خشک ہاتھ کا درست ہونا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی جس کا دایاں ہاتھ سوکھ گیا تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس وجہ سے تیرا ہاتھ سوکھ گیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور دوزخ سلگائی گئی ہے اور بہشت پاس لائی گئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ میری ماں دوزخ میں ہے اور اس کے ایک ہاتھ میں چربی کا ٹکڑا اور دوسرے میں کپڑے کا چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ ان دونوں سے اپنی جان کو بچاتی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تو دوزخ کے گڑھے میں کیوں پڑی ہے تو تو دنیا میں اللہ کی فرمانبردار تھی اور تجھ سے تیرا شوہر بھی راضی تھا۔ تو اس نے کہا کہ میری بیٹی میں دنیا میں بخیل تھی اور یہ مقام بخیلوں کیلئے ہے پھر اپنی ماں سے کہا کہ تیرے ہاتھ میں چربی اور کپڑے کا ٹکڑا کیوں ہے اس نے کہا کہ انہی دونوں کی وجہ سے میری جان بچی ہے جو میں نے دنیا میں اللہ کیلئے

Marfat.com

دیئے تھے۔ پھر میں نے کہا کہ میرا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ وہ سخی تھا اور سخیوں کے ساتھ ہے پھر میں جنت میں آئی اور اپنے باپ کو حوض کے کنارے کھڑا ہوا دیکھا جو لوگوں کو پانی پلا رہا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ میری ماں اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار عورت تھی اور تو بھی اس سے راضی تھا۔ وہ دوزخ میں جل رہی ہے اور سخت پیاسی ہے اور تو لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کے حوض سے پانی پلا رہا ہے۔ پس اس کو بھی پانی کا ایک گھونٹ پلا دو، اس نے کہا کہ اے میری بیٹی! اللہ تعالیٰ نے گنہگار بخیلوں پر حضرت محمد ﷺ کے حوض کا پانی حرام کیا ہے۔ تو اس کے بعد میں نے اپنے باپ کی اجازت کے بغیر پانی کا ایک پیالہ اپنی پیاسی ماں کو پلایا، تو میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ کو خشک کر دے۔ کیوں تو نے گنہگار بخیل کو حضرت محمد ﷺ کے حوض سے پانی پلایا۔ جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے اپنے ہاتھ کو سوکھا ہوا پایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی بات کو سنا تو آپ ﷺ نے اپنے عصا کو اسکے ہاتھ پر رکھ کر اس کیلئے دعا فرمائی پس اسکا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام سخاوت ہے جس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جس شخص نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ لی وہ درخت اس کو جنت کی طرف کھینچ لیتا ہے اسی طرح بخل ایک دوزخ ہے جو کہ دوزخ میں اگا ہوا ہے اور اس کی شاخیں بھی دنیا میں جھکی ہوئی ہیں جس شخص نے ایک شاخ پکڑ لی۔ وہ شاخ اس کو دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جائے گی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ سخی خدا اور مخلوق کے قریب تر ہے اور بخیل خدا اور مخلوق سے دور ہے اور آپ نے فرمایا کہ بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا اگر چہ وہ زاہد و عابد ہی کیوں نہ ہو۔ (اللہ تعالیٰ بخل کی عادت سے بچائے اور سخاوت کی توفیق دے۔)

Marfat.com

وادی پانی سے بھر گئی

حضرت جندب بن مکیث جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو ایک مجاہدین کی جماعت پر سربراہ بنا کر بنوملوح پر تاخت کیلئے کدیہ بھیجا۔

راوی حدیث حضرت جندب رضی اللہ عنہ کا جماعت مجاہدین میں شمول تھا۔

ہم نے علی الصبح پہنچ کر چھاپہ مارا اور ان کے تمام جانوروں کو ہانک لائے۔ انہوں نے بڑی تیزی سے خطرہ اور نقصان کا ڈھنڈورہ پیٹا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کیلئے ہمارے پیچھے لگا دیا۔ ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ان سے اس حالت میں ہمارے لیے لڑنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔

وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے اور صرف ایک چھوٹی وادی ہمارے اور ان کے درمیان حائل رہ گئی۔ ہم سوچ رہے تھے کہ بہرحال اب ہمیں تلواریں سونت لینی چاہیے۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے اور ہم نے پھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وادی بہت تیزی کے ساتھ پانی سے بھر رہی ہے، ہم نے باہم ایک دوسرے کو بتایا اور پھر ہم اس کرشمہ خداوندی کو آیات قدرت الٰہی سے ایک آیت سمجھ کر دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے وادی ایک سیل رواں بن گئی۔ آل ملوح کے لوگ ہم سے زیادہ اس کو حیرت و استعجاب سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

Marfat.com

جو خدا کا حیا کرتا ہے ہر چیز اس کا حیا کرتی ہے

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں کوتوال شہر تھے۔ انہوں نے آپ کو جنگل میں اس حالت سے دیکھا کہ ایک کتا آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک لقمہ خود کھاتے ہیں اور ایک اس کو کھلاتے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر ماموں نے کہا کہ تم کو حیا نہیں آتی کہ کتے کو کھانا کھلا رہے ہو، آپ نے کہا کہ حیا کی وجہ سے ہی تو میں اس کو کھلا رہا ہوں اور یہ کہہ کر جب آپ نے آسمان کی جانب دیکھا تو ایک پرندہ اپنی آنکھ اور چہرے کو پروں سے ڈھانپے ہوئے آپ کے دست مبارک پر آ بیٹھا۔ اور آپ نے ماموں سے فرمایا کہ خدا سے حیا کرنے والی ہر چیز حیا کرتی ہے۔

﴿تذکرۃ اولیاء﴾

کٹا ہاتھ درست

ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا تو ایک فقیر نے ایک غنی کے دروازے پر آواز دی اور کہا کہ خدا کی راہ میں روٹی کا ایک ٹکڑا دو۔ تو غنی کے گھر سے ایک لڑکی نکلی اور اس کو ایک گرم روٹی دی جب مالدار بخیل گھر پر آیا تو غصے کی وجہ سے اس نے لڑکی کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا چند دنوں کے بعد وہ مالدار محتاج ہو کر مر گیا اور وہ لڑکی دربدر مانگتی پھرتی تھی۔ وہ نہایت حسین و جمیل تھی۔ ایک روز ایک سخی کے دروازے پر گئی اس سخی کی ماں گھر سے نکلی اور اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر اس کو گھر کے اندر لے گئی اور اپنے بیٹے سے اس کی شادی کا ارادہ کیا اور جب اس کی شادی ہو گئی تو اس نے رات کے وقت

111304

Marfat.com

اس کے آگے دسترخوان بچھایا۔ پھر اس لڑکی نے اپنا بایاں ہاتھ کھانا کھانے کیلئے نکالا تو اس کے شوہر نے دیکھ کر کہا کہ میں نے سنا تھا کہ فقیر بے ادب ہوتے ہیں۔ اے خدا کی بندی اپنا دایاں ہاتھ نکال مگر پھر بھی اس نے بایاں ہاتھ نکالا اس کے بار بار کہنے کے باوجود بھی اس نے بایاں ہاتھ ہی نکالا۔ پس گھر کے ایک گوشے سے کسی نے آواز دی کہ اے میری بندی اپنے داہنے ہاتھ کو نکال کیونکہ تو نے روٹی ہمارے لیے دی تھی ہم تجھ کو تیرا ہاتھ ضرور دیں گے۔ پس اس کا دایاں ہاتھ ٹھیک ہوگیا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔

پس مومنوں کیلئے نصیحت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں تاکہ دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کریں۔

چار شخص جنت سے محروم

حدیث: عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال اربعة حق علی الله ان لايد خلهم الجنة و لديذ يقهم يغيمها مد من الخمر واكل الربو واكل مال اليتيم بغير حق و عاق الوالدين

﴿رواہ الحاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ چار آدمیوں کو نہ ہی جنت میں داخل کرے اور نہ ہی جنت کی نعمتوں سے ان کو نوازے گا: (۱) ہمیشہ شراب پینے والا، (۲) سود خور، (۳) ناحق یتیم کا مال کھانے والا، (۴) ماں باپ کا نافرمان۔

Marfat.com

یہودیوں عیسائیوں اور ہندوؤں کے ظلم کا شکار مساجد

اسلام ایک سچا اور مکمل مذہب ہے مگر یہ روز اول سے ہی آزمائشوں اور مشکلات سے نبرد آزما رہا ہے، گزشتہ چند صدیاں عالم اسلام پر شدید بھاری گزریں۔ مسلمانوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کو تو خاک میں ملایا ہی گیا حتیٰ کہ ان کے مقدس مقامات کو بھی نہیں بخشا گیا۔

یہ مقامات سینکڑوں برس سے مسلمانوں کے پاس تھے مگر بعد میں طرح طرح کے ہتھکنڈے اور بہانے تراش کر کبھی حکمرانوں کے ایوانوں میں اور کبھی شعلوں کی آگ سے مسلمانوں سے ان کے مقدس مقامات چھین لیے گئے۔

ذیل میں ان مساجد کا ذکر کیا جارہا ہے جو مسلمانوں کی پہچان اور شان ہی نہیں بلکہ ان کے آباؤ اجداد سے ملی ہوئی وراثت بھی تھیں مگر ان سے زبردستی چھین لی گئیں ایک تو مسلمانوں کا حق غصب کیا گیا اور الٹا انہی کو دہشت گردی اور امن کی راہ میں رکاوٹ کہا گیا۔

☆مسجد اقصیٰ: (بیت المقدس)

مسجد اقصیٰ کو قبلہ اول بھی کہا جاتا ہے، بعد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند جلیل حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ تعمیر کیا۔ طلوع اسلام کے بعد بھی برسوں تک مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ رہی اور کبھی لوگ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ کعبہ اور مسجد نبوی کے بعد مسلمانوں کا تیسرا قابل احترام اور مقدس ترین ورثہ مسجد اقصیٰ ہے۔ یہ یہودیوں اور عیسائیوں کا بھی قبلہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر اسے فتح کیا تھا۔ یہ مسجد خلافت بنوامیہ کے زیر اثر بھی رہی۔ ایک دن رات کی تاریکی میں بنا کسی اعلان جنگ

Marfat.com

کے عیسائیوں نے اچانک اس مسجد پر شب خون مارا۔ بے دریغ مسلمانوں کو قتل عام کیا گیا اور ظلم و بربریت کی نئی تاریخ رقم ہوئی۔ مسجد اقصیٰ کے صحن میں فرزندان توحید کو بے دردی سے ذبح کیا گیا، چند برسوں بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے عیسائیوں کا حساب چکا دیا اور ایک بار پھر مسجد اقصیٰ پر اسلامی پرچم لہرا دیا۔ بعدازاں یہ خلافت عثمانیہ کے زیراثر چلی گئی۔ یہودیوں نے خلافت عثمانیہ کے بادشاہ سے مسجد اقصیٰ واپس مانگی تو اس نے جواب دیا: ''مسجد اقصیٰ تو دور کی بات ہے، میں تمہیں اس کی زمین سے ایک مٹھی ریت بھی نہیں دوں گا۔'' عثمانی خلافت کے بکھرنے کے بعد یہاں سوچی سمجھی سازش کے تحت یہودیوں کی آمد شروع ہوگئی۔ کچھ عرصے بعد آزاد اسرائیل کے قیام کا اعلان ہوگیا۔ یہودیوں کا کہنا ہے: ''اسرائیل یروشلم کے بغیر بے کار ہے اور یروشلم ہیکل سلیمانی کے بغیر کسی کام کا نہیں۔''

بیت المقدس کی موجودہ شکل اسلامی تعمیرات کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے جسے منہدم کر کے یہودی دنیا اس کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتی ہے۔ اس ضمن میں تین یہودی تنظیمیں معرض وجود میں آ چکی ہیں جو بیت المقدس کے گنبد صخریٰ کو ڈھانے کے نام پر لاکھوں ڈالر چندہ اپنے عوام سے وصول کر رہی ہیں۔ ان تنظیموں کا مقصد بیت المقدس کی موجودہ شکل کو ختم کر کے اس کی جگہ مخروطی شکل والی عمارت یعنی ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا ہے۔

ان ناپاک ارادوں کا اظہار وہ پہلے بھی ایک بار ۱۹۲۸ء میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگا کر، کر چکے ہیں، جس سے مسجد اقصیٰ کا ایک بڑا حصہ متاثر ہوا، خاص طور پر مسجد کی جنوبی سمت میں دیوار براق کے ساتھ مسلمانوں کی سینکڑں برس پرانی رہائش گاہیں ہمیشہ کیلئے صفحہ ہستی سے مٹ گئیں تاہم اب بھی اس مقصد کی راہ میں فلسطینی مسلمان سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے ہوئے ہیں، اسی لیے اسرائیلی فوجی بے دریغ فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔

Marfat.com

☆مسجد قرطبہ:

خلافت بنوامیہ کے حکمران عبدالرحمٰن اول نے ۷۸۵ ہجری میں مسجد قرطبہ تعمیر کرائی تھی۔ بعدازاں عبدالرحمٰن ثالث نے بھی اسے مزید وسعت و شان بخشی۔ اس مسجد کا شمار آج سے تین سو برس قبل عجائبات عالم کی فہرست میں ہوتا تھا۔ اس مسجد کی ہزاروں اور لاتعداد منقش محرابیں ایک دوسرے سے مل کر ایک عجیب وغریب سحرانگیز سلسلہ پیش کرتی ہیں، خاص طور پر اس کے گنبد میں سال کے ۳۶۰ دنوں کے مطابق کل ۳۶۰ روشن دان بڑی منفرد اہمیت رکھتے ہیں۔ روزانہ ایک روشن دان سے سورج کی روشنی اندر داخل ہو کر مسجد کے مرکزی ہال کو منور و تاباں کر دیتی ہے اور اس روشن دان کی باری پھر ایک برس بعد آتی ہے۔ یہ گنبد اس حقیقت کا راز بھی افشا کرتا ہے کہ سال کے ۳۶۵ نہیں بلکہ ۳۶۰ دن ہوتے ہیں۔ اب مسجد کے تنازعہ پر کئی زبردست اور خونریز جنگیں ہوئیں، جب اندلس میں مسلمانوں کی حکومت کا پیمانہ چھلک رہا تھا اور مسجد قرطبہ کو عیسائی سپہ سالار الفانسو سے شدید خطرہ لاحق تھا، اس وقت افریقہ کے والی یوسف بن تاشفین نے ایک انتہائی جرأت مندانہ اور فیصلہ کن یلغار کر کے عیسائی عزائم کو نہ صرف ناکام بنایا تھا بلکہ مسلمانوں کے اقتدار میں مزید ڈیڑھ سو سال کا اضافہ کر دیا تھا۔ بعد میں عیسائیوں نے اس خطے کو دوبارہ اپنے قبضے میں کر لیا اور اندلس کو سپین بنا کر اس کی عظیم الشان مسجد قرطبہ کو کلیسا میں بدل ڈالا، اب نہ تو یہاں اذان دینے کی اجازت ہے اور نہ ہی نماز پڑھنے کی۔ مسجد کے اندر مسلمانوں کے داخلے پر بھی سخت قسم کی پابندی عائد ہے۔

☆بابری مسجد:

اس مسجد کا انداز تعمیر لاہور کی بادشاہی مسجد سے ملتا ہے۔ یہ مسجد ۱۵۰۰ عیسوی کے آخر میں مغل شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر نے بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ تعمیر کرائی تھی۔ بابری مسجد ہندوستان کے شہر ایودھیا میں واقع ہے۔ اس مسجد پر ہندوؤں کی عرصہ دراز سے نظر ہے۔ ہندو تحریکیں یہ تاویلیں پیش کرتی ہیں کہ یہاں پہلے مندر ہوا کرتا تھا جسے اکبر بادشاہ نے منہدم کرا دیا اور یہاں بابری مسجد تعمیر کروائی۔ بالآخر ہندو

Marfat.com

انتہا پسند تحریکوں نے اتحاد کر کے ایک دن اسے نذر آتش کر دیا۔ اس موقع پر مسلمان بھی آڑے آگئے اور تاریخی مسجد کا صحن مسلمانوں کے خون سے تر ہو گیا۔ مسجد کو متعصب ہندوؤں نے مسمار کر دیا مگر اب اس مسجد کا فیصلہ بڑی عدالتوں کے سپرد کیا گیا ہے جن سے فی الوقت انصاف کی کوئی توقع نہیں ہے۔ وشوا ہندو پریشد اور بجرنگ دل نامی تنظیموں سمیت ہندو حکمرانوں کا بھی کہنا ہے کہ یہاں رام مندر ضرور تعمیر جائے گا۔ ایل کے ایڈوانی ایودھیا میں رام مندر تعمیر کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

فائدہ:

متذکرہ بالا مسجدیں نوحہ کناں ہیں کہ کبھی یہاں اللہ اکبر کی زمزمہ بار صدائیں گونجتی تھیں مگر اب یہاں اداسیوں اور ویرانیوں نے ڈیرے جما لیے ہیں۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں چرار شریف اور اس سے ملحقہ مسجد کو آگ لگا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا۔ اسلامی دنیا نے تھوڑا سا شور مچایا مگر پھر بھی خاموشی چھا گئی۔ درگاہ حضرت بل کا افسوس ناک واقعہ بھی سرزمین مقبوضہ کشمیر میں پیش آیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مسلمان سراپا احتجاج بن جاتے مگر وہ خاموش رہے، ان کی خاموشی نے کافروں کو مزید نڈر بنا دیا۔ امریکہ کی عراق پر حالیہ بمباری میں وہاں کے مقامات مقدسہ کو بھی نہیں بخشا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے ناپاک قدم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک تک جا پہنچے۔ ساری دنیا اس حقیقت کو سمجھتی اور جانتی ہے کہ کافروں کی نظریں مسلم دنیا کے صرف وسائل پر ہی نہیں ان کے مقامات مقدسہ پر بھی ہیں۔ جن مساجد کا ذکر ابھی کیا گیا ہے کبھی ان کے گنبدوں کے حیات آفریں سائے میں مسلمان سربسجود ہوتے تھے اور ان کے صحنوں میں نوجوانان اسلام قرآن وسنت کی تعلیم سے فیض یاب ہو کر اسلام کے رکھوالے بنتے تھے۔ مسجد اقصیٰ پر یہودیوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ مسجد قرطبہ عیسائیت کی بھینٹ چڑھ گئی ہے جبکہ بابری مسجد کو ہندوؤں نے راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا ہے۔

مسلمانوں کے مقامات مقدسہ اور مساجد کی بے حرمتی کے سلسلے میں او آئی سی کا کردار نہایت افسوس ناک ہے۔ اقوام متحدہ کا تو یہ عالم ہے کہ جب مسئلہ دو چھوٹی قوموں

Marfat.com

کے درمیان ہوتا ہے تو دونوں چھوٹی قومیں غائب ہو جاتی ہیں اور جب مسئلہ ایک چھوٹی اور ایک بڑی قوم کے درمیان ہوتا ہے تو ایک چھوٹی قوم غائب ہو جاتی ہے اور جب مسئلہ دو بڑی قوموں کے مابین کھڑا ہو جائے تو اقوام متحدہ کا ادارہ ہی غائب ہو جاتا ہے۔ ایسے میں ان سے انصاف کے توقع نہیں رکھی جا سکتی ہے اور اگر خدانخواستہ مستقبل میں بھی کوئی ایسا سانحہ وقوع پذیر ہوا تب بھی یہ لوگ چپ ہی رہیں گے۔ اپنے مقدس مقامات اور مساجد کی حفاظت کیلئے اب ہمیں خود ہی کچھ کرنا پڑے گا اور ایسا صرف اتحاد سے ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ مسجدیں نوحہ کناں ہیں کہ کون مرد مجاہد ہے جو ہماری پامالی کا بدلہ لے، یہ مسجدیں پھر کسی یوسف، محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی کی راہ تک رہی ہیں۔

بعث سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے التجاء کرتے تھے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیبر شکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: ''اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے التجاء کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہماری رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔''

اس کے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہی یہود نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔''

﴿خصائص کبریٰ﴾

Marfat.com

کسریٰ کو ایک فرشتہ نے اسلام کی دعوت دی تھی

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں معلوم ہوا کہ کسریٰ اپنی مملکت میں اپنے محل کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس پر اس نے امر حق پیش کیا اور کسریٰ کے پاس وہ آنے والا شخص ایک آدمی تھا۔ جو چل کر اس کے پاس پہنچا، اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا ہے یا اس سے قبل منظور ہے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں؟ کسریٰ نے کہا کہ منظور ہے مگر اس لاٹھی کو نہ توڑو۔ اس کے بعد وہ شخص پلٹ کر چلا گیا، جب وہ چلا گیا تو کسریٰ نے اپنے درباریوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ جو شخص میرے پاس آیا تھا، اس کو آنے کی کس نے اجازت دی تھی؟ درباریوں نے کہا کہ تمہارے پاس تو کوئی آدمی بھی نہیں آیا۔ کسریٰ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور ان پر غصہ کیا اور ان پر سختی کی پھر انہیں چھوڑ دیا۔

جب سال کا ابتدائی زمانہ آیا تو وہی شخص پھر اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے، قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں۔ کسریٰ نے کہا کہ مجھے منظور ہے لاٹھی کو نہ توڑو، پھر جب وہ پلٹ کر چلا گیا تو اس نے اپنے دربانوں کو بلایا اور پوچھا: کس نے اسے آنے کی اجازت دی ہے؟

ان سب نے انکار کیا اور کہا کہ تمہارے پاس کوئی بھی اندر نہیں آیا ہے تو اس نے پہلے کی مانند ان کے ساتھ سختی و شدت کی یہاں تک کہ جب دوسرا سال آیا تو وہی شخص اسکے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لاٹھی نہ توڑو، مگر اس شخص نے لاٹھی توڑ دی اور اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی وقت ہلاک کر دیا۔

(یہ روایت مرسل ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔) ﴿ابن اسحاق، ابونعیم، بیہقی، خرائطی﴾

Marfat.com

خونی نہر

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ جب صبح کی نماز پڑھتے تو حضور نبی کریم ﷺ اپنے منہ مبارک کو پھیرتے اور ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ایک دن آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تم لوگوں میں سے کسی شخص نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم لوگوں نے کہا نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ میرے پاس دو شخص آئے ہیں اور مجھ کو ایک پاک زمین کی طرف لے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم ایک خونی نہر کے نزدیک پہنچے جس کے اندر ایک شخص کھڑا تھا اور ایک شخص کنارے پر کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے۔پس وہ شخص جو نہر میں تھا اس نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا مگر اس شخص نے جو نہر کے کنارے پر کھڑا تھا، اس کے منہ پر پتھر مارا اور اس کو اسی طرف بھیج دیا پھر جب وہ باہر نکلتا تو وہ دوبارہ اس کو پتھر مارتا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جو نہر میں ہے؟ کہا گیا کہ یہ ایک سود کھانے والا ہے۔

﴿درۃ الناصحین﴾

سود خور کا برا انجام

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو جبرئیل علیہ السلام معراج کی رات لوگوں کی ایک جماعت کے قریب لے گئے ان میں سے ہر ایک شخص کا پیٹ اونٹ کی طرح بھاری تھا۔قوم فرعون کے راستے پر وہ لوگ ایک

Marfat.com

دوسرے سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے اور قوم فرعون صبح سے شام تک دوزخ میں ایسے چلتی جیسے اونٹ کو ہانکا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قوم فرعون تیز رفتار اونٹ کی طرح چلتی ان کو پاؤں سے روندتی اور مفہوم نہم سے نکلا ہے اور نہم باتحریک کے معنی ہیں۔ زیادہ ہونا اور بہت زیادہ بھوک کی وجہ سے پتھروں اور درختوں کو گرا دیتے ہیں پس جبکہ ان کو بھاری پیٹ والے دیکھتے ہیں تو اٹھ پڑتے ہیں پس ان کو جھکا دیتے ہیں مگر وہ لوگ اپنے پیٹوں کے بوجھ کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے ان میں سے ہر شخص بھاری پیٹ کی وجہ سے گر پڑتا ہے اور ان میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں پس قوم فرعون صبح سے شام تک ان کو روندتی ہے اس قسم کا عذاب صرف برزخ میں ہے یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان اور قیامت کے دن تو ان کو اس سے سخت عذاب ہوگا۔

(نہایت افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ اس زمانے میں بھی اکثر مسلمان سود خوری میں مبتلا ہیں۔ ان کو خدا اور رسول اللہ ﷺ کا کوئی خوف نہیں اور نہ ہی آخرت کے عذاب کا ڈر ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بچائے۔) اور آپ نے فرمایا: کہ قوم فرعون کہتی تھی کہ یا اللہ قیامت کبھی قائم نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قوم فرعون کو سخت تر عذاب میں داخل کرو پھر میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت میں سے سود کھانے والے ہیں اور اس لیے یہ اس شخص کی مانند کھڑے ہیں کہ شیطان اس کو چھونے سے پاگل کر دے۔

﴿درۃ الناصحین﴾

چمکتے چہرے

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ ایک قوم کو اٹھائے گا جن کے چہرے تاروں کی طرح روشن اور چمکتے ہونگے تو ملائیکہ ان سے

Marfat.com

پوچھیں گے کہ تم لوگوں نے کونسے اعمال کیے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم اذان سنتے تھے تو طہارت اور وضو کیلئے اٹھتے تھے اور نماز کے علاوہ دنیاوی کام میں مشغول نہ ہوتے تھے۔ ایک اور قوم جس کے چہرے چاند کی طرح منور ہونگے، ان سے فرشتے کہیں گے کہ تمہارے اعمال کونسے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم اذان سے پہلے وضو کرتے تھے۔ ایک اور قوم جس کے چہرے سورج کی طرح چمک رہے ہونگے، تو فرشتے ان سے سوال کریں گے کہ تمہارے کونسے اعمال ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسجد میں اذان کو سنتے تھے۔

﴿درۃ الناصحین﴾

ایک مشرک سردار آسمانی بجلی سے ہلاک

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو مشرک سرداروں میں سے ایک کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اسلام کی دعوت دیں۔ اس مشرک سردار نے کہا کہ وہ معبود جس کی تم دعوت دیتے ہو وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا۔

یہ سن کر وہ قاصد صحابی واپس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک بجلی اس مشرک پر بھیجی جس نے اسے جلا ڈالا، ابھی وہ قاصد راستہ ہی میں تھے، ان کو اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا۔ اس وقت حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سردار کو ہلاک کر دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ (سورۃ الرعد) ترجمہ: ''اور کڑک بھیجتا ہے۔''

﴿خصائص کبریٰ﴾

Marfat.com

نور کا شہر

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب میں معراج کی رات آسمان پر گیا تو عرش کے نیچے نور کا ایک شہر دیکھا جو کہ نور کی ہزار زنجیروں سے لٹا ہوا تھا اس کے لاکھ دروازے ہیں اور ہر دروازے کے سامنے خدا کی رحمت کا ایک باغ سجا ہوا ہے اور باغ میں نور کا ہزار بالا خانہ ہے اور ہر بالا خانہ میں نور کا ایک گھر ہے اور ہر گھر میں نور کے ستر مکان ہیں اور ہر مکان میں نور کا ایک کمرہ ہے اور ہر کمرے کے اوپر نور کا ایک بالا خانہ ہے، اس کے چار سو دروازے ہیں ہر دروازے کے دو پاٹ ہیں۔ ایک پاٹ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہے اور ہر تخت پر نور کا ایک فرش ہے اور ہر فرش پر حورعین کی طرح ایک لونڈی ہے اگر وہ اپنی چھنگلیا اس دنیا میں ظاہر کرے تو اس کا نور سورج اور چاند پر غالب آ جائے تو میں نے کہا کہ اے رب العالمین! یہ نبی کیلئے ہے یا صدیق کیلئے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ان لوگوں کیلئے ہے جو دن رات اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور میرے پاس ان کیلئے سب کچھ ہے اور میں ہی ہر چیز کو زیادہ کرنے والا ہوں۔

﴿درۃ الناصحین﴾

کنکریوں کی گواہی پر جنت میں داخل

حضرت ابراہیم واسطی رحمۃ اللہ علیہ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ میں سات کنکریاں تھیں۔ پس ان کنکریوں کو کہا کہ اے کنکریوں گواہ ہو جاؤ کہ

Marfat.com

میں "لا الٰہ الا اللہ وان محمد عبدہٗ وَ رسولہ" پس حضرت ابراہیم واسطی یہ کہنے کے بعد سو گئے اور رات کو خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور ان سے حساب لیا گیا ہے اور ان کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے تو فرشتے ان کو دوزخ کے دروازے پر لے گئے۔ تو وہاں ان کنکریوں میں سے ایک کنکر دروازہ پر آ گیا اس کو اٹھانے کیلئے سارے فرشتے جمع ہو گئے مگر اس کنکر کو نہ اٹھا سکے پھر فرشتے اس کو دوسرے دروازے پر لے گئے وہاں بھی ایک کنکر پڑا ہوا تھا۔ پس مجبور ہو کر اس کو ساتوں دروازوں پر لے گئے مگر ہر دروازے پر کنکریوں میں سے کنکر پڑا ہوا تھا اور کہتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہیں: "لا الٰہ الا اللہ وان محمد عبدہٗ وَ رسولہ" کہ پھر ان کو عرش معلیٰ کی طرف لے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو نے ان کنکریوں کو گواہ رکھا، اور انہوں نے تیرا حق نہ ضائع کیا اور میں تیری گواہی پر گواہ ہوں۔ میں تیرے حق کو ضائع نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو جنت میں داخل کرو اور جب جنت کے قریب گئے تو جنت کے دروازے بند تھے۔ پس "لاالٰہ الا اللہ" کہا تو جنت کے دروازے کھل گئے وہ جنت میں داخل ہو گئے۔

﴿درۃ الناصحین﴾

والدہ کے حقوق حج سے بہتر ہیں

ایک بزرگ حج کا قصد کر کے بغداد میں حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے پہنچے تو آپ آرام فرما رہے تھے۔ چنانچہ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا کہ میں خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ تک ایک پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے کہ آپ اپنی والدہ کے حقوق کو نظر انداز نہ کریں کیونکہ یہ حج کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے لہٰذا واپس جائیے اور والدہ کی خوشی کا خیال رکھیے۔ چنانچہ وہ حج کا ارادہ ترک کر کے واپس چلے گئے۔

Marfat.com
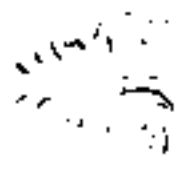
حضرت عتبہ بن غلامؒ کی توبہ کا واقعہ

حضرت عتبہ بن غلام رحمۃ اللہ علیہ اس طرح تائب ہوئے کہ کسی حسین عورت پر فریفتہ ہوئے اور اسے کسی نہ کسی طرح اپنے عشق کا اظہار بھی کرا دیا۔ چنانچہ اس نے اپنی کنیز کے ذریعہ دریافت کرایا کہ آپ نے میرے جسم کا کون سا حصہ دیکھا ہے کہ جس کی وجہ سے مجھ پر فریفتہ ہو گئے ہو؟ آپ نے کہا کہ تمہاری آنکھیں دیکھ کر عاشق ہوا ہوں۔ اس جواب کے بعد اس نے اپنی دونوں آنکھیں نکال کر آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے کنیز سے کہلوایا کہ جس چیز پر آپ فریفتہ ہوئے تھے وہ حاضر ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ کے اوپر ایک عجیب حالت طاری ہو گئی اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر تائب ہوئے اور فیوض باطنی سے بہرہ ور ہو کر مشغول عبادت رہے خود اپنے ہاتھ سے جو کی کاشت کرتے اور خود ہی اپنے ہاتھ سے آٹا پیس کر پانی میں تر کر کے دھوپ میں خشک کر لیا کرتے اور پورا ہفتہ ایک ایک ٹکیہ کھا کر عبادت میں مشغول رہتے اور فرمایا کرتے کہ روزانہ رفع حاجت کے لئے جانے سے کراماً کاتبین کے سامنے شرم آتی ہے۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ تختہ دار پر

حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کو جس وقت سولی دی جانے والی تھی تو ایک لاکھ افراد کا وہاں اجتماع تھا اور آپ ہر سمت دیکھ کر حق حق حق اور ''انا الحق'' کہہ رہے تھے۔ اس وقت کسی اہل اللہ نے پوچھا کہ عشق کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا کہ آج کل اور پرسوں

Marfat.com

میں تجھ کو معلوم ہو جائے گا چنانچہ اسی دن آپ کو پھانسی دی گئی اگلے دن آپ کی نعش کو جلایا گیا اور تیسرے دن خاک ہوا میں اڑا دی گئی۔ گویا آپ کے قول کے مطابق عشق کا صحیح مفہوم یہ تھا۔

جب آپ کے خادم نے وصیت کرنے کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ اپنے نفس کو تمام علائق دنیاوی سے خالی کر لے ورنہ یہ نفس تجھ کو ایسی چیزوں میں پھانس دے گا جو تیرے بس کی نہ ہوگی۔

جب آپ کے صاحبزادے نے وصیت کی خواہش کی تو فرمایا کہ سارا عالم اعمال صالحہ کی کوشش کرتا ہے لیکن تجھے علم حقیقت حاصل کرنا چاہئے کیونکہ علم حقیقی کا ایک نکتہ بھی تمام اعمال صالحہ پر بھاری ہوتا ہے۔ پھر آپ جسوقت شاداں وفرحاں ٹہلتے ہوئے سولی کی جانب بڑھے تو لوگوں نے سوال کیا کہ آپ اس قدر مسرور کیوں ہیں؟ فرمایا کہ زیادہ مسرت کا وقت اور کون ہوسکتا ہے جب کہ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ رہا ہوں پھر یہ اشعار پڑھے:

ندیمی غیر منسوب الٰی شئی من الحیف — سقانی مثل ما یشرب کفعل الضیف بالضیف
فلما دارت الکاس دعی بالنطع والسیف — کذا من یشرب الراح مع التنین بالصیف

ترجمہ: ''میرا ندیم ذرا سا بھی ظالم نہیں ہے۔ اس نے مجھ کو ایسی شراب عطا کی ہے جو مہمان کو میزبان دیا کرتا ہے اور جب جام کے کئی دور چل چکے تو تلوار اور نطع طلب کیا کہ اس شخص کی سزا یہی ہے جو اژدھے سامنے ماہ تموز میں پرانی شراب پیتا ہے۔''

پھر جس وقت آپ کو پھانسی کے پھندے کے نیچے لے جایا گیا تو آپ نے پہلے باب الطاق کو بوسہ دے کر سیڑھی پر جس وقت قدم رکھا تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ فرمایا کہ پھانسی تو مردوں کا مزاج ہے پھر قبلہ رو ہو کر فرمایا کہ میں نے جو کچھ طلب کیا تو نے عطا کر دیا۔

جب سولی پر چڑھتے ہوئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا اپنے مخالفین ومتبعین کے

Marfat.com

متعلق کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ متبعین کو ایک اجر تو اس لئے ضرور حاصل ہو گا کہ وہ مجھ سے صرف حسن ظن رکھتے ہیں اور مخالفین کو دو ثواب حاصل ہوں گے۔ کیونکہ وہ قوت توحید اور شریعت میں سختی سے خائف رہتے ہیں اور شریعت میں اصل چیز شے توحید ہے جب کہ حسن ظن صرف فرع کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر آپ کو جب یہ خیال آیا کہ عہد شباب میں میری نظر ایک عورت پر پڑ گئی تھی تو فرمایا کہ اس کا بدلہ اتنی مدت گزرنے کے بعد لیا جا رہا ہے اور جب حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تصوف کس کو کہتے ہیں فرمایا کہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ تو تصوف کا ادنیٰ ترین درجہ ہے کیونکہ اعلیٰ ترین درجہ سے تو کوئی بھی واقف نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد لوگوں نے آپ کو سنگسار کرنا شروع کر دیا جس کو آپ نہایت خاموشی سے برداشت کرتے رہے لیکن جب حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے مٹی کا ایک چھوٹا سا ڈھیلا مارا تو آپ نے آہ بھری اور جب لوگوں نے پوچھا کہ سنگساری کی اذیت پر تو آپ خاموش رہے لیکن مٹی کے چھوٹے سے ڈھیلے پر آپ کے منہ سے آہ کیوں نکل گئی۔ فرمایا کہ پتھر مارنے والے تو میری حقیقت سے ناواقف ہیں لیکن شبلی کو ڈھیلا اس لئے نہ مارنا چاہئے تھا کہ وہ اچھی طرح واقف ہیں۔ پھر جب سیڑھی پر آپ کے ہاتھ قطع کئے گئے تو مسکراتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں نے گو میرے ظاہری ہاتھ تو قطع کر دیئے ہیں لیکن میرے وہ باطنی ہاتھ کون قطع کر سکتا ہے جنہوں نے ہمت کا تاج عرش کے سر پر سے اتارا ہے۔ اس طرح جب پاؤں قطع کئے گئے تو فرمایا کہ گو میرے ظاہری پاؤں قطع کر دیئے گئے لیکن ابھی وہ باطنی پاؤں باقی ہیں جن سے میں دونوں عالم کا سفر کر سکتا ہوں۔ پھر آپ نے خون آلود ہاتھوں کو چہرے پر ملتے ہوئے فرمایا کہ میری سرخروئی اچھی طرح مشاہدہ کر لو کیونکہ خون جوانمردوں کا ابٹن ہوتا ہے پھر خون سے لبریز ہاتھوں کو کہنیوں تک پھیرتے ہوئے فرمایا کہ میں نماز عشق کے لئے وضو کر رہا ہوں کیونکہ نماز عشق کے لئے خون ہی سے وضو کیا جاتا ہے۔ پھر جب آنکھیں نکال کر زبان قطع کرنے کا قصد کیا گیا تو فرمایا کہ مجھے ایک بات کہہ لینے کی مہلت دے دو۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ میرے

Marfat.com

ہاتھ تیرے راستے میں قطع کر دیئے گئے۔ آنکھیں نکال لی گئیں اور اب سر بھی کاٹ دیا جائے گا لیکن میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ کو ثابت قدم رکھا اور تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ ان سب لوگوں کو بھی وہی دولت عطا فرما جو مجھے عطا کی ہے۔

جس وقت سنگساری شروع ہوئی تو آپ کی زبان پر یہ کلمات تھے کہ ''یکتا کی دوستی بھی یکتا کر دیتی ہے۔'' پھر آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ تھا کہ ''ان لوگوں کے ساتھ عجلت سے کام لیا جاتا ہے جو اس پر ایمان نہیں لائے اور اہل ایمان اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ بلاشبہ حق ہے۔''

پھر جس وقت آپ کی زبان کاٹی گئی تو خلیفہ کا حکم پہنچا کہ سر بھی قلم کر دیا جائے۔ چنانچہ سر قلم ہوتے وقت آپ قہقہہ لگا کر وصال فرما گئے اور آپ کے ہر ہر عضو سے ''انا الحق'' کی آواز آنے لگی۔ پھر جس وقت ہر عضو کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور صرف گردن پشت باقی رہ گئے تو ان دونوں حصوں سے بھی ''انا الحق'' کا ورد جاری تھا جس کی وجہ سے آپ کو اگلے دن اس خوف سے جلا دیا گیا کہ کہیں مزید اور کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو جائے اور آخر کار جسم کی راکھ کو دریائے دجلہ میں ڈالا گیا لیکن جس وقت یہ عمل ہوا تو پانی میں ایک جوش سا پیدا ہو کر سطح آب پر کچھ نقوش سے بننے لگے۔ چنانچہ آپ کے خادم کو وہ وصیت یاد تھی جو آپ نے اپنی زندگی میں فرمائی تھی جس وقت میری راکھ کو دجلہ میں پھینکا جائے گا تو پانی میں ایسا جوش و طوفان پیدا ہوگا کہ پورا بغداد غرق ہو جائے گا لیکن جب یہ کیفیت ہو تو تم میری گدڑی دجلہ کو جا کر دکھا دینا۔ چنانچہ خادم نے جب آپ کی وصیت پر عمل کیا تو پانی اپنی جگہ ٹھہر گیا اور تمام راکھ جمع ہو کر ساحل پر آ گئی جس کو لوگوں نے نکال کر دفن کر دیا۔

غرض کہ یہ مرتبہ کسی دوسرے بزرگ کو حاصل نہیں ہوا چنانچہ ایک بزرگ نے تمام اہل طریقت سے خطاب کر کے فرمایا کہ جب منصور کا واقعہ سامنے آتا ہے کہ ان سے کس قسم کا برتاؤ کیا گیا تو مجھے بے حد حیرت ہوتی ہے اور میں یہ سوچتا رہ جاتا ہوں کہ جن لوگوں نے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا ان کا حشر میں کیا حال ہوگا۔ حضرت عبار طوسی

Marfat.com

کہتے ہیں کہ روز محشر منصور کو اس لئے زنجیروں میں جکڑ کر پیش کیا جائے گا کہ کہیں میدان حشر زیروزبر نہ ہو جائے۔

کسی بزرگ نے مشائخین سے فرمایا کہ جس شب میں منصور کو دار پر چڑھایا گیا تو میں صبح تک سولی کے نیچے عبادت میں مشغول رہا اور جس وقت دن نمودار ہوا تو ہاتف نے یہ ندا دی کہ "ہم نے اپنے رازوں میں سے ایک راز کو اس کو مطلع کر دیا تھا جس کو اس نے ظاہر کر کے یہ سزا پائی کیونکہ شاہی راز کو ظاہر کرنے والے کا یہی انجام ہوتا ہے۔"

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے اسی رات آپ کے مزار پر پہنچ کر تمام شب عبادت کرتا رہا اور صبح کے وقت اپنی مناجات میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یہ ایک مومن بندہ تھا پھر تو نے ایسے عارف و محب کو جو واحدانیت پرست تھا ایسے عذاب میں کیوں مبتلا کیا؟ حضرت شیخ شبلی فرماتے ہیں کہ ابھی یہ دعا پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ مجھے اونگھ آ گئی اور میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہم نے منصور کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا کہ وہ ہمارے راز کو غیروں پر ظاہر کر دیتا تھا اور جو راز اس کو دریائے دجلہ پر ظاہر کرنا چاہئے تھا اس کو دوسرے لوگوں پر برملا ظاہر کر دیتا تھا۔

پھر حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری مرتبہ آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ اپنی نوازش سے مجھے قصر صدق میں اتارا۔ پھر حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ ان دو گروہوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا جو آپ کو اچھا اور برا کہتے تھے؟ فرمایا کہ دونوں گروہوں پر اپنی رحمت نازل فرمائی۔ ایک پر تو اس لئے کہ اس نے مجھ سے واقف ہو کر مجھ پر مہربانیاں کیں اور دوسرے گروہ پر اس لئے کہ وہ مجھ سے واقف ہی نہیں تھا اور صرف خدا کے لیے مجھ سے دشمنی رکھتا تھا۔

پھر کسی اور نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ میدان حشر میں کھڑے ایک جام ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور سر جسم سے غائب ہے اور جب اس نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سر قلم شدہ لوگوں کو ہی جام عنایت فرماتا ہے۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت منصور کو سولی پر چڑھایا گیا تو شیطان

Marfat.com

نے سامنے آ کر کہا کہ اے شیخ آپ نے "انا الحق" کہا اور میں نے "انا الخیر" لیکن آپ کے اوپر رحمت ہوئی اور میرے اوپر لعنت۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو نے انا اپنے لئے استعمال کیا اور میں نے خودی کو دور کر کے "انا الحق" کہا اسی وجہ سے مجھ پر رحمت اور تجھ پر لعنت نازل ہوئی۔ اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خودی کو اپنے سے علیحدہ کر دینا ہی بہتر بات ہے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعین اور مقتدائے اربعین میں سے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اویس احسان و مہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہے" اور جس کی توصیف سرکار دو عالم ﷺ فرما دیں اس کی تعریف دوسرا کوئی کیا کر سکتا ہے۔ بعض اوقات حضور نبی کریم ﷺ یمن کی طرف روئے مبارک کر کے فرماتے کہ "میں یمن کی طرف سے رحمت کی ہوا آتی ہوئی پاتا ہوں۔"

فضائل ومناقب

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ "روز محشر ستر ہزار ملائکہ کے جلو میں جو اویس قرنی کے شبیہ ہوں گے اویس کو جنت میں داخل کیا جائے گا تا کہ مخلوق ان کو پہچان نہ سکے۔ سوائے اس شخص کے جس کو اللہ ان کے دیدار سے مشرف کرنا چاہے۔ اس لئے کہ آپ نے خلوت نشین ہو کر اور مخلوق سے روپوشی اختیار کر کے محض اس لئے عبادت و ریاضت اختیار کی کہ دنیا آپ کو برگزیدہ تصور نہ کرے اور اسی مصلحت کے پیش نظر روز حشر آپ کی پردہ داری قائم رکھی جائے گی۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص ہے جس کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی بھیڑوں کے بال کے برابر گنہگاروں کو بخش دیا جائے

Marfat.com

گا۔ (ربیعہ و مضر دو قبیلے تھے جن میں بکثرت بھیڑیں پائی جاتی تھیں) اور جب صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے اور کہاں مقیم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کا ایک بندہ ہے۔ پھر صحابہ کے اصرار کے بعد فرمایا کہ وہ اویس قرنی ہے۔

چشم باطن سے زیارت نبوی ﷺ:

جب صحابہ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کبھی نہیں لیکن چشم ظاہری کے بجائے چشم باطنی سے اس کو میرے دیدار کی سعادت حاصل ہے اور مجھ تک نہ پہنچنے کی دو وجوہ ہیں۔ (۱) غلبہ حال، (۲) تعظیم شریعت، کیونکہ اس کی والدہ مومنہ بھی ہیں اور ضعیف و نابینا بھی اور اویس شتربانی کے ذریعہ ان کے لئے معاش حاصل کرتا ہے۔ پھر جب صحابہ نے پوچھا کہ کیا ہم ان سے شرف نیاز حاصل کر سکتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "نہیں" البتہ عمر و علی رضی اللہ عنہم سے ان کی ملاقات ہوگی اور ان کی شناخت یہ ہے کہ پورے جسم پر بال ہیں اور ہتھیلی کے بائیں پہلو پر ایک درہم کے برابر سفید رنگ کا داغ ہے لیکن وہ برص کا داغ نہیں۔ جب ان سے ملاقات ہو تو میرا اسلام پہنچانا اور بعد میں میری امت کے لئے دعا کرنے کا پیغام بھی دینا پھر جب صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے پیراہن کا حقدار کون ہے؟ تو فرمایا کہ اویس قرنی۔

حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما کی حضرت اویس قرنی سے ملاقات

دور خلافت راشدہ میں جب حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کوفہ پہنچے اور اہل یمن سے ان کا پتہ معلوم کیا تو کسی نے کہا کہ میں ان سے پوری طرح تو واقف نہیں البتہ ایک دیوانہ آبادی سے دور عرفہ کی وادی میں اونٹ چرایا کرتا ہے اور خشک روٹی اس کی غذا ہے۔ لوگوں کو ہنستا ہوا دیکھ کر خود روتا ہے اور روتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر خود ہنستا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نماز میں مشغول ہیں اور ملائکہ ان کے اونٹ چرا رہے ہیں۔ فراغت نماز کے بعد جب ان کا نام دریافت کیا تو جواب دیا کہ عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

فرمایا کہ اپنا اصلی نام بتائیے۔ آپ نے جواب دیا کہ اویس رضی اللہ عنہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ دکھائیے۔ انہوں نے جب ہاتھ دکھایا تو حضور نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ علامت کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دست بوسی کی اور حضور نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک پیش کرتے ہوئے سلام پہنچا کرامت محمدیہ کے حق میں دعا کرنے کا پیغام بھی دیا۔ یہ سن کر حضرت اویس قرنی نے عرض کیا کہ آپ خوب اچھی طرح دیکھ بھال فرمالیں شاید وہ کوئی دوسرا فرد ہو جس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے نشاندہی فرمائی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس علامت کی حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نشاندہی فرمائی ہے وہ آپ میں موجود ہے۔ یہ سن کر حضرت اویس قرنی نے عرض کیا کہ اے عمر تمہاری دعا مجھ سے زیادہ کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو دعا کرتا ہی رہتا ہوں البتہ آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی وصیت پوری کرنی چاہیے۔ چنانچہ حضرت اویس قرنی نے حضور نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک کچھ فاصلے پر لے جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا رب جب تک تو میری سفارش پر امت محمدیہ کی مغفرت نہ کر دے گا، میں سرکار دو عالم ﷺ کا لباس ہرگز نہیں پہنوں گا، کیونکہ تیرے نبی نے اپنی امت کو میرے حوالے کیا ہے۔ چنانچہ ندائے غیبی آئی کہ ہم نے تیری سفارش پر کچھ افراد کی مغفرت کر دی لیکن! آپ نے پھر عرض کیا کہ پوری امت کی مغفرت فرما دے۔ جواب ملا کہ ہم نے ایک ہزار افراد کی بخشش کر دی۔ اسی طرح آپ مشغول دعا تھے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے پہنچ گئے اور آپ نے سوال کیا کہ آپ دونوں حضرات کیوں آ گئے؟ میں جب تک پوری امت کی مغفرت نہ کروا لیتا اس وقت تک یہ لباس کبھی نہ پہنتا۔

مقام ولایت خلافت سے بہتر ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایسے کمبل کے لباس میں دیکھا جس کے نیچے تونگری کے ہزاروں عالم پوشیدہ تھے۔ یہ دیکھ کر آپ کے قلب میں خلافت سے دستبرداری کی

Marfat.com

خواہش بیدار ہوئی اور فرمایا کہ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو روٹی کے ایک ٹکڑے کے معاوضہ میں مجھ سے خلافت خرید لے۔ یہ سن کر حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی بے وقوف شخص ہی خرید سکتا ہے۔ آپ کو تو فروخت کرنے کے بجائے اٹھا کر پھینک دینا چاہئے پھر جس کا جی چاہے اٹھا لے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کا عطا کردہ لباس زیب تن کر لیا اور فرمایا کہ میری سفارش پر بنو ربیعہ اور بنو مضر کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مغفرت فرما دی۔ اور جب حضرت عمر نے آپ سے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نہ کرنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ اگر آپ دیدار حضور نبی کریم ﷺ سے مشرف ہوئے ہیں تو بتایئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بھنویں کشادہ تھیں یا گھنی؟ لیکن دونوں صحابہ جواب سے معذور رہے۔

اِتباعِ رسالت میں دانتوں کو توڑنا

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر آپ احباب نبیؐ میں سے ہیں تو یہ بتایئے کہ جنگ احد میں حضور نبی کریم ﷺ کا کون سا دانت مبارک شہید ہوا تھا اور آپ نے اتباع نبویؐ میں اپنے تمام دانت کیوں نہ توڑ ڈالے؟ یہ کہہ کر اپنے تمام ٹوٹے ہوئے دانت دکھا کر کہا کہ جب دانت مبارک شہید ہوا تو میں نے اپنا ایک دانت توڑ ڈالا پھر خیال آیا کہ شاید کوئی دوسرا دانت شہید ہوا ہو، اسی طرح ایک ایک کر کے جب تمام دانت توڑ ڈالے اس وقت مجھے سکون نصیب ہوا۔ یہ دیکھ کر دونوں صحابہ پر رقت طاری ہو گئی اور یہ اندازہ ہو گیا کہ پاس ادب کا حق یہی ہوتا ہے کہ حضرت اویس دیدار نبی ﷺ سے مشرف نہ ہو سکے لیکن اتباع رسالت کا مکمل حق ادا کر کے دنیا کو درس ادب دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونا کامیابی ہے

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی تو آپ نے کہا کہ نماز میں تشہد کے بعد میں یہ دعا کیا کرتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمومِنِین وَ الْمومِنَات (ترجمہ) اے اللہ تمام مومنین و مومنات کی مغفرت فرما اور اگر تم ایمان کے ساتھ دنیا سے

Marfat.com

رخصت ہوئے تو تمہیں سرخروئی حاصل ہوگی ورنہ میری دعا بے فائدہ ہو کر رہ جائے گی۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب وصیت کرنے کے لئے فرمایا تو آپ نے کہا اے عمر! اگر تم خداشناس ہو تو اس سے زیادہ افضل اور کوئی وصیت نہیں کہ تم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ پہچانو، پھر پوچھا کہ اے عمر، کیا اللہ تعالیٰ تم کو پہچانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بس خدا کے علاوہ تمہیں کوئی نہ پہچانے یہی تمہارے لئے افضل ہے۔

استغناء

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استدعا کی کہ آپ کچھ دیر اسی جگہ قیام فرمائیں میں آپ کے لئے کچھ لے کر آتا ہوں تو آپ نے جیب سے دو درہم نکال کر دکھاتے ہوئے کہا کہ یہ اونٹ چرانے کا معاوضہ ہے اور اگر آپ یہ ضمانت دیں کہ یہ درہم خرچ ہونے سے پہلے میری موت نہیں آئے گی تو پھر یقیناً آپ کا جو دل چاہے عنایت فرما دیں۔ ورنہ یہ دو درہم میرے لئے بہت کافی ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہاں تک پہنچنے میں آپ حضرات کو جو اذیت ہوئی اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ اور اب آپ دونوں واپس ہو جائیں کیونکہ قیامت قریب ہے اور میں زادِ آخرت کی فکر میں لگا ہوا ہوں۔ پھر ان دونوں صحابہ کی واپسی کے بعد جب لوگوں کے قلوب میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت جاگزیں ہوئی اور مجمع لگنے لگا تو آپ گھبرا کر کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہاں پہنچنے کے بعد صرف ہرم بن حیان کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں دیکھا کیونکہ جب سے ہرم بن حیان نے آپ کی شفاعت کا واقعہ سنا تھا اشتیاق زیارت میں تلاش کرتے ہوئے کوفہ پہنچے اور آپ سے ملاقات کی اور اپنی مغفرت کی دعا کے طالب ہوئے۔

﴿تذکرہ الاولیاء﴾

Marfat.com

خلیفہ کا قتل کے ارادے سے معافی مانگنا

خلیفہ منصور نے ایک رات اپنے وزیر کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو میرے سامنے پیش کرو، تا کہ میں ان کو قتل کر دوں۔ وزیر نے عرض کیا کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر جو شخص گوشہ نشین ہو گیا ہو اس کو قتل کرنا قرین مصلحت نہیں لیکن خلیفہ نے غضبناک ہو کر کہا کہ میرے حکم کی تعمیل تم پر ضروری ہے۔ چنانچہ مجبوراً جب وزیر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو لینے کیلئے چلا گیا تو منصور نے غلاموں کو ہدایت کر دی کہ جس وقت میں اپنے سر سے تاج اتاروں تو تم فی الفور امام جعفر صادق کو قتل کر دینا۔ لیکن جب وزیر کے ہمراہ آپ تشریف لائے تو آپ کے عظمت و جلال نے خلیفہ کو اس درجہ متاثر کیا کہ وہ اضطراری طور پر آپ کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا اور نہ صرف آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی مؤدبانہ آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کی حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ میری سب سے اہم حاجت و ضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تا کہ میری عبادت و ریاضت میں خلل واقع نہ ہو۔ چنانچہ منصور نے وعدہ کر کے عزت واحترام کے ساتھ آپ کو رخصت کیا لیکن آپ کے دبدبے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہو کر مکمل تین شب و روز بے ہوش رہا۔

لیکن بعض روایات میں ہے کہ تین نمازوں کے قضا ہونے کی حد تک غشی طاری رہی۔ بہر حال خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر وزیر و غلام حیرت زدہ رہ گئے اور جب خلیفہ سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جس وقت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو ان کے ساتھ ایک اتنا بڑا اژدھا تھا جو اپنے جبڑوں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان میں مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اگر

Marfat.com

تو نے ذراسی بھی گستاخی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نگل جاؤں گا۔ چنانچہ اس کی دہشت مجھ پر طاری ہوگئی اور میں نے آپ سے معافی طلب کرلی۔

﴿تذکرہ الاولیاء﴾

دل میں نادم ہونے پر مغفرت

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ انصار کے ایک شخص کے پاس گیا جو نزع کی حالت میں تھا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر پس وہ شخص اپنی زبان سے بول نہ سکا اور اپنی دونوں آنکھوں کو آسمان کی طرف گھمایا اور آپ مسکرائے۔ میں نے آپ علیہ السلام سے مسکرانے کی وجہ پوچھی؟ تو آپ نے فرمایا یہ شخص زبان سے تو توبہ نہ کرسکا لیکن اس نے اپنی آنکھوں سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اپنے کیے ہوئے گناہوں پر نادم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ، میں اس کی توبہ اور اس کی ندامت جو دل میں ہے ضائع نہیں کروں گا تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کو معاف کردیا۔

﴿درۃ الناصحین﴾

کعبہ کا استقبال کرنا

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جب سفر حج پر روانہ ہوئے تو ہر گام پر دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے چلے اور مکمل چودہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے اور دوران سفر یہ بھی کہتے جاتے کہ دوسرے لوگ تو قدموں سے چل کر پہنچتے ہیں لیکن میں سر اور آنکھوں کے بل پہنچوں گا اور جب مکہ میں داخل ہوئے تو وہاں سے خانہ کعبہ غائب تھا۔ چنانچہ آپ اس

Marfat.com

تصور سے آبدیدہ ہوگئے کہ شاید میری بصارت زائل ہو چکی ہے لیکن غیب سے ندا آئی کہ بصارت زائل نہیں ہوئی ہے بلکہ کعبہ ایک ضعیفہ کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔ یہ سن کر آپ کو احساس ندامت ہوا اور گریہ کناں ہو کر عرض کیا کہ یا اللہ وہ کون سی ہستی ہے۔ ندا آئی کہ وہ بہت ہی عظیم المرتبت ہستی ہے۔ چنانچہ آپ کی نظر اٹھی تو دیکھا کہ سامنے سے حضرت رابعہ بصری لاٹھی کے سہارے چلی آ رہی ہیں اور کعبہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے اور آپ نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ تم نے نظام عالم کو کیوں درہم برہم کر رکھا ہے؟ جواب ملا کہ میں نے تو نہیں البتہ تم نے ایک ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے جو چودہ برس میں کعبہ تک پہنچے ہو۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں ہر گام پر دو رکعت نفل پڑھتا ہوا آیا ہوں جس کی وجہ سے اتنی تاخیر سے پہنچا۔ حضرت رابعہ نے فرمایا کہ تم نے تو نماز پڑھ پڑھ کر فاصلہ طے کیا ہے میں اور عجز و انکسار کے ساتھ یہاں تک پہنچی ہوں۔ پھر ادائیگی حج کے بعد اللہ تعالیٰ سے رو کر عرض کیا، تو نے حج پر بھی اجر کا وعدہ فرمایا ہے اور مصیبت پر صبر کرنے پر بھی، لہٰذا اگر تو میرا حج قبول نہیں فرماتا تو پھر مصیبت پر صبر کرنے کا ہی اجر عطا کر دے۔ کیونکہ حج کی عدم قبولیت سے بڑھ کر اور کون سی مصیبت ہو سکتی ہے۔ وہاں سے بصرہ واپس ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئیں۔ جب دوسرے سال حج کا زمانہ آیا تو فرمایا کہ گزشتہ سال تو کعبہ نے میرا استقبال کیا تھا اور اس سال میں اس کا استقبال کروں گی۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

گستاخ عقبہ بن ابی معیط واصل جہنم

بہ سندِ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عقبہ ابن ابی معیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں کھانے پر بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا: اے

Marfat.com

عقبہ! میں تو کھانا نہ کھاؤں گا جب تک تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی نہ دے گا۔ عقبہ نے گواہی دی اور آپ ﷺ نے کھانا تناول فرما لیا۔ کچھ دن بعد عقبہ کا ایک دوست آیا اور اس کو قبول اسلام پر ملامت کی اور کہا جو کچھ وہ کہہ سکا۔ عقبہ کی عصبیت بیدار ہوگئی، اپنے دوست سے کہنے لگا:

''مجھ کو شرمندہ کرنے والے میرے دوست اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ اس عمل کی وجہ سے قریش کے دلوں میں میری طرف سے جو کدورت پیدا ہوگئی ہے۔ وہ صاف ہو جائے اور میری گئی ہوئی عزت لوٹ آئے؟''

اس نے بتایا: ''اس صورت یہ ہے کہ تو محمد (ﷺ) کی مجلس میں جا اور ان کے چہرے پر تھوک دے۔'' عقبہ بدنصیب نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک کو صاف کر لیا اور فرمایا اگر میں تجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پاؤں گا تو تیری گردن صبر کے ہتھیار سے اڑا دوں گا، تو جب بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی نکلے مگر عقبہ نے انکار کیا اور لوگوں کو وجہ انکار بتاتے ہوئے کہا: مجھ سے محمد (رسول اللہ ﷺ) نے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑوں کے پرے وہ مجھے پائیں گے تو صبر کے ہتھیار سے میری گردن اڑا دیں گے۔

لوگوں نے اس کے اطمینان کیلئے کہا: ''ہم تمہاری سواری میں سرخ ناقہ دیتے ہیں۔ پھر وہ کس طرح پا سکیں گے؟'' پس وہ ان کے اصرار اور انتظام کی وجہ سے ساتھ ہو گیا اور جب اس کے ساتھیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنی مخصوص ناقہ پر راہ فرار اختیار کرنے لگا تو اسی اونٹنی نے اس کو ایک چٹیل زمین پر لا کر ڈال دیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی گردن اڑا دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صبر نے اس کی گردن ماردی۔

﴿ابونعیم﴾

Marfat.com

جنت کہاں ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جنت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں؟ تو آپ نے فرمایا: کون سا آسمان اور زمین وسعت میں جنت کے برابر ہو سکتے ہیں۔ تو عرض کیا گیا وہ کہاں ہے تو آپ نے فرمایا: کہ جنت عرش کے نیچے ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے جبکہ دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔

حوروں کے وجود کی تخلیق

حدیث شریف میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کے وجود کو چار رنگوں یعنی سفید، سبز، زرد اور سرخ سے پیدا کیا ہے۔ ان کے بدن کو زعفران، مشک، عنبر اور کافور سے پیدا کیا ہے اور ان کے بالوں کو لونگ سے پیدا کیا ہے تو پاؤں کی انگلیوں سے لے کر زانو تک زعفران سے خوشبودار ہے اور زانو سے ناف تک کستوری سے اور ناف سے گردن تک عنبر سے اور گردن سے سر تک کافور سے پیدا کیا ہے اور وہ ایک مرتبہ تھوکے تو ساری دنیا کستوری ہو جائے۔ ان حور کے جسم پر اس کے شوہر کا نام لکھا ہوا ہے اور ایک نام اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا ہے اور اس کے ہر ہاتھ میں دس کنگن سونے کے ہیں اور اس کی انگلیوں میں دس انگوٹھیاں ہیں اور دونوں پاؤں میں جواہرات اور موتیوں کے پازیب ہیں۔

Marfat.com

عذاب میں گرفتار عورتیں

حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو سرکار مدینہ ﷺ رو رہے تھے تو ہم نے آپ ﷺ سے رونے کا سبب پوچھا تو سرکار مدینہ ﷺ نے جواب دیا کہ میں نے معراج کی رات عورتوں کو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا۔ پس اس وقت مجھے ان کی اس حالت نے رونے پر مجبور کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے وہاں کیا دیکھا؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں نے ایک عورت کو اپنے بالوں کے ساتھ لٹکتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس کے سر کا دماغ بھی کھول رہا تھا اور میں نے ایک عورت کو اپنی زبان کے ساتھ لٹکا ہوا دیکھا حالانکہ اس کے دونوں ہاتھ اس کی پیٹھ کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور میں نے ایک عورت کو اس کے پستانوں کے ساتھ لٹکتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس کے حلق میں زقوم ٹپکایا جا رہا تھا (یہ ایک جہنم کا درخت ہے) اس کے بعد میں نے ایک عورت کو لٹکا ہوا دیکھا اور اس کے دونوں پاؤں اس کے دونوں ہاتھوں کے ساتھ پیشانی کی طرف بندھے ہوئے ہیں اور اس پر سانپ اور بچھو حملہ کر رہے ہیں۔ (اس کے علاوہ) میں نے ایک عورت کو اپنا جسم کھاتے ہوئے دیکھا جبکہ آگ اس کے نیچے گھائی جا رہی ہے اور ایک عورت کو میں نے دیکھا کہ اس کے جسم کو آگ کی قینچی کے ساتھ کاٹا جا رہا ہے۔ (علاوہ ازیں) میں نے ایک سیاہ چہرے والی عورت کو دیکھا اور وہ اپنی انتڑیاں کھا رہی تھی اور میں نے ایک ایسی عورت کو بھی دیکھا جو گونگی، بہری اور اندھی تھی اور وہ آگ کے صندوق میں پڑی تھی اور اس کے دماغ سے مغز نکل رہا تھا اور اس کی بدبو برص اور جذام سے بری ہے۔ اس کے بعد ایک ایسی عورت پر میری نظر پڑی جس کا سر خنزیر کے سر کی طرح تھا اور اس کا جسم گدھے کے جسم کے مثل تھا اور وہ ہزاروں قسم کے عذاب میں

Marfat.com

مبتلا تھی۔ان کے علاوہ ایک عورت کتے کی مانند تھی۔ بچھو اور سانپ اس کی فرج یعنی جسم کے اگلے حصے داخل ہو رہے تھے اور پچھلے حصے سے نکل رہے تھے جبکہ فرشتے اس کے سر پر گرز مار رہے تھے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ان عورتوں نے کیا کیا تھا؟

تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو عورت بالوں کے ساتھ لٹکائی گئی تھی وہ عورت غیروں سے اپنے بال نہیں چھپاتی تھی اور جو عورت زبان سے لٹکائی گئی تھی تو وہ عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو تکلیف دیتی تھی پھر سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند کو زبان سے تکلیف دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کو روز قیامت ستر (۷۰) گز بنا دے گا اور اس کی گردن کے پیچھے سے گرہ باندھے گا اور جس عورت کو اپنے دونوں پستانوں سے لٹکایا گیا تھا وہ عورت دوسروں کے لڑکوں کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر دودھ پلایا کرتی تھی اور جس عورت کو اس کے پاؤں سے لٹکایا گیا ہے وہ عورت اپنے گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر نکلتی تھی اور حیض و نفاس کا غسل نہیں کرتی تھی اور جو عورت اپنے جسم کو کھاتی تھی وہ اپنے جسم کو دوسرے مردوں کیلئے سجاتی تھی اور دوسروں کی غیبت کرتی تھی اور جس عورت کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جا رہا تھا وہ اپنی خوبصورتی اور بدن دوسروں لوگوں کو دکھاتی تھی اور عورت جس کے پاؤں ہاتھوں کے ساتھ پیشانی کی طرف بندھے ہوئے ہیں اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط تھے، وہ طاقت کے باوجود نہ وضو، نہ غسل اور نہ نماز ادا کرتی تھی اور جس عورت کا سر سور کی طرح تھا اور دھڑ گدھے کی مانند ہے وہ جھوٹ بولنے والی اور چغلی کرنے والی تھی اور جو کتے کی طرح تھی وہ اپنے شوہر سے بغض رکھتی تھی۔

Marfat.com

غیب سے لباس نمودار

ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تنہا اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک اور شخص بھی اللہ اللہ کا ذکر کرتا ہوا، آپ کے ساتھ ہو گیا۔ اس وقت آپ کی زبان سے نکلا کہ اے اللہ! اس وقت میرے پاس کوئی بہتر لباس نہیں ہے۔ چنانچہ یہ کہتے ہی غیب سے ایک بہت قیمتی لباس نمودار ہوا اور آپ نے زیب تن کر لیا۔ لیکن اس شخص نے جو آپ کے ساتھ لگا ہوا تھا، عرض کیا کہ میں بھی تو اللہ اللہ کا ذکر کرنے میں آپ کا شریک تھا لہٰذا آپ اپنا پرانا لباس مجھے عنایت فرما دیں۔ آپ نے اپنا لباس اتار کر اس کو دے دیا۔

تعلیم اذان کی عجیب وغریب روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان سکھائے۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک براق لے کر پہنچے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے کا قصد کیا تو براق نے شوخی کی۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اطاعت کیلئے ٹھہر جا، خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ ترین بندے تجھ پر سوار ہوں گے۔ سکوت براق کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے یہاں تک کہ اس حجاب عظمت تک آئے جو بارگاہ رحمٰن کے نزدیک ہے۔ اسی دوران اس حجاب کی پشت سے ایک فرشتہ باہر آیا اور اس نے کہا: ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا، میں اکبر ہوں، میں اکبر

Marfat.com

ہوں۔اس کے بعد فرشتے نے کہا: "اشهد ان لا اله الا الله" حجاب کی پشت سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا: میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرشتے نے کہا: "اشهد ان محمدا رسول الله" اور پردۂ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا: میں نے محمد ﷺ کو رسول بنایا۔اس کے بعد فرشتے نے کہا: "حی علی الصلوة، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوة" اس کے بعد کہا: "الله اکبر، الله اکبر" پس عقب پردہ سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ میں اکبر ہوں۔ میں اکبر ہوں۔ فرشتے نے پھر کہا: "لا اله الا الله" پس پردہ سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد فرشتے نے حضور نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا۔ آسمان والوں میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے آسمان و زمین والوں پر اشرف و کمال اور برتری کو کامل فرما دیا۔

﴿بزاز﴾

باکمال بڑھیا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ بغرض حج روانہ ہوا لیکن راستے میں اتنی تاخیر ہوگئی کہ صرف چار یوم حج میں باقی رہ گئے اور مجھے یقین ہوگیا کہ اب میں حج کی سعادت سے محروم رہ جاؤں گا لہٰذا کیا شکل اختیار کرنی چاہئے۔ اسی فراق میں ایک بڑھیا نے آ کر مجھ سے کہا کہ میرے ہمراہ چل میں تجھے میدان عرفات تک پہنچائے دیتی ہوں چنانچہ میں چل پڑا اور جب راہ میں کوئی دریا آ جاتا تو وہ کہتی کہ آنکھیں بند کرلو، اور جب میں اس پر عمل کرتا تو ایسا محسوس ہوتا کہ میں

Marfat.com

صرف کمر تک پانی میں چل رہا ہوں اور جب دریا عبور کر لیتا تو وہ کہتی کہ آنکھیں کھول دو۔ غرضیکہ اسی طرح اس نے مجھے عرفات تک پہنچا دیا اور فراغت حج کے بعد بڑھیا نے کہا کہ چلو میں اپنے بیٹے سے تمہاری ملاقات کراؤں۔ اور جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت ہی کمزور سا نوجوان نورانی صورت کا بیٹھا ہوا ہے اور ماں کو دیکھتے ہی قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے تم دونوں کو اللہ تعالیٰ نے میری تجہیز و تکفین کے لئے بھیجا ہے کیونکہ میری موت کا وقت بہت ہی قریب ہے۔ یہ کہتے ہی وہ فوت ہو گیا اور میں نے غسل دے کر اس کو قبر میں اتار دیا لیکن بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ اب تم رخصت ہو جاؤ کیونکہ میں اپنی زندگی بیٹے کی قبر پر گزارنا چاہتی ہوں اور آئندہ سال جب تم آؤ گے تو میں تمہیں نہ مل سکوں گی۔ لیکن میرے لئے ہمیشہ دعائے خیر کرتے رہنا۔

والدہ کی دعا سے اعلیٰ اور افضل مقام کا حصول

مجمع اللطائف میں یہ حکایت نقل ہے ایک حضرت سلیمان علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان سیر کرتے کرتے ایک گہرے دریا میں پہنچے اور اس دریا میں موجیں دیکھیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ پس ہوا ٹھہر گئی پھر ایک دیو کو سمندر میں غوطہ لگانے کا حکم دیا جب وہ دریا کی گہرائی کی انتہاء پر پہنچا تو اس نے ایک مٹی کا مینار جس میں کوئی سوراخ نہیں تھا دیکھا اس کو وہاں سے اٹھا کر سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس رکھا۔ سلیمان علیہ السلام یہ دیکھ کر متعجب ہوئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو مینار کا دروازہ کھل گیا تو اس میں ایک نوجوان سجدے کی حالت میں موجود تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ کیا تو فرشتہ، جن یا انسان ہے تو اس نے جواب دیا میں نہ جن نہ فرشتہ بلکہ میں انسان ہوں تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام

Marfat.com

نے پوچھا تو نے یہ بلند مرتبہ کیسے حاصل کیا تو اس نے جواب دیا میں نے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے یہ بلند اور عزت والا مقام حاصل کیا ہے۔ میری ماں کمزور اور بوڑھی تھی اور میں اس کو اپنی پیٹھ پر اٹھاتا تھا اور وہ میرے حق میں دعا فرماتی تھی:

اللھُمّ ارزقهُ القنوعَة واجعل مكانَهُ بعد وفاتی فی موضعٍ لافی السماءِ ولا فی الارض

ترجمہ: اے اللہ اس کو قناعت عطا فرما اور میرے انتقال کے بعد اس کا مکان ایسی جگہ بنا جو نہ زمین میں ہو اور نہ آسمان میں ہو۔

میں اپنی ماں کے انتقال کے بعد دریا کے کنارے سیر کر رہا تھا تو میں نے دریا میں موتی کا قبہ دیکھا اور میں اس کے قریب ہوا تو وہ میرے لیے کھل گیا اور میں اس کے اندر داخل ہو گیا اور وہ قبہ اللہ کے حکم سے بند ہو گیا۔ اس کے بعد میں نہیں جانتا کہ آیا میں ہوا میں ہوں یا زمین پر ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے اس قبے کے اندر رزق مہیا کرتا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا اللہ تعالیٰ تمہیں کیسے رزق عطا کرتا ہے تو اس نے جواب دیا جب مجھے بھوک محسوس ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ایک میوہ دار درخت پیدا کرتا ہے اور مجھے اس سے کھانا فراہم کرتا ہے اور جب میں پیاسا ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس سے ایسا پانی پیدا فرماتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور اس پانی سے میری پیاس بجھاتا ہے۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تمہیں رات اور دن کے بارے میں کیسے علم ہوتا ہے تو اس نے جواب دیا جب صبح ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے اور جب رات ہوتی ہے تو یہ قبہ سیاہ ہو جاتا ہے تو مجھے رات اور دن کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور وہ قبہ بند ہو گیا جس طرح وہ پہلے بند تھا۔

﴿درۃ الناصحین﴾

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ایک مجوسی

(حکایت)

ایک مجوسی حضرت ابرہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے کھانے کا سوال کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تک تو اپنے مذہب کو نہیں چھوڑو گے کھانا نہیں کھلاؤں گا تو وہ مجوسی واپس لوٹ گیا تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو نے اس کو کھانا کیوں نہیں کھلایا جب تک وہ اپنے مذہب کو نہیں چھوڑتا اگر تو اس کو آج کھانا کھلاتا تو وہ تجھے کیا نقصان دیتا حالانکہ میں اس کو ستر (۷۰) سال کھانا کھلا رہا ہوں اور پلا رہا ہوں حالانکہ وہ ہمارا انکار کرتا ہے جب صبح ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو بلایا اور اس کی دعوت کا اہتمام کیا تو مجوسی نے کہا مجھے اس دعوت پر بڑی حیرت ہے کہ کل شام کو آپ نے مجھے بغیر کھلائے واپس بھیج دیا تھا اور آج آپ نے مجھے کھانے کی دعوت دی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو خدا کی وحی کے بارے میں خبردار کیا تو مجوسی کہنے لگا مجھے بڑا افسوس ہے تو وہ رب مجھ سے ایسا سلوک کرتا ہے اور میں اس کی ذات کا انکار کرتا ہوں تو اس نے کہا: اے ابراہیم علیہ السلام! میں آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھتا ہوں "اشھدان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ" بعض کتب میں اس طرح موجود ہے اور شیخ سعدی شیرازی علیہ السلام نے اس کو اپنی کتاب بوستان میں بھی نقل کیا ہے۔

Marfat.com

اللہ کے نزدیک مقبول شخص: (حکایت)

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن بہرام عجمی کو قبروں کو کھودتے ہوئے دیکھا اور وہ اسی دوران قبر کے مردوں کے سروں کو دیکھتے تھے اور اپنی لاٹھی کان کے سوراخ میں داخل کرتے اور اگر وہ لاٹھی ایک سوراخ میں سے ہوتی ہوئی دوسرے سوراخ تک پہنچ جاتی تو اس سر کو پھینک دیتے تھے اگر لاٹھی دماغ میں ٹھہر جاتی تو اس سر کو اٹھا لیتے تھے اور چومنا شروع کر دیتے تھے اور اس کے بعد اس سر کو دفن کر دیتے تھے تو میں نے ان تمام کاموں کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا جب لاٹھی ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ تک بغیر رکاوٹ کے گزر جاتی تھی اس بات کی علامت تھی کہ یہ سر والا انسان اچھی نصیحت کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا تھا۔ پس اس کیلئے کوئی بھلائی نہیں اور دوسرا وہ سر جس میں لاٹھی بالکل نہیں گھستی تھی وہ شخص اپنی دینی نصیحت کو بالکل نہیں سنتا تھا بلکہ خواہشات نفسانی میں مشغول رہتا تھا تو اس کیلئے بھی کوئی بھلائی نہیں ہے اور جس سر کے دماغ میں لاٹھی قرار پکڑتی تھی وہ شخص نصیحت اور سچے قول کو قبول کرتا تھا اور نصیحت اس کے دماغ میں ٹھہرتی تھی۔ وہ اللہ کے نزدیک مقبول شخص ہے، اسی لیے میں اس کو چومتا تھا اور اس کو دفن کرتا تھا۔

جھوٹا شخص

حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے پرہیزگاری کے بغیر خدا کی محبت کا دعویٰ کیا تو وہ جھوٹا ہے اور جس نے خدا کے راستے میں بغیر مال خرچ کیے جنت میں داخل

Marfat.com

ہونے کا ارادہ کیا وہ شخص بھی جھوٹا ہے اور جس شخص نے آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کیے بغیر آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کیا تو وہ بھی جھوٹا ہے اور جس نے فقیر اور مسکین لوگوں کی صحبت اختیار کیے بغیر درجات سے محبت کرنے کا دعویٰ کیا تو وہ بھی جھوٹا ہے۔

حضرت سمنون اور محبت خداوندی

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ نے کسی عورت سے نکاح کیا اور آخری عمر میں اس عورت سے ایک بچی پیدا ہوئی جب وہ لڑکی تین سال کی ہوئی تو اس لڑکی کی محبت آپ کے دل میں گھر کر گئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے تمام انبیاء اور اولیاء کے علم کھڑے کیے گئے ہیں اور ان کے پیچھے بھی ایک جھنڈا موجود ہے کہ اس روشنی نے اس کے افق کو بند کر دیا ہے تو سمنون نے پوچھا یہ جھنڈا کن لوگوں کا ہے تو انہوں نے جواب دیا یہ جھنڈا خالص اللہ سے محبت کرنے والوں کا ہے تو اس کے بعد سمنون نے اپنے آپ کو ان لوگوں میں دیکھا پھر ایک فرشتے نے ان کو ان لوگوں میں سے نکال دیا تو سمنون نے کہا کہ میں بھی اللہ کو محبوب رکھتا ہوں اور یہ جھنڈا بھی محبین کا ہے تو تو مجھے ان لوگوں سے کیوں نکالتا ہے تو فرشتے نے کہا کہ تو بھی محبین خدا میں سے ہے لیکن جب تیرے دل میں تیری بیٹی کی محبت گھر کر گئی ہے تو ہم نے تیرے نام کو محبوبان خدا کے ناموں سے نکال دیا ہے تو نیند میں حضرت سمنون رونے لگے اور خدا کی بارگاہ میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! اگر میری لڑکی تیرے قربت اور محبت میں رکاوٹ ہے تو میری بیٹی مجھ سے دور فرما تا کہ میں تیری مہربانی اور بخشش کے قریب ہو جاؤں۔ انہوں نے نیند میں ایک شور شرابہ سنا تو نیند سے بیدار ہوئے اور لوگوں سے اس آواز کے بارے میں پوچھا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ تیری بیٹی چھت سے گر پڑی ہے اور مر گئی ہے تو حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگا تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھ سے اس رکاوٹ کو دور فرمایا۔

Marfat.com

ہوا پر بسیرا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو ہوا پر چار زانو بیٹھا ہوا دیکھا اور وہ زبان سے اللہ اللہ کر رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے تو وہ کہنے لگا میں ایک خدا کا بندہ ہوں پھر میں نے پوچھا تو نے یہ بزرگی کس طرح حاصل کی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے خواہشات نفسانی کو خدا کی محبت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہوا پر بٹھایا ہے۔

باکمال غلام

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک ایسا غلام تھا جس سے آپ نے یہ شرط رکھی تھی کہ اگر تم محنت مزدوری کر کے اتنی رقم مجھے دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا۔ ایک دن کسی نے آپ سے کہہ دیا کہ آپ کا غلام تو سرقہ کرتے ہوئے کفن چرا کر فروخت کرنے کے بعد آپ کی رقم ادا کرتا ہے۔ یہ سن کر آپ کو بے حد ملال ہوا اور رات کو چھپ کر اس کے پیچھے پیچھے قبرستان پہنچ گئے۔ قبرستان میں جا کر غلام نے ایک قبر کھولی اور نماز میں مشغول ہو گیا اور جب آپ نے قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ٹاٹ کے کپڑے پہنے اپنے گلے میں طوق پہنے ہوئے گریہ وزاری کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر آپ رو پڑے اور پوری رات آپ نے باہر اور غلام نے قبر میں عبادت کرنے میں گزار دی۔ پھر صبح کو غلام نے قبر کو بند کیا اور فجر کی نماز مسجد میں جا کر ادا کی اور یہ دعا کرتا رہا کہ اے اللہ اب رات گزر چکی ہے اور میرا آقا اب رقم طلب کرے گا لہٰذا اپنے

Marfat.com

کرم سے تو ہی کچھ انتظام فرما دے۔ اس دعا کے بعد ایک نور نمودار ہوا اور اس نے درہم کی شکل اختیار کر لی۔ چنانچہ آپ یہ واقعہ دیکھ کر غلام کے قدموں میں گر پڑے اور فرمایا کہ کاش تو آقا اور میں غلام ہوتا۔ یہ جملہ سن کر غلام نے پھر دعا کی کہ اے اللہ اب میرا راز فاش ہو گیا اس لئے مجھے دنیا سے اٹھا لے اور آپ ہی کی آغوش میں دم توڑ دیا۔ پھر آپ نے غسل دے کر ٹاٹ ہی کے لباس میں دفن کر دیا لیکن رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دو براقوں پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عبداللہ تو نے ہمارے دوست کو ٹاٹ کے لباس میں کیوں دفن کیا ہے؟

حرص و ہوس ختم ہونے کا وظیفہ

حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک شب میں اکیاون مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھ کر آپ سے مسائل کی تحقیق کی۔ پھر ایک شب خواب میں میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ حرص و ہوس کا خاتمہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ روزانہ چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو:

يَا حَيُّ يَاقَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ يُّحْيِ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا

قندیلوں کا رقص کرنا

حضرت سمنون مجنون رحمۃ اللہ علیہ خدا سے محبت کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور تھے اور لوگ آپ کو سمنون مجنون کہا کرتے تھے جبکہ خاص لوگ آپ کو سمنون محب کہا کرتے

Marfat.com

تھے۔آپ خود اپنے آپ کو سمنون کذاب کہا کرتے تھے تو ایک دن لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے کیلئے منبر پر چڑھے لیکن لوگوں نے آپ کی طرف توجہ نہ کی تو آپ نے لوگوں کو چھوڑ دیا اور قندیلوں کی طرف متوجہ ہو گئے تو قندیلوں سے کہا کہ تم مجنون کی زبان سے ایک عجیب وغریب خبر سنو تو لوگوں نے دیکھا کہ قندیلوں نے رقص کرنا شروع کر دیا ہے اور وجد میں آ چکی ہیں اور سمنون کے کلام کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں۔

برصیصا عابد اور شیطان کی فریب کاری

برصیصا ایک پرہیز گار انسان تھا۔ اس نے دو سو بیس برس تک اللہ کی عبادت کی اور ایک لحہ خدا کی نافرمانی نہ کی اور اس کی عبادت کی برکت سے ساٹھ ہزار شاگرد ہوا میں اس کے ساتھ چلتے تھے یہاں تک کہ فرشتے اس کی عبادت سے حیران ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:''جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو۔''

میرے علم کے مطابق برصیعا کافر ہوگا شراب پینے کی وجہ سے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جب شیطان نے اس بات کو سنا تو اس کے ہاتھ میں اس کو گمراہ کرنے کا راستہ مل گیا اور وہ برصیعا کے پاس ایک عبادت گزار کی صورت میں آیا اور اس کے جسم پر ٹاٹ کا لباس تھا تو برصیعا نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ایک عبادت کرنے والا انسان ہوں۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ اللہ کی عبادت میں میں تمہاری مدد کروں۔

تو برصیعا نے کہا جو شخص اللہ کی عبادت کا ارادہ کرتا ہے تو وہی اس کا ساتھی کافی ہے پھر شیطان کھڑا ہو گیا اور اس نے تین دن تک بغیر سوئے، بغیر کھائے اور بغیر پانی

Marfat.com

پیئے اللہ کی عبادت کی تو برصیعا نے کہا کہ میں نے اللہ کی عبادت دو بیس برس تک کی ہے تو اس کے باوجود کھاتا بھی ہوں سوتا بھی ہوں، پیتا بھی ہوں تو ابلیس نے اسے کہا کہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوا اور جب وہ گناہ مجھے یاد آتا ہے تو نیند اور کھانا پینا بھول جاتا ہے تو برصیعا نے کہا کہ مجھے بھی کوئی ایسا ذریعہ بتاؤ جس سے میں بھی تمہاری طرح ہو جاؤں تو ابلیس نے کہا کہ تو خدا کی نافرمانی کر پھر توبہ کر اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ معاف کر دے گا پھر تم کو اللہ کی عبادت میں زیادہ مزہ آئے گا تو برصیعا نے کہا کہ میں کون سا گناہ کروں تو ابلیس نے کہا کہ زنا کرو تو اس نے یہ کام کرنے سے انکار کر دیا۔

پھر کہا کہ کسی مومن کو قتل کر دو، اس نے ایسا کرنے سے بھی انکار کر دیا تو پھر ابلیس نے شراب پینے کو کہا کیونکہ یہ ایک ادنیٰ سا گناہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں شراب کہاں سے لاؤں گا؟ تو شیطان نے کہا فلاں جگہ آپ کو شراب ملے گی تو وہ اس جگہ پر چلا گیا تو وہاں ایک عورت شراب بیچ رہی تھی تو اس نے وہاں سے شراب خریدی اور اس وقت شراب پی لی اور اس عورت سے زنا کر لیا جس وقت اس کا شوہر آیا تو اس نے اپنی بیوی کو مارنا شروع کر دیا تو برصیعا نے اس کو بھی قتل کر دیا،

اس کے بعد شیطان نے انسانی شکل میں جا کر بادشاہ کو اس کارنامے کی خبر دیدی تو اس بادشاہ نے اس کو گرفتار کرا دیا اور شراب نوشی کی وجہ سے اسے اسی (۸۰) کوڑے لگوائے اور سو (۱۰۰) زنا کے جرم میں پھر بادشاہ نے اسے پھانسی دینے کا حکم دیا۔

اسی دوران شیطان اس کے پاس آیا اور اس سے حال پوچھا تو اس نے کہا کہ جس شخص نے برے دوست کے کہنے پر عمل کیا تو اس کی یہی سزا ہے۔ شیطان نے کہا کہ میں تمہاری وجہ سے دو سو بیس برس تک مصیبت میں تھا اور آج میں نے تم کو پھانسی پر چڑھایا اور اب بھی میں تم کو بچا سکتا ہوں تو برصیا نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ میرے بچنے کی کوئی صورت نکل آئے تو ابلیس نے کہا کہ تم مجھے سجدہ کرو تو تمہیں نجات مل جائے گی تو برصیا نے کہا کہ میں کس طرح سجدہ کروں تو ابلیس نے کہا کہ اشارہ سے سجدہ کرو۔ بس اس نے اشارہ سے سجدہ کیا اور کافر ہو گیا۔

Marfat.com

دستر خوان کا نزول اور مچھلی کا زندہ ہونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حواریوں نے دستر خوان طلب کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تیس روزے رکھنے کا حکم دیا پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے مانگو۔ پس حواریوں نے تیس (۳۰) روزے رکھے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دستر خوان طلب فرمائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک اون کا لباس پہنا اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کی:

جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے:

قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا

(جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابورجاعطاردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللّٰھُمَّ ستر ناموں پر مشتمل ہے۔ نضر بن شمیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اللّٰھُمَّ کہے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو تمام ناموں سے بلایا) تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دستر خوان کے حصول کیلئے اللّٰھُمَّ کہہ کر پکارا اور کہا اے میرے پروردگار تو ہم پر آسمان سے بھرا ہوا ایک دستر خوان نازل فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد دو بادل کے ٹکڑے بھیجے اور ان کے درمیان مختلف کھانوں کا دستر خوان تھا جو سرخ رنگ کا تھا۔ وہ بادل کے ٹکڑے زمین پر آئے اور کھانوں کا دستر خوان حواریوں کے آگے آیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور عرض کرنے لگے:

اللّٰھُمَّ اجعلنی مِن الشاکرین.

پھر کہا اس دستر خوان کو دستر خوان رحمت بنا اور اس کو دستر خوان عذاب مت بنا پھر آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور رو کر کہا "بسم اللہ خیر الرازقین" اور دستر خوان کے اوپر سے رومال اٹھایا تو دیکھا ایک دستر خوان ہے اس پر مچھلی تلی ہوئی ہے، اس میں

Marfat.com

نہ پوست تھا اور نہ اس میں کوئی کانٹا تھا اور اس سے روغن ٹپک رہا تھا۔ اس کے سرہانے نمک اور اس کی دم کے نزدیک سرکہ تھا اور اس کے اردگرد مختلف قسم کی ترکاریاں اور ساگ سبزی وغیرہ تھیں۔ اس کے اوپر پانچ روٹیاں تھیں۔ ایک پر زیتون، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر خشک گوشت موجود تھا۔

شمعون کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا روح اللہ یہ کھانا دنیا سے آیا ہے یا یہ طعام آخرت ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ان دونوں میں سے کسی میں سے بھی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا ہے اور یہ خاص قسم کا کھانا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو۔

پھر اس نے عرض کیا۔ یا روح اللہ اگر آپ ہمیں اس معجزے میں سے کوئی دوسرا معجزہ دکھا دیں تو ہمارا خدا کی قدرت کاملہ پر یقین کامل ہو جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مچھلی کو فوراً زندہ ہونے کا حکم دیا تو وہ فوراً زندہ ہو گئی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مچھلی کو پہلی حالت میں منتقل ہونے کا حکم دیا تو مچھلی اپنی پہلی حالت میں آگئی تو حواری لوگوں نے اس دسترخوان سے کچھ نہ کھایا۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقیر بیماروں کو بلایا اور انہیں کھانے کا حکم دیا اور کہا یہ تمہارے لیے شفا ہے اور دوسروں کیلئے تکلیف ہے۔ غرضیکہ ایک ہزار تین آدمیوں نے اس میں سے تناول کیا لیکن اس کھانے میں کمی واقع نہ ہوئی جس فقیروں نے کھانا کھایا تھا وہ مالدار ہو گئے اور جن بیماروں نے وہ کھایا وہ صحت یاب ہو گئے پھر وہ دسترخوان اوپر کی طرف چلا گیا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت پھر وہ دسترخوان آیا تو اس میں تمام مالداروں اور فقیر لوگوں نے کھانا کھایا پھر چالیس دن کے بعد وہ دسترخوان غائب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی طرح ایک دن کے بعد آتا تھا۔

چہرے مسخ اور سور بن کر واصل جہنم:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ ہمارے دسترخوان میں سے فقیروں کو کھلاؤ اور مالداروں کو نہ کھلاؤ۔ پس مالدار لوگ ناراض ہو گئے اور انہیں دسترخوان

Marfat.com

میں شک گزرا کہ اس میں ضرور کوئی جادو ہے تو اس شک کی بناء پر تراسی آدمی اور صاحب معالم التنزیل کے بقول تین سوبیس آدمیوں کے چہرے مسخ ہو گئے۔
ان کی صورتیں سور کی طرح ہو گئیں اور تین دنوں کے بعد وہ مر گئے۔

سلطان محمود غزنوی، خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت میں

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی نے ایاز سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے اپنا لباس پہنا کر اپنی جگہ بٹھا دوں گا اور تیرا لباس پہن کر خود غلام کی جگہ لے لوں گا چنانچہ جس وقت سلطان محمود، حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی نیت سے خرقان پہنچا تو قاصد سے کہا کہ حضرت ابوالحسن سے یہ کہہ دینا کہ میں صرف آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ لہٰذا آپ زحمت فرما کر میرے خیمہ تک تشریف لے آئیں اور اگر وہ آنے سے انکار کریں تو یہ آیت تلاوت کر دینا:

اَطِیْعُو اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

ترجمہ: ”اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ اپنی قوم کے حاکم کی بھی اطاعت کرتے رہو۔“

چنانچہ قاصد نے آپ کو جب پیغام پہنچایا تو آپ نے معذرت طلب کی جس پر قاصد نے مذکورہ بالا آیت تلاوت کی۔ آپ نے جواب دیا کہ محمود سے کہہ دینا کہ میں تو اَطِیْعُو اللّٰہَ میں ایسا غرق ہوں کہ اطیعو الرسول میں بھی ندامت محسوس کرتا ہوں۔ ایسی حالت میں اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہ قول جس وقت قاصد نے محمود غزنوی کو سنایا تو اس نے کہا کہ میں تو انہیں معمولی قسم کا صوفی تصور کرتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ وہ تو بہت ہی کامل بزرگ ہیں۔ لہٰذا ہم خود ہی ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوں گے اور اس وقت محمود نے ایاز کا لباس پہنا اور دس کنیزوں کو مردانہ لباس

Marfat.com

پہنا کر ایاز کو اپنا لباس پہنایا اور خود بطور غلام کے ان دس کنیزوں میں شامل ہو کر ملاقات کرنے پہنچ گیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب تو دے دیا لیکن تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوئے اور محمود جو غلام کے لباس میں ملبوس تھا اس کی طرف تو متوجہ ہو گئے لیکن ایاز جو شاہانہ لباس میں تھا اس کی جانب قطعی توجہ نہیں دی اور جب محمود نے پوچھا کہ آپ نے بادشاہ کی تعظیم کیوں نہیں کی؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ایک فریب ہے۔ اس پر محمود نے جواب دیا کہ یہ دام فریب تو ایسا نہیں ہے جس میں آپ جیسے شاہباز پھنس سکیں۔ پھر آپ نے محمود کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ پہلے ان نامحرموں کو باہر نکال دو پھر مجھ سے گفتگو کرنا۔ چنانچہ محمود کے اشارے پر تمام کنیزیں باہر واپس چلی گئیں اور محمود نے آپ سے فرمائش کی کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی واقعہ بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت بایزید کا قول یہ تھا کہ جس نے میری زیارت کر لی اس کو بدبختی سے نجات حاصل ہو گئی۔ اس پر محمود نے پوچھا کہ کیا ان کا مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے بھی زیادہ بلند تھا۔ اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو ابوجہل و ابولہب جیسے منکرین نے دیکھا پھر بھی ان کی بدبختی دور نہ ہو سکی۔

آپ نے فرمایا کہ اے محمود! ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی ولایت میں تصرف نہ کرو کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کے سوا کسی نے نہیں دیکھا جس کی دلیل یہ آیت مبارک ہے:

وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

یعنی اے نبی ﷺ آپ ان کو دیکھتے ہیں جو آپ کی جانب نظر کرتے ہیں حالانکہ وہ آپ کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ سن کر محمود بہت محظوظ ہوا۔ پھر آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا کہ نواہی سے اجتناب کرتے رہو۔ باجماعت نماز ادا کرتے رہو۔ سخاوت و شفقت کو اپنا شعار بنا لو اور جب محمود نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ میں خدا سے ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما دے۔ پھر جب محمود نے عرض کیا کہ میرے لئے مخصوص دعا فرمائیے تو آپ نے کہا کہ اے محمود

Marfat.com

تیری عاقبت محمود ہو اور جب محمود نے اشرفیوں کا ایک توڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے جَو کی خشک ٹکیہ اس کے سامنے رکھ کر حکم دیا کہ اس کو کھاؤ۔ چنانچہ محمود نے جب توڑ کر منہ میں رکھا اور دیر تک چبانے کے باوجود بھی جب حلق سے نہ اترا تو آپ نے فرمایا کہ شاید نوالہ تمہارے حلق میں اٹکتا ہے۔ اس نے کہا، ہاں۔ تو فرمایا کہ تمہاری یہ خواہش ہے کہ اشرفیوں کا یہ توڑا اسی طرح میرے حلق میں بھی اٹک جائے۔ لٰہذا اس کو واپس لے لو کیونکہ میں دنیاوی دولت کو طلاق دے چکا ہوں اور محمود کے بے حد اصرار کے باوجود بھی آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔ پھر محمود نے خواہش کی کہ مجھ کو بطور تبرک کے کوئی چیز عنایت فرمادیں اس پر آپ نے اس کو اپنا ایک پیرہن دے دیا۔ پھر محمود نے رخصت ہوتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت آپ کی خانقاہ تو بہت خوبصورت ہے۔

فرمایا کہ خدا نے تمہیں اتنی وسیع سلطنت بخش دی ہے پھر بھی تمہارے اندر طمع باقی ہے اور اس جھونپڑی کا بھی خواہش مند ہے۔ یہ سن کر اس کو بے حد ندامت ہوئی اور جب وہ رخصت ہونے لگا تو آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس نے پوچھا کہ میری آمد کے وقت تو آپ نے تعظیم نہیں کی پھر اب کیوں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا کہ اس وقت تمہارے اندر شاہی تکبر موجود تھا اور میرا امتحان لینے آئے تھے۔ لیکن اب عاجزی و درویشی کی حالت میں واپس جارہے ہو۔ اور خورشید فقر تمہاری پیشانی پر درخشندہ ہے اس کے بعد محمود رخصت ہو گیا۔

سومنات پر حملہ اور پیراہن کے صدقہ سے فتح:

سومنات پر حملہ کرنے کے وقت جب محمود غزنوی کو غنیم کی بے پناہ قوت کی وجہ سے شکست کا خطرہ ہوا تو اس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور آپ کا عطا کردہ پیراہن ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ اے خدا اس پیراہن والے کے صدقہ میں مجھے فتح عطا فرما اور جو مال غنیمت اس جنگ میں حاصل ہوگا وہ سب فقراء کو تقسیم کر دوں گا۔ چنانچہ اللہ نے اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور جب وہ غنیم کے مقابلہ میں صف آرا ہوا تو غنیم اپنے باہمی اختلافات کی بنا پر خود ہی آپس میں لڑنے لگا جس کی وجہ سے محمود کو مکمل

Marfat.com

فتح حاصل ہوگئی اور رات کو محمود نے خواب میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ اے محمود تو نے اس قدر معمولی چیز کے لئے میرے خرقہ کے صدقہ میں دعا کی اگر تو اس وقت یہ دُعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کرلیں اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہوجائے تو یقیناً تیری دعا قبول ہوتی۔

پیدائش سے پہلے انبیاء کی بشارت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جن کی بشارت اللہ نے ان کی پیدائش سے پہلے دی ہے۔ ایک حضرت اسحاق علیہ السلام دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام۔ چنانچہ فرمایا:

"فبشر ناھا بأ سحق و من وّرآء اسحاق یعقوب"

ترجمہ: "تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی"

﴿سورہ ھود﴾

۞ ...... تیسرے حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا:

ان اللہ یبشرک بیحییٰ ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ آپ کو بشارت دیتا ہے یحییٰ علیہ السلام کی۔"

۞ ...... چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

ان اللہ یبشرک بکلمة منه ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: "اللہ مجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی۔"

۞ ...... پانچویں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت سورہ الصف میں اس طرح دی گئی ہے:

و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ﴿سورہ الصف﴾

Marfat.com

ترجمہ: ''اور ان رسول کی بشارت سنتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام محمد (ﷺ) ہے۔''

یہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے ابوطالب شفایاب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کی بیماری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور ابوطالب کی خواہش پر دعا بھی کی: ''اے اللہ! میرے چچا کو صحت اور شفاء عطا فرما۔'' تو ابوطالب اٹھ کھڑے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابوطالب نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا خدا تم پر بہت مہربان ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: اے چچا! اگر تم بھی اس خدا کی بندگی اختیار کرلو تو یقیناً تم بھی مہربانی فرمائے گا۔

(اس حدیث کی روایت میں ہثیم منفرد ہیں اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں۔)

﴿ابن عدی، بیہقی، ابونعیم﴾

ابوطالب کا نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعائے استسقاء کرنا

جلہمہ بن عرفطہ سے روایت ہے کہ میں مسجد حرام پہنچا تو وہاں قریش کو شور مچاتے سنا وہ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا: لات وعزیٰ سے مدد مانگو اور کسی نے کہا: منات سے۔ یہ سن کر ایک پیر سال، خوبرو اور تجربہ کار شخص نے کہا: ابوطالب نہیں ہے۔ اس کے پاس چلو چنانچہ وہ سب اور میں بھی ان کے ہمراہ ابوطالب

Marfat.com

کے گھر پہنچے آواز دی۔ تو ابوطالب زرد چادر گردن میں لپیٹے باہر نکلے لوگوں نے کہا:
''اے ابوطالب! وادیاں خشک ہوگئیں، جانور دبلے ہوگئے، چلو بارش کی دعا مانگیں۔''

ابوطالب نے کہا زوال آفتاب اور ہوا کے ٹھہرنے تک رکو، پھر ابوطالب ایک بچہ کو ہمراہ لے کر نکلے انگلی پکڑی اور بچہ کی پشت کو خانہ کعبہ سے ملا کر کھڑا کیا اور طلب بارش کی دعا کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں صاف مطلع اَبر آلود ہو گیا اور موسلا دھار بارش سے وادیاں، تالاب اور آبی ذخیرے بھر گئے۔'' باغات اور کھیت سرسبز ہو گئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے کہا:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للا رامل
تطیف به الهلاک من آل هاشم فهم عنده فی نعمة و فضائل
و میزان عدل الا یبحس شعیرة ووزان صدق وزنه غیرهائل

ترجمہ: ''آپ کی ذات ایسی برکت والی ہے کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی کا خواستگار ہوتا ہے، آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کی عصمت (کے محافظ) ہیں۔ ہاشم کی بھوکی پیاسی اولاد آپ کو گھیرے رہتی ہے، وہ لوگ آپ کے دامن میں نعمت و فضائل (دیکھتے) ہیں۔ اور آپ میزان عدل ہیں کہ ایک جو برابر کم و بیش نہیں تولتے اور آپ سچائی کا وزن کرنے والے ہیں، آپ کی تول کسی طرف جھکتی نہیں۔''

﴿تاریخ ابن عساکر﴾

حضرت علیؓ کا ایثار

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بیماری میں مبتلا ہوئیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پوچھا اے فاطمہ کہ کون سی میٹھی چیز کھانے کے قابل ہے تو حضرت

Marfat.com

فاطمہ نے عرض کیا کہ انار کھانے کے قابل ہے تو ایک لمحہ کیلئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پریشان ہوئے کہ اس کے خریدنے کیلئے آپ کے پاس کوئی درہم نہ تھا لیکن کسی سے ایک درہم قرض لے کر بازار کی طرف چلے گئے اور ابھی انار خرید کر واپس آ رہے تھے تو راستے میں ایک بیمار شخص پر نظر پڑی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا چیز کھانے کو تمہارا دل کرتا ہے؟

اس شخص نے کہا میں پانچ دن سے یہاں پر ہوں اور کوئی شخص میری طرف توجہ نہیں کرتا اور میرا دل انار کھانے کو چاہتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر پریشان ہو گئے کہ میں ایک ہی انار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے لایا ہوں اگر میں یہ انار اس سائل کو دوں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا محروم رہ جائیں گی اگر نہ دوں تو قرآن مجید سے روح گردانی ہوتی ہے یعنی جس طرح قرآن پاک میں رب نے فرمایا ہے:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ

یعنی سائل کو مت جھڑکو اور مت روکو اور حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے اگر سوال کرنے والا گھوڑے پر سوار ہو کر بھی آئے اس کو خالی مت واپس بھیجو۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انار کو توڑا اور اس شخص کو کھلا دیا اور وہ شخص بیماری سے صحت یاب ہوا اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی صحت یاب ہو گئیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے گھر میں شرماتے ہوئے آئے۔ گھر میں داخل ہوئے تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے گلے سے لگا لیا اور کہا اے علی! تم کیوں پریشان ہو۔ اللہ کی قسم جس وقت تم نے اس بیمار شخص کو انار کھلایا تھا تو میرا جی دل انار سے بھر گیا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان کی بات سے خوش ہوئے۔

اتنے میں ایک شخص نے دروازے پر دستک دی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پوچھا کون ہے؟ تو دستک دینے والے نے جواب دیا میں سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) ہوں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دروازہ کھولا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک تھال تھا اور رومال سے اس کو ڈھانپا گیا تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے وہ تھال ان کے پاس رکھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو؟ کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف آیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے یہ تھال آپ کیلئے بھجوایا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کو کھول کر دیکھا تو اس میں ۹ (نو) انار تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہنے لگے اگر یہ میرے لیے ہوتے تو اس میں دس انار ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کا بدلہ ملتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے اور ایک سیب اپنی آستین سے نکال کر اس تھال میں رکھا اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم میں آپ کو آزمانا چاہتا تھا۔

قصہ بلقیس

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ: ”بے شک یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور مہربان اور رحم کرنیوالے اللہ کے نام سے شروع ہے۔“

یہ سورۃ نمل کی ایک آیت ہے' سورہ نمل مکی ہے۔ اس کی آیات کی تعداد ۹۳ ہے' اس سورت کے الفاظ ایک ہزار ایک سو انچاس (۱۱۴۹) اور اس کے حروف کی تعداد چار ہزار سات سو ننانوے (۴۷۹۹) ہے۔ (اس آیت میں جس واقع کی طرف اشارہ ہے وہ اس طرح ہے کہ) حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام بیت المقدس سے یمن جاتے ہوئے وادی نمل (چیونٹیوں کی وادی) سے گزرے لوگوں کو پیاس محسوس ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو طلب فرمایا' اس وقت آپ کے ساتھ صرف ایک ہی ہدہد تھا' کلنگ کو بلوا کر آپ نے اس سے ہدہد کے بارے میں دریافت کیا کلنگ تمام

Marfat.com

پرندوں کا سردار تھا۔ اس نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے تو اس کو کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ (کسی کام پر مامور نہیں کیا ہے۔) حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدہد کی تلاش اس لیے تھی کہ وہ اپنی منقار زمین پر لگا کر (زمین کھود کر) یہ بتا دے کہ پانی زمین کے اندر کتنی دور ہے اور کتنے فاصلہ پر ہے۔ ہدہد اسی کام کیلئے مخصوص تھا جب اس کو پانی کی تلاش کا حکم دیا جاتا تو اول وہ ہوا میں اڑتا پھر کچھ دیکھ کر اسی خطہ زمین پر ٹوٹ کر گرتا جہاں پانی موجود ہوتا اور پھر وہ اپنی منقار پانی کے مقام پر رکھ دیتا (اس طرح وہ پانی کے مقام کی نشاندہی کیا کرتا تھا۔) جنات جلدی جلدی اس جگہ کو کھودتے اور پانی نکل آتا جنات حوض' تالاب اور باؤلیاں تیار کر دیتے یہ سب بھر لیے جاتے۔ علاوہ ازیں پکھالیں' مشکیزے اور پانی کے تمام برتن بھر لیے جاتے اس طرح تمام جانور' جنات اور انسان پانی سے خوب سیر ہوتے اور پھر منزل کی طرف روانہ ہو جاتے، غرض ہدہد کا اس وقت کچھ پتہ نہ چلا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ میں اس کو اس نافرمانی کی سخت سزا دوں گا، اس کے پر نوچ ڈالوں گا تاکہ سال بھر تک پرندوں کے ساتھ نہ اڑ سکے یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے سامنے اپنی غیر حاضری کی کوئی واضح دلیل (معقول وجہ) پیش کرے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب کسی پرندے کو سخت سزا دی جاتی تو اس کے پر اکھاڑ دیتے تھے اور اس کو لنڈورا کر کے چھوڑ دیتے تھے۔

ابھی آپ کو وادی نمل میں ٹھہرے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ سامنے سے ہدہد آ گیا (ہدہد زیادہ دیر غیر حاضر نہیں رہا) کسی نے اس کو بتایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تیرے لیے سزا کا حکم سنایا ہے۔ کہنے لگا کہ کوئی استثناء بھی اس میں سزا کیا ہے' کہنے والے نے کہا ہاں!

ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور (تعظیماً) سجدہ کیا اور بولا کہ آپ کی سلطنت دائم و قائم رہے اور اللہ آپ کو عمر ابدی عطا فرمائے، اس کے بعد چونچ سے زمین کریدنے لگا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں ایسی چیز معلوم کر کے آیا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں ہے۔ (وہ آپ کے احاطہ علم سے

Marfat.com

باہر ہے) اور وہ یہ کہ سرزمین سبا سے میں ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت کیا وہ کیا خبر ہے؟ ہدہد نے عرض کیا کہ میں نے وہاں ایک عورت کو حکمران پایا جس کا نام بلقیس بنت ابی سرح حمیری ہے۔ اس کو قدرت نے ہر چیز عطا کی ہے۔ اس کے پاس علم ہے، مال ہے، لشکر ہے اور قسم قسم کے گھوڑے ہیں۔ اس کے پاس ایک بہت بڑا تخت ہے وہ تخت بہت ہی خوبصورت ہے۔ اس کی بلندی تیس گز (ایک روایت میں اسی گز بھی آیا ہے) اور چوڑائی اسی گز ہے۔ طرح طرح کے جواہر اور موتی تخت میں جڑے ہیں لیکن بلقیس اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے۔ یہ دین مجوسیوں اور آتش پرستوں کا ہے، شیطان نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور راہ راست سے ان کو ہٹا دیا ہے، وہ اسلام سے نا آشنا ہیں۔

"کیا وجہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے جو آسمان و زمین کی پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور لوگ جس چیز کو چھپاتے ہیں وہ سب سے واقف ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کا مالک ہے۔"

یہ حال سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے فرمایا کہ پہلے تم پانی تلاش کرو، اس کے بعد ہم تمہاری بات پر غور کریں گے (کہ تم سچ کہتے ہو یا غلط) یہ حکم ملتے ہی ہدہد نے پانی تلاش کر کے جگہ بتا دی، سارے لشکر نے سیراب ہو کر پانی پیا اور سب کی ضرورت پوری ہوگئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ بلقیس کے نام خط:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو طلب کیا اور خط لکھ کر اسے سربمہر کیا اور ہدہد کو دے کر فرمایا اس خط کو لے جا اور اہل سبا (سے ملکہ مراد ہے) کے پاس پہنچا دے اور ان کے جواب کا انتظار کرنا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے خط میں لکھا تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم!

"یہ خط سلیمان ابن داؤد علیہ السلام کی جانب سے ہے۔ میں تم کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم مجھ پر برتری اور بڑائی کے خواستگار نہ بنو۔ (میری اطاعت

Marfat.com

کرنے میں اپنی بڑائی کو رکاوٹ نہ بناؤ) اور تم سب فرمانبردار بن کر یعنی مصالحت کے رنگ میں میرے پاس آؤ' اگر تم جنات سے ہو تو تم میرے خدمت گار رہو (کہ قوم جنات میری تابع ہے) اور اگر تم انسانوں سے ہو تو تم پر میرے حکم کا سننا اور اسے ماننا لازم ہے۔"

اِنَّهٗ مِنۡ سُلَيۡمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَىَّ وَاۡتُوۡنِىۡ مُسۡلِمِيۡنَ.

ترجمہ: "یہ نامہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک اس اللہ کے نام سے شروع ہے جو مہربان اور رحیم ہے کہ تم مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع ہو کر (مسلمان ہو کر) میرے پاس چلی آؤ۔"

ہد ہد یہ خط لے کر دوپہر کو بلقیس کے محل میں پہنچا' بلقیس اپنے محل میں سو رہی تھی' محل کے تمام دروازے بند ہو چکے تھے' کوئی اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا' پہرے والے محل کے گرد پہرہ دے رہے تھے اور اس کی قوم کے بارہ ہزار جنگجو سوار نگرانی کے لیے اس کی فوج میں موجود تھے' ان بارہ ہزار جنگجو سواروں میں سے ہر ایک سوار (جوان) ایک لاکھ نوجوانوں پر حاکم تھا۔ (عورتوں اور بچوں کا ان میں شمار نہیں تھا) ہفتہ میں ایک دن قوم کے معاملات اور ملکی مہمات کا فیصلہ کرنے کے لیے بلقیس باہر نکلتی تھی' اس کا تخت سونے کے چار پایوں پر قائم تھا' وہ اس تخت پر اس طرح آ کر بیٹھی تھی کہ خود تو لوگوں کو دیکھتی تھی لیکن اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا' جب کوئی شخص عرض مطلب کے لیے اس کے حضور میں پہنچتا تو سامنے پہنچ کر کچھ دیر سر جھکائے کھڑا رہتا اور پھر سجدہ کرتا وہ سجدے سے اس وقت تک سر نہیں اٹھا سکتا تھا جب تک ملکہ بلقیس اس کو سر اٹھانے کی اجازت نہیں دے دیتی تھی۔ جب تمام معاملات اور مہمات کا فیصلہ ہو جاتا تو وہ پھر اپنے محل میں واپس چلی جاتی اور پھر ہفتہ بھر تک اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا پھر دوسرے ہفتہ کو اسی صورت میں دیکھ سکتا تھا' بلقیس کا ملک (یمن) بہت ہی بڑا ملک تھا۔

ہد ہد یہ خط لے کر پہنچا تو اس نے محل کے دروازے بند پائے اور چاروں طرف

Marfat.com

پہرے والے پہرے پر موجود تھے۔ ہدہد نے بلقیس کے پاس پہنچنے کے لیے محل کے گرد چکر لگائے، آخر کار وہ ایک کمرے سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کمرے میں ہوتا ہوا ایک روشندان کے ذریعے بلقیس کے کمرے میں پہنچ گیا۔ بلقیس تیس گز اونچے تخت پر چت لیٹی سو رہی تھی اور اس کے جسم پر ایک چادر کے سوا کوئی اور لباس نہیں تھا اور وہ بھی اس کے زیر ناف پڑی تھی، اوپر کا جسم بالکل برہنہ تھا چادر صرف ستر عورت کے لیے تھی اور بلقیس ہمیشہ اسی ڈھنگ سے سوتی تھی۔ ہدہد نے وہ خط اس کے پہلو میں رکھ دیا خود اڑ کر روشندان میں جا بیٹھا اور بلقیس کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا کہ جب وہ بیدار ہو تو خط پڑھ لے' لیکن بلقیس دیر تک سوتی رہی جب اس کو سوتے ہوئے بہت دیر ہو گئی تو ہدہد نے روشندان سے اتر کر اپنی چونچ سے بلقیس کو ٹھونگ ماری' بلقیس کی آنکھ کھل گئی اور اس نے اپنے پہلو میں خط رکھا ہوا پایا' اس نے خط کو اٹھایا اور آنکھیں مل کر (اچھی طرح بیدار ہو کر) اس خط کو دیکھا اور سوچنے لگی کہ محل کے تمام دروازے بند تھے یہ خط یہاں کیسے آ گیا' کمرے سے نکل کر محل کے پہرے والوں سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کسی کو میرے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے؟ چوکیداروں نے کہا کہ دروازے اسی طرح بند ہیں جیسے بند کیے گئے تھے اور ہم محل کے اردگرد پہرہ دے رہے ہیں (کسی کے اندر داخل ہونے کا امکان ہی نہیں) ملکہ سبا پڑھی لکھی عورت تھی۔ اس نے خط کھول کر پڑھا، اس میں سب سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر تھا۔ خط پڑھ کر اس نے (عمائدین) قوم کو طلب کیا' جب وہ سب جمع ہو گئے تو اس نے کہا "ایک عزت والا خط مجھے پہنچایا گیا ہے یعنی (ایک شاہی مکتوب سر بمہر مجھے ملا ہے۔) یَاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ۔ اس خط میں تحریر ہے:

اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ: "یہ نامہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور بے شک اس اللہ کے نام سے شروع ہے جو مہربان نہایت رحم والا ہے کہ تم مجھ سے اونچے نہ بنو اور میرے

Marfat.com

پاس فرمانبردار بن کر آؤ۔"

ملکہ نے خط کا مضمون سنا کر سرداروں سے کہا: اے سردارو! مجھے میرے (اس) معاملہ میں مشورہ دو۔ قَالَتْ يَا اَيُّهَا الْمَلَؤُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ اَمْرِيْ

تو اس نے کہا کہ اے سردارو! مجھے میرے معاملہ میں مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔ میرا تو یہ ہمیشہ سے معمول رہا ہے کہ جب تک تم موجود نہ ہو اور مشورہ میں حاضر نہ ہو تو میں کسی بات کا فیصلہ نہیں کیا کرتی ہوں۔ سرداروں نے جواب دیا کہ ہم بڑے طاقتور' جنگجو اور بہادر ہیں۔ جنگ' قوت اور کثرت افراد میں کوئی ہم پر غالب نہیں (ہم نے کسی سے شکست نہیں کھائی ہے۔) اے بلقیس! تو ہم سب سرداروں کی سردار ہے' تو اپنے معاملہ کو خوب سمجھتی ہے' سرداروں کو نصیحت نہیں کی جاتی بلکہ حکم کیا جاتا ہے تو ہم کو حکم دے' ہم تیرے حکم پر چلیں گے۔ ملکہ نے سرداروں کا یہ جواب سن کر کہا کہ دستور عام یہ ہے کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور معززین کو رسوا کرتے ہیں۔ لوگوں کا مال چھین لیتے ہیں اور قتل و غارت گری کرتے ہیں' قیدی بناتے ہیں (غرض کہ ہر طرح برباد کر کے چھوڑتے ہیں۔)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ملکہ بلقیس کے تحائف:

اس کے بعد ملکہ سبا نے کہا کہ میں سلیمان کی جناب میں ایک ہدیہ بھیجتی ہوں اور آزماتی ہوں کہ قاصد میرے پاس کیا جواب لاتے ہیں اور وہاں کے کیا حالات سناتے ہیں۔ اس کے بعد بلقیس نے بارہ ایسے غلام انتخاب کیے جن میں زنانہ پن نمایاں تھا' ان کے ہاتھوں پر مہندی لگوائی اور بالوں میں کنگھی کرائی گئی۔ (بناؤ سنگھار کیا گیا) اور لڑکیوں کا لباس پہنا دیا گیا۔ ملکہ نے ان کو نصیحت کر دی کہ جب ان سے کچھ پوچھا جائے اور سلیمان ان سے کچھ گفتگو کریں تو وہ اس طرح جواب دیں جس طرح عورتیں جواب دیتی ہیں' پھر ملکہ نے ایسی بارہ لڑکیاں منتخب کیں۔ جن میں مردانہ علامتیں نمایاں تھیں' مردوں کی طرح ان کے اعضاء سخت تھے۔ ان کے سروں کے بال مردوں کی طرح بنوا کر ان کو مردانہ کپڑے پہنا دیئے گئے اور جوتیاں بھی پہنا دیں۔ ان

Marfat.com

کو اچھی طرح سمجھا دیا گیا کہ تم سے جب گفتگو ہو تو تم مردوں کے لہجہ میں بے حجابانہ جواب دینا۔ ان باندیوں اور غلاموں کے ساتھ یلنجوج کی لکڑی' مشک' عنبر اور ریشم یہ تمام چیزیں طباقوں میں سجادی گئیں۔ بہت زیادہ دودھ والی عربی نسل کی اونٹنیاں' دو خر مہرے (بڑی کوڑیاں) جن میں ایک بل دار سوراخ والا تھا اور دوسرا بغیر سوراخ کے' ایک خالی پیالہ ان تمام تحفہ وہدایا کے ساتھ ایک عورت کو بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور اس کو تاکید کر دی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جو بات کہیں اسے یاد رکھے اور جو واقعات وہاں گزریں، ان کو لفظ بہ لفظ یہاں آ کر بیان کرے' ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہدایت کی کہ دربار میں سب کھڑے رہیں جب تک بیٹھنے کی اجازت نہ ملے نہ بیٹھیں' اگر وہ جبار بادشاہ ہوں گے تو تم کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیں گے اور پھر میں ان کو مال دے کر راضی کرلوں گی تا کہ وہ ہماری طرف سے خاموش ہو جائیں (حملہ نہ کریں) اور اگر وہ بردبار' صاحب علم اور فہیم ہوں گے تو وہ تم کو بیٹھنے کا حکم دیں گے۔

ملکہ سبا نے اس عورت کو تاکید کی کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہے کہ سوراخ والے خرمہرہ (بڑی کوڑی) میں کسی جن یا انسان کی مدد کے بغیر دھاگا پرو دیں' اور غیر سوراخ کے خرمہرے میں لوہے اور جن وانس کی مدد کے بغیر سوراخ کر دیں۔ دوسرے یہ کہ غلام اور باندیوں کو الگ الگ کر دیں، (عورتوں کو الگ اور مردوں کو الگ کر دیں) پیالہ کو ایسے پانی سے بھر دیں جو جھاگ والا میٹھا ہو اور وہ پانی نہ زمین کا ہو، نہ آسمان کا، اس کے ساتھ ہی اور ہزاروں علمی سوالات پر مشتمل خط لکھ دیا۔ الغرض یہ سب لوگ تحفے اور ہدیئے لے کر روانہ ہوئے جب یہ سب لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پہنچے اور بلقیس کے ارسال کردہ تمام تحائف پیش کیے' حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ان ہدایا کو دیکھا تو نہ ان کی طرف قدم بڑھایا اور نہ ان کو لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا، نہ ان کو حقیر و کمتر بتایا۔ یعنی نہ کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ ناگواری کا' قاصدوں نے آپ کی طرف سے کسی ایسی بات کا مشاہدہ نہیں کیا جس نے ان کو تحفوں کی قبولیت یا عدم قبول کا اندازہ ہوتا' البتہ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور

Marfat.com

قاصدوں کی طرف دیکھ کر فرمایا ''زمین بھی اللہ کی ہے اور آسمان بھی اللہ کا ہے۔ اس نے آسمان بلند کیا اور زمین کو بچھایا لہٰذا جو چاہے کھڑا رہے اور جو چاہے بیٹھ جائے' اور سب کے بیٹھنے کی اجازت دے دی۔''

ملکہ بلقیس کی نمائندہ اور میر کارواں خاتون نے دونوں خرمہر حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور میں پیش کر کے کہا کہ ملکہ بلقیس نے استدعا کی ہے کہ جن وانس کی تدبیر کے بغیر سوراخ والے خرمہرے میں دھاگا آر پار پرو دیں' اور دوسرے خرمہرے میں لوہے اور جن وانس کی مدد کے بغیر آر پار سوراخ کر دیں۔ اس کے بعد اس نے پیالہ پیش کیا اور کہا کہ ملکہ نے درخواست کی ہے کہ اس کو ایسے جھاگ والے میٹھے پانی سے بھر دیں جو نہ زمین کا ہو نہ آسمان کا' اس کے بعد غلاموں اور باندیوں کو پیش کر کے درخواست کی کہ عورتوں کو الگ اور مردوں کو ان میں سے الگ الگ فرما دیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اعیان مملکت اور امرائے سلطنت کو جمع کیا اور دونوں خرمہروں میں سے سوراخ والا خرمہرہ لے کر فرمایا کہ اس خرمہرے میں کون اس پار سے دھاگا ڈال کر ادھر نکال سکتا ہے (لیکن جن وانس میں سے کوئی اس کو مس نہ کرے۔) یہ حکم سن کر کھجور میں رہنے والے سرخ رنگ کے ایک کیڑے نے عرض کیا کہ اے سلطان! میں آپ کی یہ خدمت بجا لاتا ہوں بشرطیکہ آپ میری روزی رطب (چھوارا، کھجور) سے مقرر فرما دیں۔ آپ نے اس کی عرضداشت منظور کر لی۔

راوی کا بیان ہے کہ کیڑے نے سر سے دھاگا لپیٹ لیا اور خرمہرے میں داخل ہو گیا اور دوسری جانب دھاگا لے کر نکل گیا چنانچہ اس خدمت کے عوض آپ نے اس کی روزی رطب سے مقرر فرما دی۔ پھر آپ نے دوسرا خرمہرہ لیا اور فرمایا کون ہے! جو اس میں سوراخ کر دے لیکن لوہے کی مدد کے بغیر یہ سن کر لکڑی کے کیڑے نے آگے بڑھ کر کہا کہ میں یہ خدمت بجا لاؤں گا مگر اس شرط کے ساتھ کہ میری روزی لکڑی میں مقرر کر دی جائے، اس کی بھی درخواست منظور ہوئی۔ بس لکڑی کے کیڑے نے خرمہرے میں سوراخ کرنا شروع کیا اور اس میں آر پار سوراخ کر دیا اور اس خدمت کے عوض اس کی

Marfat.com

روزی لکڑی میں مقرر کر دی گئی، اس کے بعد پیالہ آپ کے سامنے رکھا گیا۔ (تا کہ میٹھے اور جھاگ والے پانی سے جو نہ زمین کا ہو نہ آسمان کا اس کو پر کر دیا جائے) آپ نے اپنے عربی گھوڑوں کو طلب کیا اور ان کو دوڑا دیا جب دوڑتے دوڑتے ان کے پسینے بہنے لگے اس وقت ان کے پسینے سے اس پیالے کو بھر لیا گیا یہی وہ جھاگ والا میٹھا پانی تھا جو نہ زمین کا تھا اور نہ آسمان کا' اس کے بعد آپ نے پانی منگوایا تو ان خدمت گاروں کو (جس میں عورتیں اور مرد شامل تھے) وضو کرنے کا حکم دیا گیا تا کہ لڑکوں اور لڑکیوں میں امتیاز ہو جائے اول لڑکیوں نے (جو لڑکوں کی شکل میں تھیں) ہاتھوں پر پانی اس طرح بہانا شروع کیا کہ ایک لڑکی نے بائیں ہاتھ میں پانی لے کر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر پانی لے کر اپنا بایاں بازو دھویا پھر اسی طرح دائیں ہاتھ میں پانی کا برتن لے کر دایاں بازو دھویا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ لونڈیاں (لڑکیاں ہیں) ان کو آپ نے ایک طرف کر دیا پھر اس کے بعد ان غلاموں کو پانی دیا گیا جو لڑکیوں کی شکل میں تھے۔ انہوں نے پہلے دایاں ہاتھ دھویا اس کے بعد بایاں جس سے پتہ چل گیا کہ یہ مرد غلام ہیں، ان کو بھی الگ کر دیا یہ تعداد میں بارہ تھے۔ (اس طرح لڑکوں اور لڑکیوں کو آپ نے الگ الگ کر دیا) پھر سوالات پر غور فرمایا کہ آپ نے بلقیس کے ایک ہزار سوالات کے جواب دے دیئے۔ پھر آپ نے بلقیس کے ہدیوں کو واپس کر دیا اور پیغام رساں عورت سے فرمایا کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جو حکومت اور نبوت مجھے عطا فرمائی ہے وہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جو اللہ نے تم کو دیا ہے' مجھے اس مال سے کیا خوشی ہو سکتی ہے' تمہارے ہدیئے تمہارے لیے ہی باعث مسرت ہو سکتے ہیں۔

پھر بلقیس کے نام ایک خط لکھ کر ہدہد کو دیا کہ یہ خط بلقیس تک پہنچا دے۔ ہم ان پر ضرور ایسی فوجوں سے حملہ کریں گے جس کے مقابلہ کی ان میں طاقت نہیں ہے اور ان کو ذلیل وخوار کر کے سبا سے نکال دیں گے اور زیادہ ذلیل وخوار ہوں گے۔

ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر دوبارہ بلقیس کے پاس پہنچا' بلقیس نے خط

Marfat.com

پڑھا' اس اثناء میں قاصد بھی لوٹ آئے۔ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ اور تحفہ وہدایا کے سلسلہ میں آپ نے جو کچھ فرمایا تھا اور لوٹا کر جو جواب دیا تھا وہ سب بلقیس کو سنایا۔ اس وقت بلقیس نے اپنی قوم سے کہا کہ یہ حکم ہم پر آسمان سے نازل ہوا ہے، اس کی مخالفت مناسب نہیں ہے اور نہ اس کی مخالفت کی ہم میں طاقت ہے۔ پھر ملکہ سبا اپنے تخت کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کو سات کمروں میں بند کروا کے اس پر پہرے والے مقرر کر دیئے اور سلیمان کی خدمت میں روانہ ہوگئی۔ ہدہد نے فوراً حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دے دی کہ بلقیس آپ کی خدمت میں آ رہی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عمائد سلطنت کو جمع کر کے فرمایا کہ سردارو! اس سے قبل کہ بلقیس ایک فرمان پذیر کی حیثیت سے میرے پاس پہنچیں' ان کا تخت میرے پاس کون لا سکتا ہے کیونکہ صلح ہو جانے کے بعد ان کے تخت کو لینا جائز نہیں ہوگا۔ عمرہ نامی ایک تندخو اور غضبناک جن نے عرض کیا کہ آپ اپنے اجلاس عدالت سے نہ اٹھنے پائیں گے کہ اتنے عرصہ میں بلقیس کا تخت میں یہاں لا کر حاضر کر دوں گا۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس عدالت صبح سے دوپہر تک رہتی تھی۔) مجھ میں اس تخت کو اٹھانے کی طاقت ہے' میں طاقتور بھی ہوں اور امانت دار بھی' جو سونا چاندی اور جواہرات اس تخت میں لگے ہیں میں ان میں خیانت نہیں کروں گا۔ آپ آگاہ ہیں کہ حد نظر میرا ایک قدم ہے۔ (اس لحاظ سے میں اتنے وقت میں یقیناً تخت آپ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔) حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی کم وقت میں تخت یہاں چاہتا ہوں۔ یہ سن کر ایک شخص نے جس کو کتاب اللہ کا کچھ علم تھا اور اللہ کے اسم اعظم یاحی یا قیوم سے وہ آگاہ تھا عرض کیا کہ میں اپنے رب سے دعا کروں گا اور اس کی طرف رجوع ہوں گا' اپنے رب کی کتاب پر غور کروں گا تو امید ہے کہ آپ کی نظر کی واپسی (پلک جھپکتے میں) سے پہلے تخت کو حاضر کر دوں گا۔ اس شخص کا نام آصف بن برخیا بن شعیا تھا۔ اس کی والدہ کا نام باطورا تھا۔ یہ بنی اسرائیلی تھا' چونکہ وہ اسم اعظم سے واقف تھا اس لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم نے یہ کام انجام دے لیا تو تم

Marfat.com

غلبہ اور بلندی (مرتبت) پاؤ گے اور اگر تم اس کام کو انجام نہ دے سکے تو تم مجھے ان درباریوں کے سامنے شرمندہ نہ کرنا کیونکہ میں جن وانس دونوں کا سردار ہوں (یعنی ناکامی کی صورت میں میرے حضور میں مت آنا۔)

تخت بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں:

چنانچہ حضرت آصف برخیا اٹھے اور وضو کر کے اللہ تعالیٰ کی جناب میں سجدہ کیا اور اسم اعظم پڑھ کر دعا کرنے لگے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسم اعظم کے ساتھ جس نے دعا کی اس کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اسم اعظم کے وسیلے سے جس نے کچھ مانگا اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا وہ "ذوالجلال والاکرام" ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ (آصف برخیا کے دعا مانگتے ہی) ملکہ بلقیس کا تخت زمین کے نیچے غائب ہو کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے پاس نمودار ہو گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس کرسی کے نیچے نمودار ہوا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام تخت نشینی کے وقت اپنے پاؤں رکھتے تھے' جب تخت حاضر ہو گیا تو جنات نے کہا کہ واقعی آپ کے صحابی آصف برخیا تخت کو لانے کی تو قدرت رکھتے ہیں لیکن وہ ملکہ سبا بلقیس کو نہیں لا سکتے۔ حضرت آصف نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا کہ (حکم ہو تو) میں ملکہ سبا کو بھی لا سکتا ہوں۔

رواوی کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ایک شیش محل تیار کیا گیا اور اس کے نیچے پانی جاری کیا گیا اور اس میں مچھلیاں چھوڑ دی گئیں۔ شیشہ کی صفائی کی وجہ سے فرش کے اوپر سے پانی اور مچھلیاں صاف نظر آتی تھیں پھر حکم کے بموجب حضرت کی کرسی محل کے وسط میں رکھ دی گئی اور مصاحبین کی کرسیاں بھی بچھا دی گئیں خود آپ بھی تشریف فرما ہو گئے۔ ترتیب یہ تھی کہ حضرت کی کرسی کے قریب آدمیوں کی' اس کے بعد جنات کی' اس کے بعد شیاطین کی نشست تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نشست کا یہی طریقہ ہوتا تھا۔ جب آپ کہیں سفر میں تشریف لے جانا چاہتے تو آپ اپنی کرسی اور مصاحبین اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ جاتے تھے پھر آپ ہوا کو حکم دیتے تھے وہ سب کو

Marfat.com

اٹھا کر فضا میں لے جاتی تھی اور جب زمین پر چلنے کا قصد ہوتا تو حسب الحکم ہوا سب کو زمین پر لے آتی اور آپ زمین پر چلتے' حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس ایسی ہی ہوتی تھی جیسی اس زمانے میں بادشاہوں کی ہوتی تھی۔

الغرض جب مجلس کی نشست درست ہوگئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے آصف برخیا کو بلقیس کے لانے کا حکم دیا۔ آصف نے دوبارہ سجدے میں گر کر دوبارہ اسم اعظم یا حی یا قیوم پڑھ کر اللہ سے دعا مانگی' دعا کرتے ہی بلقیس سامنے آموجود ہوئیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسم اعظم کا علم رکھنے والا حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصطبل کا داروغہ ضبہ بن اوتھا بعض کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس کی ملاقات:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اپنے سامنے دیکھ کر فرمایا کہ یہ میرے رب کی مہربانی ہے وہ مجھے اس امر میں آزمانا چاہتا ہے کہ مجھے جو حکومت دی گئی ہے اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا اپنے اس ماتحت کے علم کو دیکھ کو جو علم میں مجھ سے افضل ہے اس نعمت کی ناشکری کرتا ہوں (علم میں افضل سے اشارہ آصف برخیا کی طرف ہے) حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شکر کرے گا تو اسی کو فائدہ ہوگا اور ناشکری کرے گا تو اس میں خدا کو کچھ نقصان نہیں ہے وہ تو بے نیاز اور کریم ہے وہ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا جب جنات کو یہ خبر ہوئی کہ بلقیس آگئی ہیں تو ان کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس سے نکاح نہ کرلیں اگر ایسا ہوگیا تو بلقیس قوم جنات کے تمام واقعات حضرت سلیمان علیہ السلام کو بتادے گی، چونکہ بلقیس کی ماں ایک پری تھی، اس لیے اس کو جنات کے بارے میں تمام باتوں کا علم تھا، بلقیس کی ماں کا نام عمیرہ بن عمریا رواحہ بنت سکن تھا اور وہ جنات کی ملکہ تھی۔ اس لیے جنات اس کی عیب جوئی کرنے لگے تا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے نفور ہو جائیں پس وہ کہنے لگے: حضرت والا! بلقیس کوتاہ عقل ہے اور اس کے پاؤں گدھے کے سموں کی مانند ہیں اور حقیقت بھی یہ تھی کہ بلقیس کے پاؤں کج

Marfat.com

تھے اور ان کی پنڈلیوں پر بال تھے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے عقل و فہم کا امتحان لینا چاہا اور ان کے پاؤں بھی دیکھنا چاہے اور اس کا انتظام یہ کیا تھا کہ شیش محل کے نیچے آپ نے پانی بھروا دیا تھا اور اس میں مینڈکیاں اور مچھلیاں چھوڑوا دی تھیں، بلقیس کی دانش کے امتحان کیلئے آپ نے ان کے تخت میں کچھ تبدیلیاں کر دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "نکروا لھا عشرھا" (بلقیس کے تخت میں کچھ تبدیلیاں کر دو) کے یہی معنی ہیں۔

جب بلقیس محل تک پہنچ گئیں تو ان سے کہا گیا کہ محل کے اندر داخل ہوں جب بلقیس نے محل کے اندر نظر دوڑائی تو ان کو وہاں پانی کا گمان ہوا، ان کو ڈر ہوا کہ شاید مجھے ڈبونے کا انتظام کیا گیا ہے اگر موت کا اور کوئی طریقہ ہوتا تو اچھا تھا۔ یعنی سلیمان مجھے اور کسی طرح مار ڈالتے، بالآخر آگے بڑھنے کیلئے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا تو ان کے دونوں پنڈلیوں پر بال نظر آئے، باقی بدن کے لحاظ سے بلقیس بہت ہی حسین اور خوبرو تھیں اور جو کچھ ان کے بارے میں کہا گیا تھا وہ ان عیوب سے بہت دور تھیں۔ کسی نے کہا کہ یہ شیش محل ہے اس میں غبار کا کوئی نشان نہیں ہے۔ یہ ایسا چکنا ہے جیسے امرد جس کے رخسار پر بال نہ ہوں۔ اس محل کی چھت، زمین اور دیواریں سب شیشہ کی ہیں۔ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کی پنڈلیوں پر بال دیکھ چکے تھے اور آپ کو وہ بھی جھلے لگے تھے جب بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پہنچیں تو بار بار اپنے تخت کو دیکھتی تھیں، ان سے دریافت کیا گیا کہ تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے، انہوں نے تخت کو دیکھ کر کچھ پہچانا کچھ نہیں پہچانا، وہ دل میں کہنے لگیں کہ وہ تخت یہاں کیسے پہنچ سکتا ہے وہ تو سات کمروں کے اندر بند ہے اور اس کی نگرانی پر چوکیدار بھی مقرر ہیں۔ غرض کچھ پہچانا کچھ نہیں پہچانا کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکیں اور کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: ہمیں اس سے پہلے ہی خبر دے دی گئی ہے اور ہم اس سے پہلے اللہ کے فرمانبردار بن گئے تھے۔ (بلقیس اسلام لانے سے قبل مجوسی مذہب کی پیرو تھیں۔) بلقیس کہنے لگیں میں نے خود

Marfat.com

اپنے اوپر ظلم کیا (یعنی میں نے خواہ مخواہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بدگمانی کی کہ وہ مجھے ڈبونا چاہتے ہیں۔) یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ میں نے آفتاب پرستی کر کے اپنے اوپر ظلم کیا، اب میں سلیمان علیہ السلام کیساتھ اللہ کی فرمانبردار بنتی ہوں۔ یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ رب العالمین کی خالص عبادت کروں گی۔ اس لیے میں مسلمان ہوتی ہوں۔ (یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ پہلے بلقیس کافرہ تھیں۔) حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت سے روکا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے نکاح کرلیا، ان کے (پنڈلیوں کے) بال صاف کرنے کیلئے نورا تیار کرنے کا حکم دیا جب نورا (چونے کا پوڈر) ہوگیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس نے اس کا استعمال کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ہی نورا کے موجد تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بلقیس کے بطن سے اولاد:

راوی کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بہت سی باتیں بلقیس سے دریافت کیں اور اس طرح بہت سی باتیں بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے معلوم کیں (یعنی بہت دیر تک دونوں باہم گفتگو کرتے رہے) پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے مباشرت کی اور ان کے بطن سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام داؤد رکھا گیا، لیکن وہ آپ کی حیات ہی میں مرگیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ اس کے ایک ماہ بعد بلقیس کا بھی انتقال ہوگیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شام کے ملک میں ایک گاؤں بلقیس کو دے دیا تھا۔ مرتے دم تک بلقیس اس کا لگان لیتی رہیں اور اسی سے اپنا گزارہ کرتی رہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مباشرت کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو ان کے ملک سبا واپس کر دیا تھا اور خود مہینے میں ایک بار بیت المقدس سے سوار ہو کر یمن پہنچ جاتے تھے۔

﴿غنیۃ الطالبین﴾

Marfat.com

حضرت حسن بصریؒ کی گوشہ نشینی کی وجہ

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تجارت کی نیت سے روم گئے اور جب وہاں کے وزیر کے پاس بغرض ملاقات پہنچے تو وہ کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے، فرمایا: ہاں۔ چنانچہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل میں جا پہنچے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ دیبائے رومی کا ایک بہت ہی مکلّف خیمہ نصب ہے اور اس کے چاروں طرف مسلح فوجی طواف کر کے واپس جا رہے ہیں پھر علماء اور باحشمت افراد وہاں پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر رخصت ہو گئے پھر حکماء و میر منشی وغیرہ پہنچے اور کچھ کہہ کر چل دیئے، پھر نہایت خوبرو کنیزیں زر و جواہر کے تھال سر پر رکھے ہوئے آئیں اور وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلی گئیں پھر بادشاہ اور وزیر بھی کچھ کہہ کر واپس ہو گئے۔ آپ نے حیرت زدہ ہو کر جب وزیر سے واقعہ معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ بادشاہ کا ایک خوبصورت، بہادر، جوان بیٹا مر گیا تھا اور وہی اس خیمہ میں مدفون ہے چنانچہ آج کی طرح ہر سال یہاں تمام لوگ آتے ہیں۔ سب سے پہلے فوج آ کر کہتی ہے کہ اگر جنگ کے ذریعہ تیری موت ٹل سکتی تو ہم جنگ کر کے تجھے بچا لیتے۔ مگر اللہ سے جنگ کرنا ممکن نہیں۔ اسکے بعد حکماء آ کر کہتے ہیں کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جا سکتا تو ہم یقیناً روک دیتے۔ پھر علماء و مشائخ آ کر کہتے ہیں کہ اگر دعاؤں سے موت کو دفع کیا جا سکتا تو ہم دفع کر دیتے۔ پھر حسین کنیزیں آ کر کہتی ہیں کہ اگر حسن و جمال سے موت کو ٹالا جا سکتا تو ہم ٹال دیتیں۔ پھر بادشاہ وزیر کے ساتھ آ کر کہتا ہے کہ اے میرے بیٹے ہم نے حکماء و اطباء کے ذریعہ بہت کوشش کی لیکن تقدیر الٰہی کو کون مٹا سکتا ہے اور اب آئندہ سال تک تجھ پر ہمارا اسلام ہو۔ یہ کہہ کر واپس ہو جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سن کر قسم کھائی کہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسوں گا

Marfat.com

اور دنیا سے بیزار ہو کر فکر آخرت میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔

﴿تذکرہ الاولیاء﴾

بہرام مجوسی کی سخاوت اور اس کا مسلمان ہونا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج ادا کرنے کیلئے گیا۔ پس میں اسماعیل کے پاس سو گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم بغداد جاؤ تو وہاں کے فلاں محلے میں جا کر بہرام مجوسی کو میرا اسلام کہنا اور ساتھ یہ بھی کہنا کہ اللہ کریم تجھ سے خوش ہے تو یہ سن کر میں چونک پڑا اور "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کہا کہ ہو سکتا ہے یہ خواب شیطان کی طرف سے ہو۔ پھر میں نے وضو کیا اور خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر مجھے نیند آ گئی پھر میں وہی خواب دیکھا بلکہ تین مرتبہ میں نے یہی خواب دیکھا جب میں حج سے فارغ ہوا تو بغداد میں پہنچ کر اسی محلے میں گیا اور بہرام مجوسی کا مکان تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران میں نے ایک بوڑھا شخص دیکھا اور میں نے اس سے پوچھا کیا تو بہرام مجوسی ہے؟ تو اس نے ہاں میں جواب دیا پھر میں نے پوچھا کیا کہ تو نے اللہ کیلئے کوئی اچھا کام کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے لوگوں سے جدید بیع سلف کی ہے اور یہی میرے نزدیک کار خیر ہے تو میں نے کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے نزدیک حرام ہے۔ پھر میں نے پوچھا کیا تو نے کوئی اور نیکی ہے؟ تو اس نے کہا میری چار لڑکیاں اور لڑکے تھے تو میں ان کی آپس میں شادی کر دی۔ میں نے کہا کہ یہ بھی تو حرام ہے تو پھر میں نے کہا کوئی اور اچھا کام کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے شادی کے بعد مجوسیوں کی دعوت ولیمہ کی تھی۔ تو میں نے کہا یہ بھی حرام ہے پھر میں اس سے پوچھا اس کے علاوہ کوئی اور نیکی کی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میری ایک خوبصورت لڑکی تھی اس کی برابری کا آدمی مجھے نہیں ملا تو میں نے خود اس سے شادی کر لی اور اس ولیمے

Marfat.com

میں، میں نے ہزار مجوسیوں سے بڑھ کر کھانا کھلایا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بھی حرام ہے۔ کیا تیرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی نیکی ہے؟

اس نے کہا ہاں ایک رات میں اپنی بیٹی کے ساتھ سو رہا تھا کہ ایک مسلمان عورت آئی اور اپنا چراغ میرے چراغ سے جلا کر چلی گئی پھر چراغ بجھا دیا پھر دوسری مرتبہ اس نے یہی کام کیا پھر میرے دل میں یہ خیال آیا ہو سکتا ہے یہ عورت چوروں کی جاسوس ہو تو میں نے اس کا پیچھا کیا جب میں اس کے پیچھے اس کے گھر گیا تو اس کی چار لڑکیاں تھیں تو ان لڑکیوں نے اس سے پوچھا ہمارے لیے کچھ لائی ہو اب ہم میں برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس نے کہا کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے سوال کروں اور اللہ کے دشمن سے کچھ مانگوں کیونکہ وہ مجوسی ہے تو بہرام نے کہا جب میں نے یہ سارا ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا تو میں اپنے گھر لوٹ آیا اور ہر چیز کے ساتھ ایک تھال بھر کر اس کے گھر گیا تو وہ مسلمان عورت بھرے ہوئے تھال کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ وہی نیکی ہے جس کی وجہ سے تیرے لیے خوشخبری ہے۔ پھر میں نے اس کے سامنے خواب کا سارا واقعہ بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا۔ یہ سن کر بہرام مجوسی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا، اس کے بعد وہ غش کھا کر گر پڑا اور خالق حقیقی سے جا ملا۔ اس لیے حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے بندوں! اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ سخاوت کا معاملہ کرو کیونکہ یہ دشمنوں کو بھی دوست کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے۔

Marfat.com

دعائیں قبول نہ ہونے کی وجہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دعائیں قبول نہ ہونے شکایت کی تو فرمایا کہ تم خدا کو پہچانتے ہوئے بھی اس کی اطاعت نہیں کرتے اور اس کے قرآن و رسول سے واقف ہوتے ہوئے بھی ان کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔

اور اس کا رزق کھا کر بھی اس کا شکر نہیں کرتے، جنت میں جانے اور جہنم سے نجات پانے کا انتظام نہیں کرتے۔ ماں باپ کو دفن کر کے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے، ابلیس کو دشمن جانتے ہوئے بھی اس سے دشمنی نہیں کرتے۔ موت کا یقین رکھتے ہوئے اس سے بے خبر ہو۔

اور اپنے عیوب سے واقف ہوتے ہوئے بھی دوسروں کی عیب جوئی کرتے رہتے ہو۔ پھر بھلا خود سوچو کہ ایسے لوگوں کی دعائیں کیسے قبولیت حاصل کر سکتی ہیں۔

ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ فاقہ کش انسان کیا کرے؟ فرمایا کہ تادم مرگ صبر سے کام لے تاکہ قاتل سے خون بہا لیا جا سکے۔ پھر کسی نے عرض کیا کہ آج کل گوشت بہت گراں ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ کھانا ترک کر دو۔ اپنے آپ ارزاں ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ آپ بوسیدہ لباس میں حمام کے اندر جانے لگے تو لوگوں نے آپ کو روک دیا اور آپ نے عالم جذب میں فرمایا کہ جب غریب کو ابلیس کے گھر میں داخلہ کی اجازت نہیں تو پھر بغیر بندگی کے کوئی خدا کے گھر میں کیوں داخل ہوتا ہے۔

Marfat.com

زندگی بڑھانے کا نسخہ

بزرگان دین سے منقول ہے کہ چار باتیں انسان کی زندگی میں اضافہ کرتی ہیں:

(۱) آدمی کنواری لڑکی سے نکاح کرے۔

(۲) بائیں پہلو پر سونا۔

(۳) جاری پانی کے ساتھ غسل کرنا۔

(۴) سحری کے وقت سیب کھانا۔

﴿درۃ الناصحین﴾

جنت میں پہلے

کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو اور حضرت محمد بن واسع کو جنت کی جانب لے جایا جا رہا ہے۔ اس بزرگ کے دل میں خیال آیا کہ دیکھو حضرت مالک بن دینار جنت میں پہلے پہنچتے ہیں یا حضرت محمد بن واسع۔ چنانچہ یہ دیکھ کر یہ حضرت مالک بن دینار کو پہلے جنت میں داخل کیا گیا۔ بزرگ نے پوچھا کہ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ تو حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عالم و کامل تھے۔ ملائکہ نے جواب دیا کہ یہ تم صحیح کہتے ہو لیکن حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہننے کیلئے دو لباس تھے اور حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صرف ایک، لہٰذا صبر و ضبط کی نسبت حضرت مالک کی طرف زیادہ ہے۔ اس لئے پہلے انہیں جنت میں بھیجا گیا۔

Marfat.com

دعا کی اثر آفرینی

منقول ہے کہ صالحین میں سے ایک نیک آدمی تھا جو روزی اور رزق کے حوالے سے تنگ دست ہو گیا۔ ایک دن ان بزرگوں کی بیوی نے ان سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں رزق کے معاملے میں وسعت عطا فرمائے، اس اللہ کے نیک بندے نے دعا کی۔ بعد از نماز دعا جب ان کی بیوی گھر میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے گھر کے ایک کونے میں سونے کی ایک اینٹ دیکھی۔ وہ خوش ہوئی اور اس اینٹ کو اٹھا لیا، اس نیک بزرگ نے اپنی رفیقہ حیات سے فرمایا کہ تو جس طرح بھی اس کو خرچ کرنا چاہتی ہے خرچ کر لے۔

اس آدمی نے نیند کی حالت میں خواب دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا، ایک محل دیکھا کہ جس میں ایک اینٹ کی کمی ہے، اس نے سوال کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ یہ محل آپ کا ہے۔

فقال این هذا البنة؟

نیک بزرگ نے کہا کہ یہ اینٹ کہاں ہے؟

قبل بعثنا ها الیک

جواب ملا کہ وہ اینٹ ہم نے آپ کی طرف بھیج دی ہے۔

وہ آدمی نیند سے بیدار ہوا، اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اینٹ لاؤ۔ اس کو لے کر اپنے سر کے پاس رکھا اور دعا کی کہ یا اللہ! میں نے اسے آپ کی طرف واپس کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ اینٹ واپس اپنی جگہ پر پہنچ گئی، اس مضمون کی تائید فرمان رسول سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما اخذ احد لقمة من الدنیا الا وقد نقص اللہ تعالیٰ حصته من الاخرة

Marfat.com

کوئی شخص بھی جب دنیا سے ایک لقمہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں سے اس کا حصہ کم کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

من کان یرید حرث الاخرة نزدله فی حرثه و من کان یرید حرث الدنیا نوته منها وما له فی الآخرة من نصیب

ترجمہ: ''جو شخص آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس کیلئے کھیتی بڑھا دیتے ہیں اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس میں سے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کیلئے کوئی حصہ نہیں۔''

﴿درۃ الناصحین﴾

نبی کریم ﷺ دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے

☆ بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

﴿احمد﴾

☆ بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ چشم ظاہری سے ایک مرتبہ چشم قلب سے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو اپنی چشم ظاہر سے دیکھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر اپنے رب کی طرف ڈالی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر سے اپنے رب کو دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ''کلام'' کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ''خلت'' (اس لیے حضرت علیہ السلام کو خلیل اللہ کہتے ہیں) کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے اور دیدار کو حضور نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے مخصوص فرمایا۔

﴿طبرانی﴾

☆ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ اور حضرت محمد ﷺ کو رؤیت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا۔

﴿بیہقی کتاب الرؤیہ﴾

☆ روایت ہے کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے خلت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے کلام اور حضرت محمد ﷺ کیلئے رؤیت ہے۔

﴿بیہقی﴾

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیہ کریمہ

"مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَةً اُخْرٰی"

﴿سورۂ النجم﴾

ترجمہ: "دل نے نہ جھٹلایا جو آنکھ نے دیکھا۔ انہوں نے اسے دوبارہ دیکھا۔"

کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے اپنے رب کو دل کی آنکھ (قلب بصیرت) سے دو مرتبہ دیکھا۔

﴿مسلم﴾

دنیا سب برائیوں کی جڑ

حضور نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے باتیں کر رہے تھے، تو وہ سارے کے سارے سوائے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے رونے لگے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو ان کے سینے پر رکھا پھر فرمایا کہ اے اللہ کے دشمن! تو نکل جا۔ پس

Marfat.com

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا پھر حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

جمود العین من قوۃ القلب و قوۃ القلب من کثرۃ الذنوب من نسیان الموت و نسیان الموت من طول الامل و طول الامل من حب الدنیا و حب الدنیا راس کل خطیئۃ.

ترجمہ: ''آنکھوں سے آنسو نہ بہنا دل کی سختی کی وجہ سے ہے اور دل کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہے اور گناہوں کی کثرت موت کو بھولنے کی وجہ سے اور موت کا بھولنا لمبی امید کی وجہ سے ہے اور لمبی امید دنیا کی محبت کی وجہ سے ہے اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔''

روٹیوں میں برکت اور محفل سماع

حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کے ہمراہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مہمان ہوئے تو اس وقت گھر میں چند روٹیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ لیکن آپ نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ ان روٹیوں کو ایک چادر سے ڈھانپ دو اور بقدر ضرورت مہمانوں کے سامنے نکال نکال کر رکھتی جاؤ۔ چنانچہ اس عمل سے تمام مہمانوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا، لیکن ایک روایت میں یہ ہے کہ اس وقت دستر خوان پر بہت سے مہمان تھے اور خادم چادر کے نیچے سے روٹیاں لا لا کر رکھتا جاتا تھا اور آپ کی کرامت سے چادر میں ایسی برکت ہو گئی تھی کہ مسلسل روٹیاں نکلتی جا رہی تھیں حالانکہ اس میں صرف چند روٹیاں تھیں۔ لیکن جب خادم نے آزمانے کے لئے چادر اٹھا کے دیکھا تو اس میں ایک روٹی بھی نہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے بہت برا کیا اگر چادر نہ اٹھاتا تو قیامت تک روٹیاں نکلتی رہتیں۔

Marfat.com

کھانے سے فارغ ہو کر جب حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کی فرمائش کی تو اس کے باوجود کہ آپ نے کبھی سماع نہیں سنا تھا از روئے مہمان نوازی اجازت دے دی اور جب قوال چٹکیاں بجا کر اشعار پڑھ رہے تھے تو حضرت ابو سعید الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اب کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے اور تین مرتبہ اپنی آستین جھٹک کر اتنی زور سے زمین پر پاؤں مارے کہ خانقاہ کی دیواریں تک ہل گئیں اور حضرت ابو سعید الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے گھبرا کر عرض کیا کہ بس کیجئے کیونکہ مکان گر جانے کا خطرہ ہو گیا ہے اور زمین و آسمان آپ کے ساتھ وجد کر رہے ہیں۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ سماع صرف اسی کے لئے جائز ہے جس کو آسمان سے عرش تک اور زمین سے تحت الثریٰ تک کشادگی نظر آتی ہو اور اس سے تمام حجابات ختم کر دیئے گئے ہوں۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم سے کوئی جماعت یہ سوال کرے کہ تم لوگ اس طرح رقص کیوں کرتے ہو تو جواب دینا کہ گزشتہ بزرگوں کی اتباع میں جن کے ابوالحسن جیسے مراتب تھے۔

جنات کو وعظ و نصیحت کرنا

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نماز فجر کے لئے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں تشریف لے گئے تو اندر سے دروازہ بند تھا اور آپ مشغول دعا تھے اور کچھ لوگوں کے آمین کہنے کی صدائیں آ رہی تھیں۔ چنانچہ میں یہ خیال کر کے کہ شاید آپ کے ارادت مند ہوں گے باہر ہی ٹھہر گیا۔ اور جب صبح کو دروازہ کھلا اور میں نے اندر جا کر دیکھا تو آپ تنہا تھے۔ چنانچہ فراغت نماز کے بعد جب صورت حال دریافت کی تو فرمایا کہ پہلے تو کسی سے نہ بتانے کا وعدہ کرو۔ پھر فرمایا کہ یہاں جنات وغیرہ آتے ہیں اور میں ان کے سامنے وعظ کہہ کر دعا مانگتا ہوں، جس پر وہ سب آمین آمین کہتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

قارون مال سمیت غرق

قارون بن یصھر ابن قاہت بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ تورات کو دل سے پڑھتا تھا اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ منافقت کرتا تھا جس طرح کہ سامری نے آپ سے منافقت کی، قارون فرعون کا عامل تھا۔ وہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ہر وقت اذیت دیتا تھا جبکہ آپ قرابت داری کی وجہ سے اس کا خیال رکھتے تھے۔

جب زکوٰۃ کے حکم والی آیت نازل ہوئی کہ ہر ہزار دینار پر ایک دینار اور ہر ہزار درہم پر ایک درہم۔

ان کیلئے حکم یہ تھا کہ وہ اپنے مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ ادا کریں۔

قارون نے اپنے سب مال کو اکٹھا کیا تو وہ ایک ٹیلہ کی شکل اختیار کر گیا، جب اس کو مال زیادہ دکھائی دیا تو بخل کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا کرنے سے رک گیا۔

قارون کے خزانے کی چابیاں ساٹھ اونٹ اٹھاتے تھے، ہر خزانہ کی ایک چابی تھی اور چابی ایک انگلی کی مقدار کے برابر تھی۔

(اس سے اندازہ کریں کہ اس کے پاس کتنا مال تھا؟)

قارون نے بنی اسرائیل سے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارا مال لینا چاہتے ہیں۔ بنی اسرائیل نے قارون سے کہا کہ تو ہم میں سے بڑا مالدار ہے جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے ہمیں بھی اس چیز کا حکم دے۔

قارون نے کہا کہ تم میرے پاس فلاں زنا کار عورت کو لے آؤ کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگائے، اس زانیہ عورت کو لے آؤ۔

قارون نے ایک ہزار دینار اس فاحشہ عورت کو دیتے ہوئے یہ کہا کہ تو نے یہ

Marfat.com

کہنا ہے کہ:

ان موسیٰ وطئنی وانا حامل منه

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ زنا کیا ہے کہ اور میں اس کی وجہ سے حاملہ ہو گئی ہوں۔

قارون نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور وہ دن بنی اسرائیل کیلئے عید کا دن تھا۔

✿ قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

آپ ہمیں وعظ ونصیحت اور ڈر کی باتیں سنائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے وعظ فرمایا۔ آپ نے دوران گفتگو یہ کلمات ارشاد فرمائے:

من سرق قطعنا یده و من قذف جلدناه و من زنا و هو محصن رجمناه

ترجمہ: ''جو شخص چوری کرے گا ہم اس کے ہاتھ کاٹیں گے اور جو شخص جھوٹی تہمت لگائے گا ہم اسے کوڑے لگائیں گے اور جو شادی شدہ ہو کر زنا کا مرتکب ہوگا ہم اسے رجم کریں گے۔''

قارون نے یہ بات سن کر کہا کہ اگرچہ وہ آپ ہی کیوں نہ ہوں؟

آپ نے فرمایا: اگرچہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔

قارون کھڑا ہو کر کہنے لگا:

ان بنی اسرائیل یزعمون انک زنیت بفلانة

ترجمہ: ''بے شک بنی اسرائیل کا گمان یہ ہے کہ آپ نے فلاں عورت سے زنا کیا۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے بلاؤ۔

جب وہ زانیہ عورت حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے پیدا کیا، سمندروں کو پیدا کیا، تورات کو نازل کیا تو اس بات کی

Marfat.com

تصدیق کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو سمجھ اور توفیق عطا فرمائی۔

اس نے عرض کیا:

یا موسیٰ علیہ السلام انت بریء مما یقول ان قارون جعل لی الف دینار علی ان اقذفک بنفسی واخاف من اللہ تعالیٰ ان اقذف رسولہ

ترجمہ: ''اے موسیٰ علیہ السلام! جو کچھ قارون کہتا ہے آپ اس سے بری ہیں، قارون نے مجھے ایک ہزار دینار اس غرض سے دیئے کہ اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ پر جھوٹی تہمت لگاؤں، میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں کہ میں اس کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگاؤں۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس بدکارہ عورت کی یہ بات سن کر سجدہ میں گر گئے اور روتے ہوئے عرض کیا: اے میرے رب! اگر میں تیرا سچا نبی ہوں تو تو مجھ پر کرم فرما۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

یا موسیٰ انی جعلت الارض مسخرۃ فی امرک فمرھا ماشئت

ترجمہ: ''اے حضرت موسیٰ میں نے زمین کو تیرے فرمان کے تابع کر دیا ہے تو اس کو حکم دے جو کچھ آپ چاہتے ہیں۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

من کان مع قارون فیثبت معہ و من کان معی فلیعتزل عنہ

ترجمہ: ''تم میں سے جو قارون کے ساتھ ہے وہ اس کے ساتھ رہے اور جو شخص میرے ساتھ ہے وہ اس سے الگ ہو جائے۔''

فا عتزل الناس کلھم الا رجلین.

''سارے لوگ قارون سے سوائے دو آدمیوں کے جدا ہو گئے۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے زمین سے فرمایا کہ تو ان کو پکڑ لے، زمین نے ان کو پکڑا۔ یہاں تک کہ وہ درمیان تک دھنس گئے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آہ

Marfat.com

وزاری کررہے تھے پھر آپ نے زمین کو حکم دیا کہ تو ان تینوں کو پکڑ لے، زمین کے اندر وہ مزید دھنسنا شروع ہوئے اور گردن تک دھنس گئے، ساتھ ہی وہ تینوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے عاجزی کرنے میں مصروف تھے، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شدت غضب کی وجہ سے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔

آپ نے پھر زمین کو حکم دیا کہ تو ان کو مزید اپنے اندر لے جا، وہ تینوں زمین کے اندر چلے گئے اور زمین ان پر مل گئی۔

بنی اسرائیل آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے، انہوں نے یہ بات کہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے بارے میں اس لیے بددعا کی ہے تا کہ اس کے گھر اور اس کے مال کے وارث بن جائیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی یہ بات سنی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی، یہاں تک کہ قارون کا گھر اور اس کا تمام خزانہ زمین میں دھنس گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فخسفنا به وابداره الارض

''ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔''

قارون کا گھر حرکت کرتا اور ہر دن وہ ایک آدمی کے قد کے برابر زمین میں دھنس جاتا۔ یہاں تک کہ وہ دھنستے دھنستے زمین کے بالکل نچلے درجے تک پہنچ گیا اور وہ اس جگہ پر اس دن تک باقی رہے گا جس دن صور پھونکا جائے گا۔

﴿مشکوۃ﴾

قارون کا برا انجام:

بیان کیا جاتا ہے کہ قارون سفید رنگ کے خچر پر زیب وزینت کے ساتھ نکلتا تھا، اس کے خچر کے منہ میں سونے کی لگام ہوتی تھی۔

اس کے گھوڑوں پر سرخ رنگ کا ریشم ہوتا تھا۔

قارون کے دائیں جانب تین سو لڑکے اور بائیں جانب تین سو خوبصورت لونڈیاں

Marfat.com

ہوتی تھیں، ان پر زیورات اور ریشم ہوتا تھا۔ قارون نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کر کے ان کے حکم کی مخالفت کر کے ان کے سامنے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے قارون کو اس کے خزانے سے بھرے گھر سمیت زمین میں غرق فرما دیا۔ (موعظہ)

اللہ کے نزدیک عزت والا شخص

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا شخص زیادہ عزت والا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا، پھر سوال کیا کہ کونسا عمل بہترین ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: مومن کے دل کو خوش کرنا بہترین عمل ہے۔ فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کیلئے اس کے ساتھ گیا تو اس کو ایک مہینے کے روزوں اور اعتکاف کا ثواب ملے گا اور جو شخص کسی مظلوم کے ساتھ اس کی مدد کیلئے گیا تو اللہ تعالیٰ پل صراط پر اس کے قدموں کو ثابت رکھے گا جس کے پاؤں پھسلیں گے اور جس شخص نے اپنے غصے کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کے ستر کو چھپائے گا اور تحقیق کہ بداخلاق ایمان کو خراب کرتے ہیں جیسا کہ سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔

جلتے تنور میں بیٹھ گئے

حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مرشد حضرت سلیمان دارائی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معاہدہ تھا کہ ہم دونوں کسی بات میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف نہیں کریں گے چنانچہ ایک مرتبہ جب حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ عالم وجد میں تھے کہ آپ نے عرض کیا کہ تنور گرم

Marfat.com

ہے جیسا حکم ہو کیا جائے۔انہوں نے اسی وجدانی کیفیت میں کہہ دیا کہ تم خود جا کر تنور میں بیٹھ جاؤ اور یہ معاہدہ کے مطابق فوراً تنور میں جا بیٹھے اور پھر کچھ دیر کے بعد جب حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو یاد آیا کہ میں نے تو حالت وجد میں ان سے کہہ دیا تھا چنانچہ تلاش کرنے پر دیکھا کہ آپ تنور میں بیٹھے ہیں اور جب حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر باہر نکلے تو آگ نے آپ پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔

ایک نصرانی کا دربار رسالت میں حاضر ہونا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: کہ ہم مکہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اسی دوران کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں باہر نکلا تو تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نصرانی دروازے پر موجود ہے۔ اس نے پوچھا کیا یہاں حضرت محمد بن عبداللہ موجود ہیں چنانچہ میں نے اسے اندر بلا لیا۔اس نے آ کر عرض کیا: اے محمد (ﷺ) آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔آپ اگر اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں تو آپ میری مدد فرمائیں۔اس شخص کے خلاف جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر کس نے ظلم کیا؟ اس نصرانی نے کہا کہ ابوجہل بن ہشام نے میرا مال ظلماً لے لیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ ہجرت کے زمانے کی بات ہے۔
حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ ابوجہل کے قیلولہ کرنے کا وقت ہے تو آپ اس وقت آپ کا جانا اس پر کہیں شاق نہ گزرے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ غضبناک نہ ہو جائے اور کہیں وہ آپ کو اذیت نہ پہنچائے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے ہماری گزارش کو نہ سنا اور ابوجہل کی طرف تشریف لے گئے اور ابوجہل کا

Marfat.com

دروازہ کھٹکھٹایا تو ابوجہل غضبناک ہوکر باہر نکلا تو اچانک دروازے پر کیا دیکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔

ابوجہل نے کہا: اندر تشریف لائیں (اور ساتھ ہی کہنے لگا) کہ آپ میری طرف پیغام بھیج دیتے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تو نے اس نصرانی کا جو مال لیا ہے تو اس کا وہ مال فوراً واپس کرو۔

ابوجہل نے کہا کہ کیا آپ اس کام کیلئے تشریف فرما ہوئے؟ اگر آپ اس بارے کسی شخص کے ہاتھ پیغام بھیج دیتے تب بھی میں مال واپس کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بات کو طویل نہ کرو اور تم اس نصرانی کا مال اس کو واپس کرو۔ ابوجہل نے اپنے غلام سے کہا کہ اس نصرانی کا جتنا مال تو نے لیا ہے فوراً اس کو نکال کر اس کے حوالے کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدمی کیا تیرا مال تجھ تک پہنچ گیا ہے؟ نصرانی نے عرض کیا: ہاں! سوائے ایک کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ٹوکری کے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ابوجہل سے کہا کہ وہ ٹوکری فوراً نکالو چنانچہ ابوجہل نے اسے اپنے گھر کے اندر تلاش کیا لیکن وہ ٹوکری نہ ملی۔ آخر کار ابوجہل نے اس ٹوکری کے بدلے میں اس سے بہتر ایک اور ٹوکری دی۔

ابوجہل کی بیوی نے ابوجہل سے کہا کہ قسم بخدا تو نے انتہائی ذلت اور عاجزی کے ساتھ ابوطالب کے یتیم کی تواضع کی ہے۔ ابوجہل نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اگر تو دیکھ لیتی تو ایسی باتیں نہ کرتی، اس نے کہا کہ تو نے کیا دیکھا؟ ابوجہل نے کہا کہ میری قوت کے باوجود جو کچھ ہوا تو اس پر مجھے رسوا نہ کر۔

کہنے لگا کہ میں نے ان کے دونوں کندھوں پر دو شیر بیٹھے ہوئے دیکھے جب بھی میں یہ ارادہ کرتا کہ کہوں کہ میں مال واپس نہیں کرتا تو قریب تھا کہ وہ دونوں مجھے پھاڑ کھاتے، اس ڈر کے مارے میں نے ان کی عزت کی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب نصرانی نے وہ سارا منظر دیکھا جو منظر ابوجہل

Marfat.com

دیکھ چکا تھا۔ اس نے زبان حال سے کہا "یا محمد انک رسول اللہ و دینک حق" کہ اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ کا دین برحق ہے چنانچہ اس نے اسلام قبول کرلیا اور اس کا اسلام کو قبول کرنا ایک مظلوم کی مدد کرنے کی برکت سے تھا۔

﴿ابونعیم، دلائل النبوۃ، زبدۃ الواعظین﴾

کنوئیں سے پانی ابل پڑا اور کھجوروں میں سونے کی گٹھلیاں

کچھ بزرگ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بغرض حج روانہ ہوئے اور ان میں سے بعض لوگوں کو شدت سے پیاس لگی چنانچہ راستہ میں ایک کنواں نظر پڑا لیکن اس پر رسی اور ڈول کچھ نہ تھا اور جب حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے صورت حال بیان کی گئی تو فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا۔ چنانچہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک کنوئیں میں سے پانی خود بخود ابل پڑا۔ اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھالی لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی ایک کوزے میں رکھ لیا۔ اس حرکت سے کنوئیں کا جوش ایک دم ختم ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خدا پر اعتماد نہیں کیا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے پھر آگے روانہ ہوئے تو راستہ میں سے کچھ کھجوریں اٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں اور جن کو فروخت کر کے لوگوں نے سامان خورد و نوش خریدا اور صدقہ بھی کیا۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

Marfat.com

یتیم بچے کی بددعا سے شداد واصل جہنم

کہا جاتا ہے عاد کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام شداد اور دوسرے کا نام شدید تھا۔ دونوں ظالم بادشاہ تھے جب شدید کا انتقال ہوا تو شداد بادشاہ بنا اس نے بہت سی آسمانی کتابیں پڑھی تھیں اور جنت کی تعریف میں بہت کچھ جانتا تھا تو اس نے بھی جنت کی طرح زمین پر جنت بنانے کا ارادہ کر لیا اور اس کام کے بارے میں بہت سے بادشاہوں سے مشورہ کیا کہ میں زمین پر ایک ایسی جنت بنانا چاہتا ہوں جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں بیان کی ہے۔ دوسرے بادشاہوں نے اس سے کہا کہ تمام اختیارات تیرے پاس ہیں اور تمام دنیا تیرے اختیار میں ہے تو اس نے اہل مشرق اور اہل مغرب کو سونا چاندی اکٹھا کرنے کا مشورہ دیا پھر معماروں کو اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور ان میں تین سو معماروں کو منتخب کرنے کا حکم دیا اور ہر ایک معمار کے تابع ایک ایک ہزار آدمی ہوں تو وہ دس سال تک زمین پر گھومتے رہے آخر کار انہوں نے ایک اچھی زمین ڈھونڈ لی کہ اس زمین پر مختلف قسموں کے درخت موجود تھے اور اس میں نہریں جاری تھیں۔ پس انہوں نے فرسخ در فرسخ جنت کو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنانے کا کام شروع کیا جب اس کی بنیاد مکمل ہوگئی اس میں نہروں کو جاری کر دیا گیا اور اس میں مختلف قسموں کے درختوں کو بویا گیا، ان درختوں کا تنا چاندی کا تھا اور ٹہنیاں سونے کی تھیں اور اس میں سرخ یاقوت اور سفید بلور سے بلند و بالا محلات بنائے۔ درختوں کی ٹہنیوں کو موتی اور یاقوتوں سے سجا دیا۔ نہروں میں جواہرات اور موتیوں کو شامل کیا، اس کے علاوہ مشک اور عنبر کو درختوں اور نہروں میں ڈال دیا جب اس جنت کی عمارتیں مکمل ہوگئیں تو اس کے بارے میں شداد کو خبر دی گئی تو وہ اپنے درباریوں کے ساتھ اس کو دیکھنے کیلئے روانہ ہوا تو بادشاہ اور اس کے امراء ظلم کے طور پر لوگوں سے

Marfat.com

سونا اور چاندی لیتے تھے حتیٰ کہ سونا ختم ہو گیا صرف دو درہم جو ایک یتیم کے گلے میں موجود تھا لیکن اس کے بادشاہ نے وہ دو درہم بھی لے لیے تو اس بچے نے اپنے چہرے کا رخ آسمان کی طرف کر لیا اور کہنے لگا اے اللہ تو بہتر جانتا ہے ان لوگوں کو جو تیرے بندوں اور لونڈیوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔ اے کمزوروں کی مدد فرمانے والے! ہماری مدد فرما تو آسمان کے فرشتوں نے بچے کی دعا پر آمین کہی جب ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ باقی تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو بھیجا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے ان پر آسمان سے چیخ ماری اور جنت میں داخل ہونے سے پہلے تمام کو تباہ کر دیا۔ اس بچے کی دعا سے فقیر مالدار اور تمام بادشاہوں کا نام ونشان مٹ گیا۔

عبرتے گیراز زمانہ اے جوان
تا نباشی از شمار مدبران

ترجمہ: اے جوان زمانے سے عبرت حاصل کر تاکہ تیرا شمار ظالموں میں نہ ہو

عبادت وریاضت کا تعلق رزق حلال پر موقوف ہے

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ایک صاحب وجد اور عبادت وریاضت میں مشغول رہنے والے نوجوان کی بہت تعریف کی چنانچہ اشتیاق ملاقات میں جب آپ اس کے ہاں پہنچے تو اس نے آپ سے تین یوم کے لئے اپنے ہاں مہمان رکھنے کی استدعا کی اور جب آپ نے تین یوم میں اس کے احوال کا مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ اس کی جتنی تعریف سنی تھی اس سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہوا اور یہ دیکھ کر آپ نے نادم ہو کر فرمایا کہ ہم تو اس قدر کاہل وجود ہیں اور یہ شب بیداری کرتا رہتا ہے لیکن پھر آپ کو یہ خیال آیا کہ کہیں یہ ابلیس کے کسی فریب میں مبتلا تو نہیں ہے۔ اس لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ حلال رزق استعمال کرتا ہے یا نہیں۔ اور جب آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ اس کی روزی حلال نہیں

Marfat.com

ہے تو پھر آپ نے اس سے اپنے ہاں تین یوم مہمان رکھنے کے متعلق فرمایا اور اس کو اپنے ہمراہ لا کر کھانا کھلایا جس کے بعد اس کی پہلی سی حالت باقی نہیں رہی۔ اور جب اس نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کر دیا ہے تو فرمایا کہ تجھے رزق حلال حاصل نہ ہونے کی وجہ سے شیطان کی کارفرمائیاں جاری تھیں۔ اور اب میرے ہاں کے رزق حلال نے تیری باطنی حالت کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام عبادت و ریاضت کا تعلق صرف رزق حلال پر موقوف ہے۔

فقراء کیلئے تسلی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ فقراء نے اپنے ایک قاصد کو رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ وہ قاصد حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے آ کر عرض کیا: یا رسول ﷺ میں فقراء کی طرف سے قاصد ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مرحبا کہا اور ارشاد فرمایا کہ تم فقراء سے کس کام کی غرض سے حاضر ہوئے ہو پھر فرمایا کہ تو ایسی قوم سے آیا ہے جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! فقراء عرض کرتے ہیں کہ بے شک اغنیاء سب کی سب خیر سمیٹ کر لے گئے۔ وہ حج کرتے ہیں جبکہ ہمیں اس کی طاقت نہیں۔ وہ صدقات دیتے ہیں، غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، ہمیں قدرت نہیں اور جب اغنیاء بیمار ہوتے ہیں تو وہ اپنے مال کے ذخائر میں سے زائد اللہ کے راستے پر خرچ کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے فقراء کے بارے یہ بات پہنچی ہے کہ فقراء میں سے جو شخص صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔ اس کیلئے تین اجر ایسے ہیں جن میں سے اغنیاء کیلئے کچھ بھی نہیں ہے:

Marfat.com

(۱) جنت میں یاقوت احمر سے بنا ہوا ایک گھر ہے جس کی طرف اہل جنت اس طرح دیکھتے ہیں جیسے دنیا والے ستاروں کو دیکھتے ہیں اس گھر میں نبی' شہید اور مومن فقیر داخل ہوں گے۔

(۲) فقراء آدھا دن پہلے اغنیاء سے جنت میں داخل ہوں گے۔ نصف یوم پانچ سو سال کی مقدار ہے۔ حضرت سیدنا سلیمان ابن داؤد علیہما السلام انبیاء کے داخل ہو جانے کے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ اس بادشاہت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی۔

(۳) جب کوئی فقیر "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہتا ہے تو اسے ایسی چیز ملتی ہے جو مالدار آدمی کو دس ہزار درہم خرچ کرنے کے باوجود نہیں مل سکتی اور اس طرح سب نیکی کے کاموں کا حال ہے۔

فقراء کی طرف سے بھیجا گیا قاصد واپس ان کی طرف آیا اور ان سب باتوں کی خبر دی تو سب فقراء نے بیک زبان کہا:

"رضینا یا رب" "اے رب! ہم راضی ہیں۔"

﴿تنبیہ الغافلین﴾

نیکی کی طرف مائل ہونا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک راستے سے گزر رہے تھے۔ ایک امیر زادہ اپنے نوکروں اور چاکروں کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ راستے کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اس امیر زادے سے کہا: اے امیر زادے! میں ایک بات بیچتا ہوں کیا آپ اس کو درہموں کے بدلے لیں گے تو امیر زادہ کہنے لگا کتنے درہموں کے بدلے میں بیچو گے تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کہنے لگے میں اپنی بات کو ایک یا دو درہم سے بیچوں گا اور ایک بات کو دو درہم سے بیچوں گا تو اس امیر زادے نے کہا جس بات کو ایک درہم میں بیچتے ہو وہ بات مجھے بتاؤ تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا تیرا کوئی گھر ہے اس نے کہا ہاں میرا گھر ہے۔ پھر آپ نے پوچھا وہ تم نے خود بنوایا ہے یا وراثت میں تمہیں ملا ہے تو وہ امیر زادہ کہنے لگا میں نے خود بنوایا ہے پھر شیخ نے پوچھا کتنے دنوں میں بنوایا ہے تو وہ کہنے لگا میں نے اس کو اتنے دنوں میں بنوایا ہے تو شیخ کہنے لگے اس کو تھوڑے دنوں میں کیوں نہیں بنوایا تو وہ امیر زادہ کہنے لگا میں اس لیے اس کو تھوڑے دنوں میں نہیں بنوایا کیونکہ میرے پاس ایک گدھا تھا جو پتھر وغیرہ اٹھا کر لاتا تھا اور میں نے گدھے پر رحم کیا آپ نے فرمایا لیکن تو نے اپنے نفس کے گدھے پر رحم نہیں کیا جو بہت زیادہ گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور جو گناہوں کا بوجھ پہاڑ کی طرح ہے۔ اس بات نے اس امیر زادے پر اثر کیا، اور اپنے گھوڑے سے اتر کر شیخ صاحب کے ہاتھوں کو چوم لیا، پھر کہنے لگا شیخ صاحب! مجھے وہ بات بتائیں جس کی قیمت دو درہم ہے۔ شیخ نے کہا کہ تو کہاں جا رہا ہے تو امیر زادہ کہنے لگا میں بادشاہ کے دربار میں بھائیوں کیلئے امارت طلب کرنے کیلئے جا رہا ہوں تو شیخ صاحب کہنے لگا تو نے عمدہ لباس پہنا ہوا ہے اور اپنے آپ کو عمدہ خوشبوؤں سے معطر کیا ہوا ہے تا کہ تو ان کے درمیان میں شرمندہ نہ ہو حالانکہ وہ بھی تیری طرح انسان ہیں تو کیا کل تجھے انبیاء علیہم السلام اور صالحین رحمہم اللہ کے درمیان شرمندگی نہیں ہوگی جب تو گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا تو شیخ صاحب کی بات کا اس امیر زادے پر بہت زیادہ اثر ہوا اپنا گھوڑا اپنے نوکر کے حوالے کیا اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گیا حتی کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

ایک روٹی کے عوض چالیس حج کا ثواب دیدیا

حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے توکل علی اللہ ستر حج کئے اور ایک مرتبہ سفر حج کے دوران ایک کتے کو بھوک سے نڈھال دیکھ کر فرمایا ہے کوئی جو ایک روٹی کے معاوضہ میں مجھ سے چالیس حج کا ثواب خرید لے یہ سن کر ایک شخص نے حامی بھرتے ہوئے آپ کی خدمت میں ایک روٹی پیش کردی اور آپ نے چالیس حج کا ثواب اس کی نذر کردیا۔ روٹی لے کر آپ نے اس فاقہ زدہ کتے کو کھلا دی یہ واقعہ سننے کے بعد ایک بزرگ نے آپ کے پاس پہنچ کر غضبناک لہجہ میں فرمایا کہ کیا تو نے اپنے نزدیک یہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جب کہ اس کی اہمیت اس لئے کچھ بھی نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تو دو گیہوں کے عوض آٹھ جنتوں کو فروخت کردیا۔ یہ سن کر آپ سرنگوں ہوکر ایک کونے میں جا بیٹھے۔

یوم قیامت دیدار الٰہی سے محروم ہوگ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گفتگو نہیں کرے گا نہ کہ انہیں معاف کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے اور ان کیلئے سخت عذاب ہوگا: (۱) بوڑھا زانی، (۲) جھوٹا بادشاہ اور (۳) اہل وعیال رکھنے والا مغرور انسان۔

Marfat.com

مختون شدہ انبیاء کرام

حضرت آدم علیہ السلام مختون شدہ پیدا ہوئے پھر ان کی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا کیے گئے ان میں آخری نبی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کو بہ حالت مختون پیدا کیا گیا اور جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے۔ حسب ذیل ہیں:

حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت سام علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام۔ ان سب برگزیدہ انبیاء پر سلام ہو۔

﴿حاکم المستدرک﴾

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی ختنہ اسوقت کی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قلب مطہر کی تطہیر کی تھی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

ہر روز غیب سے کھانا

حضرت احمد حرب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے کو توکل کی اس طرح تعلیم دی کہ ایک دیوار میں سوراخ کر کے ان سے کہہ دیا تھا کہ جس شے کی خواہش ہوا کرے اس سوراخ سے طلب کر لیا کرو، اور بیوی سے یہ کہہ دیا کہ تم سوراخ کی دوسری جانب سے وہ چیز رکھ دیا کرو۔ چنانچہ مدتوں ایسا ہی ہوتا رہا لیکن اتفاق سے ایک دن بیوی کہیں چلی گئیں اور صاحبزادے نے سوراخ میں جا کر کھانا طلب کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھانا

Marfat.com

مہیا فرما دیا۔ اور جب آپ مصروف طعام تھے تو والدہ آ گئیں اور پوچھا کہ تمہیں کھانا کہاں سے ملا۔ انہوں نے کہا جہاں سے روزانہ ملتا تھا۔ اس وقت حضرت احمد حرب رحمۃ اللہ علیہ نے بیوی سے فرمایا کہ آئندہ تم کوئی چیز سوراخ میں نہ رکھنا کیونکہ اب مقصد حاصل ہو چکا ہے اور اب اللہ تعالیٰ بلا واسطہ پہنچاتا رہے گا۔

یتیم کی خدمت

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عید کے دن میں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو کھجوریں چنتے دیکھ کر وجہ پوچھی تو فرمایا کہ یہ سامنے والا یتیم بچہ اس لئے اداس ہے کہ تمام بچے نئے لباس میں ملبوس ہیں اور میرے پاس کپڑے تک نہیں۔ اسی لئے میں کھجوریں چن کر فروخت کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس کے لئے کپڑے فراہم کرسکوں لیکن میں نے عرض کیا کہ یہ کام تو میں بھی انجام دے سکتا ہوں آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں بچے کو ہمراہ لے کر آیا اور اس کو نیا لباس پہنا دیا اور اس کے صلہ میں جو نور مجھ کو عطا کیا گیا اس سے میری حالت ہی بدل گئی۔

اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ایک مرتبہ ان کی لونڈی ان کے پاس شوربہ لے کر آئی اور اسی دوران وہ پھسل گئی اور سارا شوربہ ان پر گرا دیا۔ پس میمون رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا۔ تو وہ لونڈی کہنے لگی تو میری کوتاہی کو معاف فرما پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت کی: "والکاظمین الغیظ" وہ لوگ جو غصے کو پی

Marfat.com

جانے والے ہیں۔ میمون نے فرمایا میں نے خدا کے قول پر عمل کیا تو وہ پھر عرض کرنے لگی اس کے بعد الفاظ پر بھی عمل کر "والعافین عن الناس" اور وہ لوگوں کو معاف فرمانے والے ہیں۔ میمون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے معاف کیا تو لونڈی کہنے لگی:

"واللہ یحب المحسنین"

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

تو حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے میری خادمہ میں نے تجھ پر احسان کیا۔ آج کے بعد تو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے آزاد ہے۔

عجیب وغریب مرغ

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج ہم آسمان دنیا پر چل رہے تھے کہ اچانک میں نے ایک مرغ دیکھا جس کے پر انتہائی سفید تھے۔ اس طرح کے خوبصورت پر میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ اس کے پروں کے نیچے انتہائی سبز رنگ کی تھی جس کی مثل میں نے کبھی نہ دیکھی۔ اس کے دونوں پاؤں نچلی زمین کی تہہ میں تھے اور اس کی چوٹی عرش کے نیچے تھی۔ اس کے دونوں کندھوں سے پر دو پر لگے ہوئے تھے جب ان پروں کو وہ پھیلاتا تو وہ مشرق ومغرب سے تجاوز کر جاتے تھے جب رات کا کچھ حصہ گزر جاتا تو وہ اپنے پروں کو پھیلا دیتا اور ان کو جھاڑتا اور بلند آواز کے ساتھ ان کلمات سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا۔

سبحان الملک القدوس الکبیر المتعال لا الہ الا اللہ الحی القیوم

بلند وبالا بڑے پاک بادشاہ کیلئے پاکی ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے جب وہ مرغ ان کلمات کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے تو زمین کے سارے مرغ رب ذوالجلال کی تسبیح کرتے ہیں۔ (یعنی اذان دیتے ہیں) اپنے

Marfat.com

پروں کو پھڑ پھڑاتے ہیں اور آواز نکالنے لگتے ہیں۔

جب وہ مرغ آسمان میں پر سکون ہو جاتا ہے تو زمین کے مرغ بھی پر سکون ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب سے میں نے اس مرغ کو دیکھا ہے تو میں اس کو دوسری مرتبہ دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

﴿درۃ الناصحین﴾

ابدالوں کی حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کو نصیحت

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے مکان پر کچھ مہمان آئے تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ابدال ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ تم مجھے کوئی وصیت کرو تا کہ میں تمہاری طرح اللہ سے ڈروں تو انہوں نے فرمایا کہ ہم تجھے سات چیزوں کی وصیت کرتے ہیں:

(۱) پہلی چیز جو شخص زیادہ گفتگو کرے تو تو اس شخص کے بارے میں یہ لالچ مت رکھ کہ یہ زندہ دل رکھتا ہے۔ (۲) دوسری چیز جو شخص زیادہ کھائے تو تو اس کو حکیم مت خیال کر، (۳) تیسری چیز جو شخص لوگوں سے میل جول زیادہ رکھے تو تو اس شخص میں عبادت کی مٹھاس کی امید مت رکھ، (۴) چوتھی چیز جو شخص دنیا والوں کو دوست رکھتا ہو تو اس کے اچھے خاتمے کی امید مت رکھ، (۵) پانچویں چیز جو شخص جاہل ہو اسے زندہ دل نہ سمجھو، (۶) چھٹی چیز جو شخص ظالموں کا ساتھی بن جائے تو تو اس کے بارے میں یہ خیال مت رکھ کہ وہ شخص مضبوط دین رکھنے والا ہے، (۷) ساتویں چیز جس شخص نے لوگوں کی رضامندی چاہی اس کے بارے میں یہ خیال مت رکھ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہوگا۔

Marfat.com

آتش پرست کا مسلمان ہونا

حضرت ابواسحاق ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں صحرا میں توکل علی اللہ کئے ہوئے چل رہا تھا کہ دور سے ایک آتش پرست نوجوان نے میرا نام لے کر سلام کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ اجازت دے دیں تو میں بھی آپ کا ہم سفر بن جاؤں۔ میں نے کہا کہ جہاں میں جانا چاہتا ہوں وہاں تمہارا گزر نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس نے کہا کہ میں ہر چیز سے بے پرواہ ہو کر آپ کے ہمراہ چلوں گا تاکہ کچھ نہ کچھ فیض مجھ کو بھی حاصل ہو جائے۔ یہ کہہ کر وہ میرے ہمراہ ایک ہفتہ سفر کرتا رہا لیکن آٹھویں دن کہنے لگا کہ اپنے خدا سے کھانے کے لئے کچھ طلب فرمائیے کیونکہ میں بھوک کی شدت سے نڈھال ہو چکا ہوں۔ اس کی استدعا پر میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق میں مجھے اس آتش پرست کے سامنے ندامت سے بچالے۔ اسی وقت غیب سے ایک خوان نعمت نازل ہوا جس میں گرم روٹیاں، تلی ہوئی مچھلی، تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی موجود تھا۔ چنانچہ ہم دونوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور اس کے بعد پھر ایک ہفتہ فاقہ کشی کے عالم میں سفر کرتے رہے پھر آٹھویں دن میں نے اس آتش پرست سے کہا کہ آج تم بھی اپنا کوئی کمال پیش کرو۔ یہ سن کر اس نے اپنا عصا زمین پر ٹیک کر زیر لب کچھ پڑھا جس کے فوراً بعد پہلا جیسا خوان نعمت غیب سے نازل ہوا اور مجھے یہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہوئی کہ یہ کمال اس میں کیسے پیدا ہو گیا اور جب اس نے کہا کہ آیئے ہم دونوں مل کر کھالیں تو میں نے احساس ندامت سے کہا کہ مجھے اس وقت بھوک نہیں ہے تم تنہا کھالو لیکن اس نے کہا کہ آپ حیرت زدہ نہ ہوں بلکہ اطمینان سے کھانا کھالیں۔ اس کے بعد میں آپ کو دو خوشخبریاں سناؤں گا: (ا) آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کرلیں چنانچہ وہ اسی وقت صدق دلی سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو

Marfat.com

گیا اور (۲) خوشخبری یہ تھی کہ جس وقت آپ نے مجھ سے کمال پیش کرنے کے لئے کہا تو میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اس بزرگ کے صدقہ میں مجھے ندامت سے بچا لے۔ چنانچہ یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس میں میرے کمال کا قطعاً دخل نہیں بلکہ آپ کے صدقہ سے ہے۔ پھر ہم دونوں کھانا کھا کر مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر وہ جوان کعبہ کا مجاور بن گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا وصال

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک نیک اور عبادت گزار خلیفہ تھے۔ ایک دن ان کی لونڈی نے ان سے عرض کیا کہ میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے تو آپ نے اس خواب کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور لوگ قبروں سے اٹھائے جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ میزان اور پل صراط کو قائم کر دیا گیا ہے۔

سب سے پہلے عبدالملک بن مروان کو اس کے قریب لائے اور اس پر اترنے کا حکم دیا جب اس نے اپنے دونوں قدموں کو پل صراط پر رکھا تو دو قدم ہی نہیں چلا تھا کہ دوزخ میں گر پڑا، اس کے بعد ولید بن عبدالملک کو لائے تو اس کو بھی اترنے کا حکم دیا اس کے پل صراط پر پاؤں رکھنے کی دیر تھی کہ وہ بھی دوزخ میں گر گیا تو تمام خلیفوں کا یہی حال ہوا۔

اس کے بعد امیر المومنین آپ کو لایا گیا جب نوکرانی نے یہ کہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر پریشان ہو گئے جس طرح مچھلی جال میں پھنس کر پریشان ہوتی ہے۔ تو امیر المومنین نے اپنا سر زمین اور دیوار پر مارنا شروع کر دیا حالانکہ وہ لونڈی چیخ چیخ کر بتا رہی تھی کہ اللہ کی قسم! میں نے آپ کو جنت میں دیکھا ہے اور آپ پل صراط سے بے خوف ہو کر گزرے ہیں مگر آپ اس کی بات کو پریشانی اور خوف آخرت کی وجہ سے نہیں سنتے تھے۔

Marfat.com

حضرت خضرؑ سے ملاقات

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام ہر ہفتہ بغرض ملاقات حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور آپ ان سے علمی بحثیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے بھی اپنے ہمراہ جنگل میں لے گئے وہاں میں نے دیکھا کہ درخت کے سایہ میں ایک سونے کا تخت بچھا ہوا ہے اور ایک نورانی شکل کے بزرگ اس پر جلوہ افروز ہیں لیکن جب ان بزرگ نے آپ کو دیکھا کہ درخت کے سایہ میں ایک سونے کا تخت بچھا ہوا ہے اور ایک نورانی شکل کے بزرگ اس پر جلوہ افروز ہیں لیکن جب ان بزرگ نے آپ کو دیکھا تو خود تعظیما تخت سے نیچے اتر آئے اور آپ کو اس پر بٹھا دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے چالیس بزرگوں کا اجتماع ہو گیا۔

جس کے بعد آسمان سے کھانا نازل ہوا اور سب نے مل کر کھا لیا۔ اسکے بعد نہ جانے آپ نے ان بزرگ سے کیا سوال کیا اور انہوں نے کیا جواب دیا جو میری سمجھ میں قطعاً نہ آسکا پھر وہاں سے روانگی کے بعد پلک جھپکتے ہی ہم لوگ ترمذ پہنچ گئے اور آپ نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں سعادت نصیب ہو گئی اور جب میں نے پوچھا کہ وہ کون سا مقام تھا اور کون لوگ تھے تو فرمایا کہ وہ مقام پتہ بنی اسرائیل تھا اور بزرگ قطب مدار تھے۔

پھر میں نے سوال کیا کہ آپ اتنی دور جا کر اس قدر جلدی کے ساتھ ترمذ کیسے پہنچ گئے تو فرمایا کہ یہ ایک راز ہے۔

Marfat.com

دنیا کی محبت کا نقصان

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے کہ وہ بڑی خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس کی نماز یا اللہ کتنی اچھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر یہ دن رات میں ہزار رکعتیں ادا کرے، ہزار نوکر آزاد کرے، ہزار نماز جنازہ ادا کرے اور ہزار حج کرے تو پھر بھی اس کی یہ نماز اس کو فائدہ نہ دے گی جب تک یہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے کیونکہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور یہ دنیا کی محبتیں زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

ضماد کا بغرض علاج نبوی کیلئے آنا اور متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضماد اپنی کسی ضرورت سے مکہ میں آئے اور جنتر ومنتر میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکین مکہ سے انہوں نے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (نعوذ باللہ) مجنون ہو گئے ہیں لہٰذا انہوں نے خیال کیا کہ کیا بعید ہے کہ میں جھاڑ پھونک سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تندرست اور صحت مند کر دوں۔ تو وہ آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور کہا: ''میں منتر پڑھتا ہوں، مالک جس قدر چاہے گا تم کو صحت اور شفا دیدے گا۔'' ضماد کا قول ہے: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری باتیں سننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور پھر کہا:

''الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نومن بہ و نتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئآت اعمالنا من یھدہ

Marfat.com

اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ o"

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "ان ہی کلمات کو براہ مہربانی دوبارہ پڑھئے۔"
لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے پھر ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "واللہ! میں نے ایسا کلام کبھی نہ سنا نہ پڑھا۔ یہ سحر ہے نہ شاعری ہے اور نہ کہانت، واقعی یہ الہام و وحی ہے، بے شک یہ خدائی کلام ہے۔ اس میں تلوار سے زیادہ کاٹ، کائنات سے زیادہ حسن، آفتاب سے زیادہ نور اور سحر سے زیادہ تاثیر ہے۔ اس کے بعد دوزانو ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زمرہ میں مصائب سہنے اور قربانیاں دینے کیلئے شامل ہوئے۔

﴿مسلم، احمد، بیہقی﴾

عرش سے پکار

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب رات کا پہلا حصہ ہوتا ہے تو ایک آواز دینے والا عرش مجید کے نیچے سے پکارتا ہے خبردار عبادت گزاروں کو اٹھنا چاہیے۔ عبادت گزار نیند سے بیدار ہوتے ہیں اور نماز ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں پھر ندا دینے والا رات کو ندا دیتا ہے کہ خبردار خوف خدا رکھنے والوں کو اٹھنا چاہیے جو لوگ صبح تک نماز میں مصروف رہنا چاہتے ہیں پھر ندا دینے والا ندا دیتا ہے استغفار کرنے والوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے۔ پس وہ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور گناہوں کی معافی مانگتے ہیں جب فجر کا وقت ہوتا ہے تو ندا کرنے والا ندا یہ کرتا ہے کہ خبردار اب غافل لوگوں کو اٹھنا چاہیے اور غافل لوگ بیدار ہو جاتے ہیں جس طرح کہ مردے اپنی قبروں سے بیدار ہوتے ہیں، اٹھتے ہیں اور پھیل جاتے ہیں۔ اسی لیے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی

Marfat.com

تھی کہ تو سونے والا مت بننا جب کہ مرغ صبح کے وقت اذان دے رہا ہو اور تو سو رہا ہو۔

حضرت عمرو بن عبد القیسؓ کا اسلام قبول کرنا

مزید ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اشج عبد القیس کا ایک دوست تھا جو راہب تھا۔ وہ ایک سال دارین آیا اور اشج سے ملا اور اس کو بتایا کہ عنقریب مکہ میں نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا، ہدیہ کھائے گا، دونوں شانوں کے درمیان نشانِ نبوت ہوگا اور اس کا دین حق تمام باطل ادیان پر غالب اور مستولی ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد راہب مر گیا تو اشج نے اپنے بھانجے عمرو عبد القیس کو مکہ بھیجا جو ہجرت کے سال مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے ملا اور شانوں کے درمیان علامت کو دیکھ کر دین اسلام کو قبول کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اقراء سکھائیں اور ارشاد فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوت اسلام دو۔ پھر عمرو رضی اللہ عنہ لوٹ کر آیا اور اشج کو حالات سنائے جس کے نتیجے میں اشج رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کیا مگر اس نے عرصہ تک اپنے اسلام کو چھپایا۔

پھر وہ سولہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا۔ ان لوگوں کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک روز صبح کو حضور نبی کریم ﷺ اپنی آرام گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مشرق کی طرف سے چند سوار آ رہے ہیں، وہ ہماری دعوت اسلام سے بدگمان اور بیزار نہیں ہیں اور ان کے قائد کی ایک پہچان ہے چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بموجب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے۔

﴿خصائص کبریٰ﴾

Marfat.com

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے۔ آپ ان کے حق میں بددعا کیجئے۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روقبلہ ہو کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور التجا کی: ''اے پروردگار! دوسیوں کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں پہنچا۔''

﴿بخاری﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ گئے، اس زمانہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت نہیں کی تھی۔ طفیل رضی اللہ عنہ ایک شریف، دانشور اور معروف شخص تھے۔ صاحب علم اور شاعر بھی تھے۔ مشرکین مکہ میں سے چند لوگ ان سے ملے اور بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے اور ان کے اقوال ساحروں کی مانند ہیں اور جو باپ کی بیٹے سے اور بھائی کی بھائی سے اور شوہر کی بیوی سے جدائی کرا دیتے ہیں لہٰذا تم ان سے بات کرنا نہ ان کی سننا۔

قریش بہ زعم خود برابر مجھے اس خیر خواہانہ مشورہ کیلئے یاددہانی اور تاکید کرتے رہے، اس لیے میں نے بھی اسی کے مطابق عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کانوں کو ان کے کلام سے بچانے کی خاطر میں نے اس درجہ اہتمام برتا کہ اپنے کانوں میں روئی رکھ کر سماعت سے محروم کر لیا۔ ایک دن صبح کے وقت میں اسی حالت میں مسجد حرام میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے قریب کھڑا ہو گیا اور باوجود اس کوشش کے میں ان کا کلام نہ سنوں، اللہ تعالیٰ نے ایک

Marfat.com

بہترین سنوا دیا۔ سوچا کہ قریش نے مجھے ایک ایسے نشاط انگیز کلام کو سننے سے کیوں منع کیا۔ قریش کی اطلاع تو غلط نکلی، کیوں نہ میں ان سے ملاقات کر کے دیکھوں اور ان کے خیالات سنوں۔ میں ایک سمجھدار اور نیک و بد اور صحیح اور غلط میں تمیز کرنے والا شخص ہوں۔ میں ٹھہرا رہا، پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ کے قریب ہو کر کہا:

''آپ ﷺ کے بارے میں لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے، لہٰذا ذرا بتائیے کہ آپ کن باتوں کی دعوت دیتے ہیں؟''

پس سرکار دو عالم ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن حکیم کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی تو بس ایک عجیب اثر، اہتزاز اور خشیت سے ملے جلے جذبات نے مجھے بے قابو کر دیا اور اسلام کی فطری اور معقول دعوت پر روح و وجدان نے لبیک کہا، میں نے اس کے ساتھ ہی زبان سے بھی توحید و رسالت کا اقرار کیا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے صاحب عزت رسول ﷺ! میں اپنی قوم کا قائد اور رہنما ہوں۔ اب میں واپس جا کر ان سب کو دعوت اسلام دوں گا، مگر زندگیوں کے ساتھ پرانے ہر چکنے والے خیالات میں بہت پختگی ہوتی ہے، اس لیے اس کام میں آسانی پیدا کرنے کیلئے دعا فرمائیے اور خداوند تعالیٰ اس مہم میں میرے لیے آسانیاں پیدا فرمادے اور مجھے کوئی نشانی عطا فرمادے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے از راہِ نوازش دعا فرمادی اور میں وطن واپس ہونے کیلئے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دورانِ راہ میں کداء کے مقام میں تھا کہ میری دونوں ابرو کے درمیان نور طلوع ہو گیا۔ میں اپنے خدا سے نور کی منتقلی کیلئے دعا کی تو وہ باذن اللہ میرے کوڑے کے تسمے میں آ گیا۔

اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے تامل کیا اور اسلام قبول نہ کیا۔ لہٰذا میں مکہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے ملا، صورتحال سے آگاہ فرمایا چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: ''اے بارالٰہا! دوسیوں کو ہدایت دے۔'' اور مجھ سے

Marfat.com

فرمایا: "طفیل! اب تم اپنی قوم میں واپس جاؤ اور ان کو نرمی اور حکمت عملی کے ساتھ دعوت اسلام دو۔" لہٰذا میں واپس آ گیا اور دوسیوں میں نرمی اور حکمت وتحمل کے ساتھ تبلیغ کرتا رہا۔ اس دوران میں حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور میں ستر یا اسی مسلمان گھرانوں کو ہمراہ لے کر بمقام خیبر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

﴿بیہقی﴾

باکمال شخص

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے جب وفات پائی تو ان کی جگہ پر ایک شخص اس کا نام محمد حریری تھا اور وہ مکہ معظمہ میں ٹھہرا تھا اس نے ایک سال تک نہ روزہ افطار کیا تھا نہ سویا تھا اور اس نے اپنی پیٹھ کو دیوار کے ساتھ لگایا تھا اور نہ ہی اس نے اپنے پاؤں کو پھیلایا تھا جب اس کی عمر ساٹھ برس کی ہوئی تو وہ قطب کی جگہ بیٹھ گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تو نے کونسی چیز دیکھی تو اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میں ایک گوشے میں بیٹھا تھا تو میرے نزدیک ایک جوان آیا اور وہ ننگے سر، ننگے پاؤں اور پراگندہ لال زرد چہرے والا تھا، اس نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور پھر وہ اپنے سر کو گریباں میں لے گیا یہاں تک کہ مغرب کا وقت آ گیا پھر اس نے ہمارے ساتھ نماز مغرب پڑھی اور پھر اس نے اپنے سر کو نیچے کر دیا۔ اتفاق سے اسی رات خلیفہ بغداد نے بلایا تو ہم نے جانے کا ارادہ کیا اور ہم نے اجابت دعوت کیلئے اس فقیر سے کہا کہ کیا تو بھی ہمارے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے خلیفہ کے پاس جانے کی حاجت نہیں پھر اس نے کہا کہ مجھے عصیدہ گرم (یہ ایک حلوے کی قسم ہے) بنا دے تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس شخص نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا اور مجھ سے کوئی اور چیز لینا چاہتا ہے تو میں نے اس فقیر کو چھوڑ دیا اور خلیفہ کی مجلس میں چلا گیا پھر میں اپنے کمرے میں آیا تو

Marfat.com

میں نے اس میں نوجوان کو سوتا ہوا دیکھا تو میں بھی سو گیا تو میں نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ اور نورانی صورتوں والے بزرگوں کو آپ کے ساتھ دیکھا اور آپ کے پیچھے ایک بہت بڑی جماعت تھی اور ان کے چہروں سے نور نکل رہا تھا تو اسی دوران کسی نے مجھ سے کہا یہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دائیں طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بائیں طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیچھے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی جماعت تھی تو میں حضور نبی کریم ﷺ کا بوسہ لینے کیلئے آگے بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے منہ موڑ لیا۔ میں نے دوبارہ پھر کوشش کی لیکن مجھے ناکامی ہوئی۔ الغرض میں نے تیسری مرتبہ کوشش کی لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے پھر مجھ سے منہ موڑ لیا تو میں نے ناراض ہونے کی وجہ پوچھی حالانکہ آپ کا چہرہ مبارک غصے کی وجہ سے سرخ (یاقوت) کی طرح تھا تو آپ نے فرمایا: میرے ایک فقیر نے تجھ سے عصیدہ کا حلوہ مانگا تھا لیکن تو نے کنجوسی کی اور آج رات تو نے اسے بھوک کے ساتھ رہنے پر مجبور کر دیا تو پس میں نیند سے پریشان ہو کر اٹھ بیٹھا اور اس نوجوان کو اس جگہ پر دیکھنے کیلئے گیا لیکن میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ آخر کار میں اپنے کمرے سے باہر نکلا اور اسے جاتا ہوا میں نے دیکھ لیا تو میں نے اس نوجوان کو آواز دی کہ اے نوجوان! جس اللہ نے تجھے پیدا کیا اس اللہ کیلئے تم ٹھہر جاؤ، میں تمہارے لیے وہ عصیدہ کا حلوہ لاتا ہوں تو اس نے میری طرف مسکرا کر دیکھا اور کہنے لگا کہ تجھ سے ایک لقمہ کون مانگے جس کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر سفارش کرنے کیلئے آئیں یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔

حضرت حمیری کی عقیدت اور نعت مصطفیٰ ﷺ

حضرت عبدالرحمٰن بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کے دادا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے سال اول میں یمن کا سفر کیا اور عسقلان حمیری کے

Marfat.com

پاس قیام کیا۔ وہ بہت بوڑھا اور کمزور تھا اور ثقل سماعت بھی تھا۔ اس کی اولاد در اولاد کا سلسلہ طویل تھا۔ صبح کو مسند پر اس کو بٹھایا گیا اور سب بیٹے پوتے اور پرپوتے وغیرہ سلیقہ کے ساتھ اس کے روبرو بیٹھے۔ مجھ کو بھی مہمان کی حیثیت سے بٹھایا گیا۔

حمیری بزرگ نے مجھ سے کہا: ''قریشی مہمان! اپنا نسب بیان کرو۔'' میں نے دوبارہ سلام کیا اور کہا: ''میرا نام عبدالرحمٰن ہے اور میں عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ کا بیٹا ہوں۔'' اس نے کہا: ''اے معزز زہری مہمان! بس کافی ہے کیونکہ باقی سے میں واقف ہوں کیا میں تم کو ایک ایسی اچھی خبر نہ دوں جو تمہارے لیے تجارت کے فائدوں سے زیادہ نفع بخش ہے؟''

میں نے کہا: ''ضرور بتائیے۔'' اس نے کہا میں تم کو تعجب میں ڈالنے والی اور رغبت وشوق پیدا کرنے والی بشارت سناتا ہوں۔'' گزشتہ ماہ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے، جس کے خصائل پسندیدہ ہیں اور اس پر کتاب نازل ہوئی ہے اور اس کیلئے ثواب مقرر کیا گیا ہے، وہ اصنام پرستی سے روکتا اور اسلام کی طرف بلاتا ہے، حق کی تلقین کرتا اور اس پر عمل پیرا رہتا ہے۔''

میں نے دریافت کیا: ''وہ کس قبیلہ سے ہے؟'' انہوں نے کہا: ''وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اس کے ''ننہالی'' ہو تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ تم قیام کو مختصر کردو اور جلد لوٹ جاؤ، جا کر اس کے کاموں میں تعاون کرو اور اس کی تصدیق کرو اور ان اشعار کو لے جا کر ان کی بارگاہ میں پیش کرو۔

اشهد بالله ذی المعالی — و فالق الليل والصباح
انک فی السرو من قريش — يا ابن المفدی من الذباح
ارسلت تدعو الی يقين — ترشد للحق و الفلاح
اشهد بالله رب موسیٰ — انک ارسلت بالبطاح
فكن شفيعی الی مليک — يدعو البرايا الی الفلاح

ترجمہ: ''میں اس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں اور سلسلہ روز وشب کا

Marfat.com

قائم رکھنے والا ہے۔ بے شک آل اللہ ﷺ جواں مردی میں قریش ہیں اور اس شخص کے فرزند جس کا ذبیحہ سے فدیہ دیا گیا۔ آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور (تذبذب و ریب سے نکال کر) یقین کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں اور حق و فلاح کی راہ دکھاتے ہیں۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ کا رب ہے، بلا شبہ آپ ﷺ بطحا میں رسول اللہ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اے رسول اللہ ﷺ! آپ بارگاہ خداوندی میں میری شفاعت فرمائیے، کیونکہ حق تعالیٰ لوگوں کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔''

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان اشعار کو (جن میں ''شہادت رسالت، مدح نبوت نکاح کی دعوت اور منصب شفاعت کا مضمون بے پناہ ارادت اور جذبہ اخلاص کے ساتھ نظم کیا گیا تھا۔) یاد کر لیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکہ لوٹ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے کہا وہ محمد بن عبداللہ ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔

چنانچہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ بیت خدیجہ میں تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ''میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کیلئے خیر کی امید رکھتا ہوں، جسے تم پیچھے چھوڑ کر آئے ہو۔'' میں نے عرض کیا: ''اے محمد ﷺ! وہ کون سی بات ہے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میرے لیے ایک امانت لے کر آؤ، کسی بھیجنے والے نے تم کو میرے پاس ایک پیام کے ساتھ بھیجا ہے، وہ جو کچھ ہے بیان کرو۔'' پھر مجھے اپنے میزبان اور بوڑھے حمیری کا پیام یاد آ گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کے ارادت مند اشعار جو دراصل اس کے والہانہ جذبات تھے جو شعر و نغمہ میں اپنی پر زور کیفیت کی وجہ سے ڈھل گئے تھے، سنائے اور میں نے اسلام قبول کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت معمر حمیری رضی اللہ عنہ خاص مومنین میں سے ہے چونکہ ایسے لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی چشم سر سے مجھے نہ دیکھا مگر میری

Marfat.com

تصدیق کی، مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری محبت میں آنکھوں کو پرنم اور دلوں کو داغدار کرلیا، وہ لوگ میرے سچے بھائی ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

استقامت دین اور آسمان سے پانی کا نزول

ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ منیر بن عبید اللہ دوسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا کے شوہر جن کا نام ابوالعکر تھا، مسلمان ہوئے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر دوسی لوگوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی جانب جس وقت ہجرت کر گئے تو ام شریک رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے پاس ابولعکر کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا کہ تم ان کے دین پر ہو؟

میں نے کہا ہاں! خدا کی قسم میں ان کے دین پر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر تو ہم تجھے ضرور شدید عذاب دیں گے۔ پھر وہ مجھے ایسے اونٹ پر سوار کر کے لے چلے جو بہت سست رفتار اور ان کی سواریوں میں سے سب سے زیادہ شریر اور خراب تھا۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی کھانے کو دیتے اور پینے کے لیے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر اور سخت دھوپ کا وقت ہوتا اور ہم پڑاؤ کرتے تو وہ اتر کر اپنے خیمے نصب کرتے اور مجھے دھوپ میں چھوڑ دیتے۔ یہاں تک کہ میری عقل اور سماعت و بصارت جاتی رہی۔ یہ سلوک انہوں نے میرے ساتھ تین دن کیا۔ پھر تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا کیا تو اپنے اس دین کو جس پر تو ہے چھوڑتی ہے کیا نہیں۔

ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں قطعاً کچھ نہ سمجھی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں بجز اس کے کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ سنائی دیتا تھا۔ گویا میری سمجھ بالکل جاتی رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف توحید کا اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں واللہ

Marfat.com

میں اسی حالت میں تھی اور مجھے انتہائی شدت وتکلیف پہنچ رہی تھی کہ اچانک ٹھنڈا ڈول اپنے سینے پر پایا میں نے اسے تھام کر ایک گھونٹ پیا پھر وہ ڈول مجھ سے جدا ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق ہے اور وہ میری گرفت سے دور تھا۔ اس کے بعد دوبارہ ڈول میرے پاس آیا اور میں نے اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر وہ مجھ سے دور ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق ہے۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ وہ ڈول میرے قریب آیا اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اس پانی کو اپنے سر، اپنے چہرے اور کپڑوں پر بہالیا۔

ام شریک رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسی وقت وہ لوگ اپنے خیموں سے نکل کے آئے اور انہوں نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ پانی تیرے پاس کہاں سے آیا؟

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہے اور اسی نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ پھر وہ تیزی کے ساتھ اپنے خیموں میں گئے۔ اور اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو دیکھا، وہ بدستور سر بند تھے۔ انہیں کھولا ہی نہ گیا تھا۔ اس پر وہ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تیرا رب ہی ہمارا رب ہے اور اس جگہ تجھے جو نصیب ہوا ہے۔ بیشک اسی نے تجھے عنایت فرمایا ہے۔ اب تک جو کچھ تیرے ساتھ ہم نے سلوک کیا، وہ کیا اب ہم اقرار کرتے ہیں کہ اسی نے اسلام کو مشروع کیا ہے پھر وہ سب مسلمان ہو گئے اور وہ سب کے سب حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کر کے آگئے اور وہ لوگ اپنے اوپر میری فضیلت کا اعتراف کرتے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ جو عنایت فرمائی تھی۔

اور یہ ام شریک رضی اللہ عنہا وہی ہیں جس نے اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ جب کوئی عورت اپنے نفس کو کسی مرد پر ہبہ کر دیتی ہے تو اس میں خیر نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

Marfat.com

"وَامْرَاۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اور ایمان والی عورت اگر اپنی جان کی نذر کرے"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اے ام شریک رضی اللہ عنہا بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری خواہش میں تمہارے لیے ضرور عجلت فرماتا ہے۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

اتباع سنت اور محبت اہل بیت کا فیضان

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے بشر کیا تجھے علم ہے کہ تیرے دور کے بزرگوں سے تیرا درجہ کیوں بلند کیا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو معلوم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے متبع سنت رہ کر بزرگوں کی تعظیم کی اور مسلمانوں کو راہ حق دکھاتا رہا اور میرے اصحاب اور اہل بیت کو تو نے ہمیشہ محبوب رکھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ مرتبہ عطا فرمایا، پھر دوبارہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امراء حصول ثواب کے لئے فقراء کی جو خدمت کرتے ہیں وہ تو پسندیدہ ہیں لیکن اس سے زیادہ افضل یہ ہے کہ فقراء کبھی امراء کے آگے دست طلب دراز نہ کریں بلکہ خدا تعالیٰ پر مکمل بھروسہ رکھیں۔

Marfat.com

دولت مند بننے کا عجیب واقعہ

حضرت احمد حضرویہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے اپنے افلاس کا رونا رویا تو فرمایا کہ جتنے بھی پیشے ہو سکتے ہیں ان کا نام علیحدہ علیحدہ پرچیوں پر لکھ کر ایک لوٹے میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ اور جب وہ تعمیل حکم کر چکا تو آپ نے لوٹے میں ہاتھ ڈال کر جب ایک پرچی نکالی تو اس پر چوری کا پیشہ درج تھا۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ تمہیں یہی پیشہ اختیار کرنا چاہئے یہ سن کر پہلے تو وہ پریشان ہوا، لیکن شیخ کے حکم کی وجہ سے چوروں کے گروہ میں شامل ہو گیا لیکن ان چوروں نے اس سے یہ وعدہ لے لیا کہ جس طرح ہم کہیں گے تمہیں کرنا ہوگا۔ چنانچہ ایک دن اس گروہ نے کسی قافلہ کو لوٹ کر ایک دولت مند کو قیدی بنا لیا اور جب اس نئے چور سے اس دولت مند کو قتل کرنے کے لئے کہا تو اس چور کو یہ خیال آیا کہ اس طرح تو یہ لوگ صدہا انسانوں کو قتل کر چکے ہوں گے لہٰذا بہتر صورت یہ ہے کہ ان کے سردار ہی کو ختم کر دیا جائے اور اس خیال کے ساتھ ہی اس نے سردار کا خاتمہ کر دیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر تمام چور ڈر کے مارے فرار ہو گئے اور جس دولت مند کو قید کیا گیا تھا نئے چور نے اس کو رہا کر دیا جس کے صلہ میں اس دولت مند نے اس کو اتنی دولت دے دی کہ یہ خود امیر کبیر بن گیا اور تمام عمر عبادت میں گزار دی۔

کنیز کی موت

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرتبہ خلیفہ نے بغرض امتحان ایک حسین وجمیل کنیز کو لباس وزیورات سے مرصع کر کے یہ ہدایت کر دی کہ ان کے سامنے پہنچ کر

Marfat.com

نقاب الٹ کر یہ کہنا کہ میں ایک امیر زادی ہوں اگر آپ میرے ساتھ ہم بستر ہو جائیں تو میں آپ کو دولت سے نواز دوں گی۔ اور واقعہ کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے اس کنیز کے ہمراہ ایک غلام کو بھی بھیج دیا۔ اور جب اس کنیز نے خلیفہ کی ہدایت کے مطابق آپ کے سامنے اظہار مدعا کیا تو آپ نے سر جھکا کر ایک ایسی سرد آہ کھینچی کہ اس کنیز نے وہیں دم توڑ دیا اور جب غلام نے واپس آ کر خلیفہ سے واقعہ کی نوعیت بیان کی تو خلیفہ کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ خود اس سے بہت محبت کرتا تھا اور اس نے کہا کہ جو فعل میں نے ان کے ساتھ کیا وہ نہ کرنا چاہئے تھا۔ جس کی وجہ سے مجھے یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ پھر آپ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ یہ بات آپ نے کیسے گوارا کی کہ ایسی محبوب ہستی کو دنیا سے رخصت کر دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ امیر المومنین کی حیثیت سے تمہارا فرض تو مومنین کے ساتھ مہربانی کرنا ہے لیکن مہربانی کے بجائے تم نے میری چالیس سالہ عبادت کو ملیامیٹ کرنا کیسے گوارا کر لیا۔

آخرت کی رغبت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک خوبصورت کپڑوں میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ اور پوچھنے لگا دنیا کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ سونے والے کے خواب کی طرح ہے پھر آخرت کے بارے میں پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ فرمانے لگے کہ ایک گروہ جنتی ہوگا اور دوسرا دوزخی ہوگا پھر اس نے جنت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا چھوڑنے والوں کیلئے دنیا کا بدلہ ہے کیونکہ جنت کی قیمت دنیا کو چھوڑنا ہے پھر اس نے

Marfat.com

دوزخ کے بارے میں پوچھا ہے کہ یہ دنیا کے طالب کیلئے بدلہ ہے پھر اس نے پوچھا اس امت میں سے بہترین شخص کون ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کی ہے پھر اس نے پوچھا کہ اس آدمی کی دنیا میں کیا حالت ہوگی؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح ایک قافلے کا انتظار کرنے والا ٹھہرتا ہے۔ وہ آدمی جو قافلے سے پیچھے رہ جائے پھر پوچھا کہ دنیا اور آخرت کے درمیان کتنا وقت ہے تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو آنکھوں کو بند کرنے کے برابر ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص واپس چلا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تھے اور تجھ کو تقویٰ اور پرہیزگاری بتانے کیلئے آئے تھے تاکہ تم دنیا کو چھوڑ دو اور تمہاری رغبت آخرت کی ہو جائے۔

پانچ انبیاء کرام (علیہم السلام) کی الگ الگ دس مخصوص چیزیں

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کی دس چیزیں:

حضرت آدم علیہ السلام محو خواب تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو ان کی بائیں چھوٹی پسلی سے پیدا فرمایا، بیدار ہونے پر آپ نے حوا کو اپنے پاس بیٹھا دیکھا تو پوچھا تم کس لیے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ ہی کیلئے ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کو چھونا چاہا تو حکم ہوا کہ بغیر مہر ادا کیے ان کو ہاتھ نہ لگانا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ الٰہی! ان کا مہر کیا ہے؟ اللہ نے ارشاد فرمایا: نبی آخرالزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر دس مرتبہ درود پڑھنا ہے۔

Marfat.com

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دس چیزیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دس چیزیں یہ ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذِا بْتَلٰی اِبْرٰھِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَ تَمَّھُنَّ

ترجمہ: ''اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا تو انہوں نے پورا کر دکھایا۔''

یہ دس باتیں ہیں، پانچ سر سے متعلق ہیں۔ (۱) مانگ نکالنا، (۲) مونچھیں کاٹنا، (۳) مسواک کرنا، (۴) کلی کرنا، (۵) ناک میں پانی ڈالنا۔

پانچ باقی بدن میں ہیں: (۱) ناخن تراشنا، (۲) بغلوں کے بال اکھیڑنا، (۳) ختنہ کرنا، (۴) زیر ناف بال صاف کرنا، (۵) انگلیوں میں خلال کرنا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دس باتیں پوری کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی دوستی کا شرف عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِمَ خَلِیْلاً

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا۔''

(۳) حضرت شعیب علیہ السلام کی دس چیزیں:

دس چیزیں حضرت شعیب علیہ السلام سے مخصوص ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (حضرت شعیب کے قول کو نقل فرماتے ہوئے) فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِکَ

ترجمہ: ''اگر تم نے دس سال پورے کرائے تو یہ تمہاری طرف سے احسان ہوگا''

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دس سال تک خدمت کرنا قبول کیا تھا، اس خدمت کو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی صفورا کا مہر قرار دیا تھا۔ (کہ دس سال خدمت کے عوض ان کی بیٹی صفورا کا مہر ادا ہو جائے گا۔) بعض اصحاب کا قول ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام دس سال تک روتے رہے، اس سے ان کی بینائی جاتی رہی، اللہ تعالیٰ نے ان پر لطف فرمایا اور بینائی واپس

Marfat.com

آ گئی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہارا یہ رونا دوزخ کے خوف سے تھا تو میں نے دوزخ سے تم کو امان بخش دی اور اگر تم جنت چاہتے ہو تو میں نے تم کو جنت عطا کر دی اور اگر تم میری رضا اور خوشنودی کے طالب ہو تو میں نے تم کو اپنی رضا اور خوشنودی بخش دی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبرئیل (علیہ السلام)! میرا رونا نہ دوزخ کے خوف سے ہے اور نہ جنت کی طلب کیلئے بلکہ میں تو دیدار الٰہی کا طالب ہوں، تب حکم ہوا: اے شعیب علیہ السلام! تو حق کیلئے رویا، اس لیے اور بھی جتنا رو سکتے رو لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ صلہ دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے بلند مرتبہ پیغمبر نے دس سال تک ان کی خدمت کی، اور یہ ان مراتب عالیہ اور تقرب اور اخروی نعمتوں کے علاوہ تھا کہ جو حضرت شعیب علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرما دی تھیں۔ یہ مراتب اور نعمتیں ایسی تھیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی نے سنا۔ نہ کسی کے دل میں ان کا تصور آیا۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دس چیزیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَوَ عَدْ نَا مُوْسیٰ ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰا هَا بِعَشْرٍ

ترجمہ: ''اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ لیا اور ان کو دس کے ساتھ پورا کیا۔''

اور یہ اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی کا وعدہ فرمایا اور انہیں تورات عطا کی، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیس دن کے روزے رکھے اور یہ ذوالحجہ کا مہینہ تھا۔ بعض کہتے ہیں یہ ذوالقعدہ کا مہینہ تھا جب آپ نے گفتگو کا ارادہ کیا تو زیتون کا ایک ٹکڑا اپنے منہ میں رکھ لیا کیونکہ آپ نے دیکھا کہ منہ کی بو بدل چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ روزے دار کے منہ کی بو میرے نزدیک کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے بعد آپ کو محرم کے دس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ آخری روزہ عاشورہ کا تھا اور جو لوگ ذی قعدہ

Marfat.com

کا مہینہ مانتے ہیں، ان کے نزدیک یہ ذوالحجہ کے دس روزے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا قرب عطا فرمایا اور ہم کلامی اور قرب کا شرف بخشا۔

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَمَّا جَآءَ مُوسیٰ لِمِيقَا تِنَا

ترجمہ: ''اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے پر آئے۔''

(۵) سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دس چیزیں:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس چیزیں وہ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ میں کیا ہے۔ یہ ذی الحج کی دس ابتدائی راتیں ہیں جن کی تشریح وتفسیر کتب تفسیر میں دیکھی جا سکتی ہے۔

﴿غنیۃ الطالبین﴾

حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں

حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت کی طرف اٹھانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کیلئے ہر روز اور ہر رات کے عمل کو بھی اٹھایا جاتا تھا اور وہ عمل زمین والوں کے برابر ہوتا تھا۔ پس موت کا فرشتہ نے ان کی ملاقات کی خواہش کی اور اللہ سے ان کے دیدار کی اجازت مانگی تو وہ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس ایک آدمی کی شکل میں آئے اور انہیں سلام کہا اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام صائم الدھر تھے جب افطاری کا وقت آیا تو ان کے کیلئے ایک فرشتہ جنت سے کھانا لے کر آ گیا، حضرت ادریس علیہ السلام نے کھانا نا خود بھی کھایا اور موت کے فرشتے سے کہا تم بھی کھاؤ مگر انہوں نے کھانا نہ کھایا تو حضرت ادریس علیہ السلام اللہ کی عبادت کیلئے کھڑے ہو گئے اور اسی کام میں لگے رہے جبکہ موت کا فرشتہ ان کے پاس صبح صادق سے بیٹھا رہا، یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔

Marfat.com

حضرت ادریس علیہ السلام بڑے حیران ہوئے اور انہیں اپنے ساتھ سیر کیلئے کہا اور تو موت کے فرشتے نے ان کی بات مان لی تو دونوں سیر کرتے کرتے ایک چھت میں پہنچ گئے تو موت کے فرشتے نے کہا کیا آپ مجھے اس کھیتی میں سے کھانے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کہنے لگے سبحان اللہ کل شام کو تو آپ نے حلال کھانا نہیں کھایا تھا۔ اب حرام کھانا کھانے لگے ہیں، اس طرح اس کے بعد چلتے چلتے چار روز نہیں گزرے تھے تو حضرت ادریس علیہ السلام ان کے کاموں کو آدمیوں کی طبیعتوں کے خلاف دیکھ رہے تھے۔ ان سے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں موت کا فرشتہ ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کہنے لگے تو تو روحیں قبض کرتا ہے اور تو چار روز سے میرے پاس موجود ہے۔ کیا تو نے کسی روح کو ابھی تک قبض کیا ہے؟ تو ملک الموت نے کہا میرے نزدیک اللہ کی مخلوق دستر خوان کی طرح ہے اور میں جہاں سے اٹھانا چاہوں لقمے کی طرح اٹھا سکتا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا تم میری ملاقات کرنے آئے ہو یا روح قبض کرنے آئے ہو تو وہ کہنے لگے میں اللہ کی اجازت سے آپ سے ملاقات کرنے آیا ہوں پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا میرا تجھ سے ایک کام ہے تو موت کا فرشتہ کہنے لگا آپ کی مجھ سے کیا حاجت ہو سکتی ہے؟ تو آپ نے کہا تو میری روح قبض کر لے تو پھر میرا رب مجھے زندہ کرے گا تو میں مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں گا تو موت کا فرشتہ کہنے لگا میں کسی کی روح کو بھی اللہ کے حکم کے بغیر قبض نہیں کرتا، پس اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی روح قبض کر لے تو انہوں نے اللہ کے حکم کو مانا اور ان کی روح کو قبض کر لیا۔ اس کے بعد موت کا فرشتہ خوب رویا اور خدا کی بارگاہ میں آپ کی زندگی کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر لیا پھر موت کے فرشتے نے حضرت ادریس علیہ السلام سے موت کی سختی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح زندہ جانور کی کھال اتاری جائے، اس سے بھی موت کی تکلیف زیادہ ہے۔ ملک الموت نے کہا جس طرح میں نے آپ کی روح کو آسانی سے قبض کیا ہے۔ اسی طرح کسی اور کی روح کو آسانی سے قبض نہیں کیا ہے پھر حضرت

Marfat.com

ادریس علیہ السلام نے اپنی دوسری خواہش پیش یہ کی کہ میں دوزخ کو دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ طوق، بیڑیاں اور جو چیزیں دوزخ میں موجود ہیں ان کو دیکھ کر میں اللہ کی عبادت کروں تو موت کا فرشتہ کہنے لگا کہ میں اللہ کی اجازت کے بغیر آپ کو دوزخ کی طرف کس طرح لے جا سکتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے موت کے فرشتے کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے دوزخ میں دو چیزیں دیکھیں جو اللہ نے اپنے دشمنوں کیلئے تیار کر رکھی ہیں۔ مثلاً زنجیر، طوق، بیڑیاں، سانپ، بچھو، آگ، زقوم اور گرم پانی۔ اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ میری ایک اور خواہش ہے کہ میں جنت کو دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیکھ سکوں جو اس نے اپنے نیک بندوں کیلئے تیار کر رکھی ہیں تو ملک الموت نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر میں تجھ کو جنت میں کس طرح لے جاؤں۔ تب اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو ایسا کرنے کا حکم دیا تو دونوں جنت کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا جو میں نے جنت کی نعمتیں دیکھی ہیں اور بڑی سلطنت اور بڑے میوے کے درخت بھی دیکھے اور میں نے موت کا ذائقہ بھی ایک دفعہ چکھ لیا ہے اور جہنم بھی دیکھ چکا ہوں تم اللہ سے جنت کے داخلے کی اجازت مانگو تو ملک الموت نے جنت میں داخلے کی اجازت مانگی اس کے بعد جب حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور اپنی جوتیاں جنت کے ایک درخت کے نیچے رکھ دیں اور جنت سے باہر نکل آئے۔ اس کے بعد ملک الموت سے کہتے ہیں کہ میں اپنی جوتیاں جنت میں چھوڑ آیا ہوں مجھے اپنی جوتیاں وہاں سے پہننے دو پھر دوبارہ جنت میں داخل ہوئے پھر ملک الموت نے حضرت ادریس علیہ السلام سے کہا کہ جنت سے باہر چلو تو حضرت ادریس علیہ السلام نے جنت سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کل نفسٍ ذائقة الموت

ترجمہ: ''اور میں نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

وان من کم الا واردھا

ترجمہ: ''اور میں دوزخ میں بھی جا چکا ہوں۔''

اور اللہ کا فرمان ہے:

وما ھم منھا بمخرجین

ترجمہ: ''اور اب مجھے جنت سے کون نکال سکتا ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے کہا کہ میں نے بروز ازل ہی سے ان کو اہل جنت میں لکھ دیا تھا اور اس آیت میں اپنے حبیب ﷺ کو اس واقع کی خبر دی۔

اسلام قبول کرنے پر سولی چڑھا دیئے گئے

حضرت زامل بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ، سرزمین بلقاء میں عمان پر روم کی جانب سے حاکم مقرر تھا اور اس نے اسلام قبول کر کے نبی کریم ﷺ کو اپنے اسلام کی خبر خط کے ذریعہ بھیج دی تھی۔ جب شاہ روم کو حضرت فروہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کو بلا کر کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا ہم تجھے حکومت دے دیں گے۔

اس نے کہا کہ ہم دین محمدی کو ہرگز نہ چھوڑیں گے چونکہ تم خوب جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی ہے لیکن تم اپنی حکومت پر گھمنڈ رکھتے ہو اور بخل برتتے ہو۔ اس پر اس نے اس کو قید کر لیا۔ اس کے بعد اسے نکال کر قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

﴿ابن سعد﴾

Marfat.com

شیطان کا بے نمازی سے بھاگنا

ایک حکایت میں یہ بات موجود ہے کہ ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا تو ایک دن شیطان اس کا ساتھی بن گیا اور اس نے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ادا نہ کی جب اس نے سونے کا ارادہ کیا تو شیطان اس سے بھاگ پڑا تو اس شخص نے کہا کہ تو مجھ سے کیوں بھاگتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ میں نے خدا کی ایک نافرمانی کی اور میں ملعون ہو گیا اور تو نے آج پانچ مرتبہ خدا کی نافرمانی کی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے گناہ کی وجہ سے مجھ پر زیادہ غضب نہ ہو جائے۔

﴿درۃ الناصحین﴾

والدہ کی خدمت سے بلند مراتب کا حصول

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا مگر میری آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی آبخورے میں برف بن گیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے پانی رکھ دیا ہوتا اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ محض

Marfat.com

اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پئیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔

یہ سن کر انہوں نے مجھے دعائیں دیں۔

اسی طرح ایک رات والدہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم داہنا پٹ کھولوں یا بایاں۔ کیونکہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہو گا چنانچہ انہیں خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

خوشبوئے جنت سے محروم

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس میکائیل علیہ السلام اور جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام اور پیغام دیا کہ آپ کی امت میں سے جماعت کو چھوڑنے والا جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا اگرچہ اس کی نیکیاں ساری دنیا سے زیادہ ہوں (جب یہ حالت باجماعت نماز ادا نہ کرنے والے کی ہے تو اس آدمی کا کیا حال ہوگا جو نماز کو چھوڑنے والا ہے۔) اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمیشہ اور مسلسل مسجد کی طرف جانے والا ہو تو اس کی ایمان کی گواہی دے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کے گھروں کو ایمان والے ہی آباد کرتے ہیں اور اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ تم میں سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مساجد میں اللہ کا ذکر کرنے سے روکے اور وہ اللہ کے گھروں کے برباد ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ کے گھروں میں اللہ سے ڈرنے والے ہی داخل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ایک آتش پرست کا مسلمان ہونا اور قبر سے عہد نامہ واپس آنا

شمعون نامی ایک آتش پرست شخص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوسی تھا اور جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا آپ نے اس کے گھر جا کر دیکھا کہ اس کا جسم آگ کے دھوئیں سے سیاہ پڑ گیا ہے۔ آپ نے تلقین فرمائی کہ آتش پرستی ترک کر کے اسلام میں داخل ہو جا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے گا۔ اس نے عرض کیا کہ میں تین چیزوں کی وجہ سے اسلام سے برگشتہ ہوں۔ (۱) یہ کہ جب تم لوگوں کے عقائد میں حب دنیا بری شے ہے تو پھر تم اس کی جستجو کیوں کرتے ہو؟ (۲) یہ کہ موت کو یقینی تصور کرتے ہو تو پھر دنیا میں رضائے الٰہی کے لئے کام کیوں کرتے ہو؟ اور اس کا سامان کیوں نہیں کرتے (۳) یہ کہ جب تم اپنے قول کے مطابق جلوہ خداوندی کے دیدار کو بہت عمدہ شے تصور کرتے ہو تو پھر دنیا میں رضائے الٰہی کے خلاف کام کیوں کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تو مسلمانوں کے افعال و کردار ہیں۔ لیکن آتش پرستی میں تضیع اوقات کر کے تمہیں کیا حاصل ہوا۔ مومن خواہ کچھ بھی ہو کم از کم وحدانیت کو تو تسلیم کرتا ہے مگر تو نے ستر سال آگ کو پوجا ہے اور اگر ہم دونوں آگ میں گر پڑیں تو وہ ہم دونوں کو برابر جلائے گی یا تیری پرستش کو ملحوظ رکھے گی لیکن میرے مولیٰ میں یہ طاقت ہے کہ اگر وہ چاہے تو مجھ کو آگ ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور یہ فرما کر اپنے ہاتھ میں آگ اٹھا لی۔ اور کوئی اثر دست مبارک پر نہ ہوا۔ شمعون نے اس کیفیت سے متاثر ہو کر عرض کیا کہ میں تو ستر سال سے آتش پرستی میں مبتلا ہوں اب آخری وقت میں کیا مسلمان ہوں گا لیکن جب آپ نے اسلام لانے کے لئے دوبارہ اصرار فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ میں اس شرط پر ایمان لا سکتا ہوں کہ آپ مجھے یہ عہد نامہ تحریر کر دیں کہ میرے مسلمان ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے تمام گناہوں سے نجات دے کر مغفرت فرما دے گا

Marfat.com

چنانچہ آپ نے اسی مضمون کا اس کو ایک عہد نامہ تحریر کر دیا۔ لیکن اس نے کہا کہ اس پر بصرہ کے صاحب عدل لوگوں کی شہادت بھی تحریر کروایئے۔ آپ نے شہادتیں بھی درج کروا دیں۔ اس کے بعد شمعون صدق دلی کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو گیا اور استدعا کی کہ میرے مرنے کے بعد آپ اپنے ہی ہاتھ سے غسل دے کر قبر میں اتاریں اور یہ عہد نامہ میرے ہاتھ میں رکھ دیں تا کہ روز محشر میرے مومن ہونے کا ثبوت میرے پاس رہے۔ یہ وصیت کر کے کلمہ شہادت پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور آپ نے اس کی پوری وصیت پر عمل کیا اور اسی شب خواب میں دیکھا کہ شمعون بہت قیمتی لباس اور زریں تاج پہنے ہوئے جنت کی سیر میں مصروف ہے اور جب آپ نے سوال کیا کہ کیا گزری؟ تو اس نے عرض کیا کہ خدا نے اپنے فضل سے میری مغفرت فرما دی اور جو انعامات مجھ پر کیے وہ نا قابل بیان ہیں۔ لہٰذا اب آپ کے اوپر کوئی بار نہیں آپ اپنا عہد نامہ واپس لے لیں کیونکہ مجھے اب اس کی حاجت نہیں۔ اور جب صبح کو آپ بیدار ہوئے تو وہ عہد نامہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ تیرا فضل کسی سبب کا محتاج نہیں۔ جب ایک آتش پرست کو ستر سال آگ کی پرستش کے بعد صرف ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے کے بعد مغفرت فرما دی تو جس نے ستر سال تیری عبادت و ریاضت میں گزارے ہوں وہ کیسے تیرے فضل سے محروم رہ سکتا ہے۔

بے نمازی کی نحوست سے بستی ویران

منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سفر کیا اور دیکھا کہ ایک قوم اللہ تعالیٰ کی بڑی کوشش سے عبادت کرتی ہے اور سب ایک اونچے مکان پر جمع ہیں۔ آپ نے ان کو سلام کیا اور ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ان کے پاس کھانے اور خالص شراب اور ہر طرح کے میوے، لڑکے اور بیبیاں حسین و خوبصورت پاس ہیں۔

Marfat.com

آپ نے ان گاؤں کو ملاحظہ کیا پھر وہاں سے چلے گئے پھر ایک مدت کے بعد واپس لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بیبیوں، لڑکوں سمیت سب مر گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام متعجب ہوئے اور پکار کر کہا: اے اللہ! یہ سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ اے اللہ! کیا انہوں نے نماز اور عبادت چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں ان کے پاس سے ایک تارک نماز (یعنی نماز کو ترک کرنے والا) گزرا، اس نے ان کے پانی سے اپنا منہ دھویا اور وہ پانی ان کی زمین اور ملک میں گرا اور سب کے سب مر گئے اور تباہ ہو گئے۔

﴿درۃ الناصحین﴾

گردن میں سانپ

ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ! کے زمانے میں وفات پائی تو سب لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھنے لگے تو یکایک معلوم ہوا کہ کفن ہل رہا ہے۔ لوگوں نے جب غور کیا تو دیکھا کہ ایک سانپ اس کی گردن میں طوق بن کر لپٹا ہوا ہے اور گوشت کھا رہا ہے اور اس کا خون پی رہا ہے۔ لوگوں نے اسے مارنا چاہا تو سانپ نے کہا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

مجھے کیوں مارتے ہو؟ میرا کوئی گناہ اور کوئی خطا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے قیامت تک عذاب دیتا رہوں تو لوگوں نے پوچھا اس کی خطا کیا ہے؟ سانپ نے کہا: اس کی تین خطائیں ہیں: (۱) جب اذان سنتا تھا تو جماعت میں حاضر نہیں ہوتا تھا، (۲) مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا، (۳) علماء کی بات نہیں سنتا تھا، اس لیے اس کی یہ سزا ہے۔

Marfat.com

حضرت دحیہ کلبی کا اسلام قبول کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دحیہ کلبی عرب کا ایک کافر بادشاہ تھا اور حضور نبی کریم ﷺ چاہتے تھے کہ وہ اسلام قبول کر لے کیونکہ اس کے ساتھ اس کے خاندان کے سو آدمی تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے اور اس کے اسلام قبول کرنے کیلئے دعا کیا کرتے تھے جب دحیہ کلبی نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فجر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی طرف وحی کی کہ اے محمد ﷺ! میں نے دحیہ کلبی کے دل میں اسلام کو ڈال دیا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ آپ کے پاس آنے والا ہے جب تھوڑی دیر کے بعد دحیہ کلبی مسجد میں داخل ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر کو اتار کر اس کے بیٹھنے کیلئے زمین پر بچھا دیا اور دحیہ کلبی کو بیٹھنے کیلئے کہا جب دحیہ کلبی نے حضور نبی کریم ﷺ کے اس احترام کو دیکھا تو اس نے رونا شروع کر دیا اور اس چادر مبارک کو زمین سے اٹھا کر چوم لیا اور اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور پوچھنے لگا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! اسلام قبول کرنے کیلئے کیا شرائط ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پڑھو:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پھر وہ رونے لگا حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے رو رہا ہے یا کسی اور وجہ سے تو وہ کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں اور اپنے رب سے پوچھئے کہ ان گناہوں کا کیا کفارہ ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے خیرات اور صدقہ دینے کا حکم کرے تو میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کیلئے خیرات کر دوں گا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کون سے گناہ ہیں؟ تو وہ کہنے لگا کہ میں ایک عرب کا بادشاہ تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ میری بیٹیاں ہوں اور ان کے خاوند ہوں، اس لیے میں نے ستر

Marfat.com

(۷۰) بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ یہ سن کر حیران ہوئے، اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ دحیہ کلبی سے کہہ دیجئے کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جس وقت تو نے کلمہ پڑھا تھا تو میں نے تیرے ساٹھ برس کے گناہوں کو بخش ڈالا تھا تو پھر میں تمہارے یہ گناہ کس طرح نہ بخشوں گا۔ یہ ماجرا سن کر صحابہ کرام اور آپ ﷺ رونے لگے اور آپ ﷺ نے عرض کیا کہ اے میرے اللہ! تو نے دحیہ کلبی کے ان بڑے گناہوں کو کلمہ شہادت کی وجہ سے بخش دیا اور تو کیسے ان مومنوں کو نہیں بخشے گا جنہوں نے ساری زندگی تیری وحدانیت کی گواہی دی ہو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنیوالے ستاروں کا نام

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور اسنے کہا:

"اے محمد (ﷺ)! ان ستاروں کے بارے میں بتائیے جن کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا؟ نیز ان ستاروں کے نام بھی بتائیے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا اور وہ یہودی چلا گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ کو یہودی کے سوال کے بارے میں تعلیم کیا، پس آپ نے یہودی کو بلایا، جب وہ حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا:

"اگر میں تیرے سوال کا جواب درست طور پر دے دوں تو کیا تو دعوت اسلام کو قبول کرلے گا؟" اس نے اقرار کیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان ستاروں کے نام بتائیے۔

Marfat.com

''حرثان، طارق، ذیال، کتفان، دالفرغ، وثاب، عمودان، قابس، ضروح، مصبح، نیلق، ضیاء اور لور۔'' حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق پر ان ستاروں کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔ یہودی ماہر دینیات نے کہا: بے شک ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

﴿سعید بن منصور، ابن جریر، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت تمیم داریؓ نے دجال کو دیکھا

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا وہ دریا میں سفر کر رہے تھے۔ ان کی کشتی بھٹک گئی اور اس نے ایک جزیرے میں لا ڈالا تو وہ کشتی سے باہر اتر کے پانی کی تلاش میں چل دیئے۔ انہیں ایک آدمی ملا جو اپنے پاؤں کو سمیٹ کر چل رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟

اس نے کہا کہ میں جاسوس ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس جزیرے کی بابت کچھ بتا۔ اس نے کہا کہ میں کچھ نہ بتاؤں گا۔ تم خود پھر کر معلوم کر لو تو وہ اس جزیرے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک شخص کو قید میں دیکھا۔

اس نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں۔ اس نے پوچھا اس نبی کا کیا حال ہے جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم سب لوگ ان پر ایمان لا کر ان کی تصدیق کر کے ان کا اتباع کر رہے ہیں۔

اس نے کہا کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ اس نے پوچھا مجھے چشمہ زعر کی بابت بتاؤ؟ کہ اس کا کیا ہوا؟ ہم نے اس کی بابت بتایا تو وہ یہ سن کر اتنا اچھلا کہ قریب تھا دیوار سے باہر نکل جائے۔ پھر اس نے پوچھا نخل بیسان کا کیا ہوا کیا وہ پھل دیتا ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہاں وہ پھل دیتا ہے تو وہ پھر پہلے کی مانند اچھلا۔

Marfat.com

اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے تو میں تمام روئے زمین کا چکر لگاؤں بجز طیبہ (یعنی مکہ اور مدینہ) کے۔

روای حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ سارا واقعہ لوگوں کو بتا دو اور فرمایا: یہ شہر طیبہ ہے اور وہ دجال تھا۔

﴿مسلم﴾

تابعدار غلام

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک غلام خریدا جب اس سے نام دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ آپ چاہے جس نام سے پکاریں۔ پھر میں نے جب یہ سوال کیا کہ تم کھاتے کیا ہو تو اس نے کہا جو آپ کھلا دیں۔

میں نے پھر پوچھا کہ تمہاری خواہش کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ جو آپ کی خواہش ہو، غلام کو ان چیزوں سے بحث نہیں ہوا کرتی۔ یہ سن کر میں نے سوچا کہ کاش میں بھی اللہ تعالیٰ کا یونہی اطاعت گزار ہوتا تو کتنا بہتر تھا۔

جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کس کی بندگی کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ لرزہ براندام ہو کر زمین پر گر پڑے اور بہت دیر تک لوٹتے رہے۔

پھر بیٹھ کر یہ آیت تلاوت کی:

ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمن عبدا

آسمان اور زمین پر رہنے والے سب کے سب خدا کے سامنے بندے ہو کر آنے والے ہیں اور جب لوگوں نے یہ سوال کیا کہ زمین میں گرنے سے قبل آپ نے یہ آیت کیوں تلاوت نہیں کی، فرمایا کہ اگر میں خود کو اللہ کا بندہ کہوں تو وہ حق بندگی طلب کرے گا اور بندہ ہونے سے منکر بھی نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

چشمہ اور پیالہ نمودار

حضرت ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ صحرا میں حضرت ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ تھا تو آپ کے ایک مرید نے پیاس کی شکایت کی چنانچہ جیسے ہی آپ نے زمین پر پاؤں مارا تو ایک چشمہ نمودار ہو گیا۔ پھر دوسرے مرید نے عرض کیا کہ میں تو آبخورے میں پانی پینے کا خواہش مند ہوں اور آپ نے اس کی فرمائش پر جب زمین پر ہاتھ مارا تو بہت خوبصورت سفید رنگ کا پیالہ نکل آیا اور بیت اللہ تک وہ پیالہ ہمارے ساتھ رہا۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

ملک الموت کی شکل وصورت

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے چار منہ ہیں: (۱) ایک سر پر دوسرا آگے کی طرف، تیسرا پیٹھ کی طرف اور چوتھا دونوں پاؤں کے نیچے ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کی روحیں سر کے منہ سے قبض کرتے ہیں اور مومنوں کی روحوں کو آگے والے منہ سے اور کافروں کی ارواح پیٹھ کے منہ سے قبض کرتے ہیں اسی طرح جنوں کی روحوں کو پاؤں کے منہ سے قبض کرتے ہیں۔ ایک قدم ان کا پل صراط اور دوسرا قدم ان کا جنت کے تخت پر ہوتا ہے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا جسم اتنا بڑا ہے اگر تمام دریاؤں اور نہروں کا پانی ان کے جسم پر ڈالا جائے تو ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرے گا۔

Marfat.com

ہارون رشید حضرت فضل بن عیاضؒ کی خدمت میں

ایک رات ہارون الرشید نے فضل برمکی کو حکم دیا کہ مجھے کسی درویش سے ملوا دو، چنانچہ وہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گیا اور دروازے پر دستک دینے کے بعد جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کون ہے تو فضل نے جواب دیا کہ امیر المومنین ہارون الرشید تشریف لائے ہیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کاش مجھے پہلے سے علم ہوتا تو میں خود استقبال کے لئے حاضر ہوتا۔ یہ جواب سن کر ہارون نے فضل سے کہا کہ میں جیسے درویش کا متلاشی تھا ان میں وہ اوصاف نہیں ہیں اور تم مجھے یہاں لے کر کیوں آئے؟ فضل نے عرض کیا کہ آپ جس قسم کے بزرگ کی جستجو میں ہیں وہ اوصاف صرف حضرتؒ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہیں۔ یہ کہہ کر ہارون کو حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں لے گیا۔ اس وقت آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے کہ

ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلھم کالذین امنو.

ترجمہ: کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے برے کام کئے ہم ان کو نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے۔ یہ سن کر ہارون نے کہا کہ اس سے بڑی نصیحت اور کیا ہو سکتی ہے پھر جب دروازے پر دستک دینے کے جواب میں حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کون ہے تو فضل برمکی نے کہا کہ امیر المومنین تشریف لائے ہیں۔ آپ نے اندر ہی سے فرمایا کہ ان کا میرے پاس کیا کام اور مجھے ان سے کیا واسطہ میری مشغولیت میں آپ لوگ حارج نہ ہوں۔ لیکن فضل نے کہا کہ اولامر کی اطاعت فرض ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اذیت نہ دو، پھر فضل نے کہا کہ آپ اندر داخلے کی اجازت نہیں دیتے تو ہم بلا اجازت داخل ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو اجازت نہیں دیتا ویسے بلا

Marfat.com

اجازت داخلے میں تم مختار ہو اور جب دونوں اندر داخل ہوئے تو آپ نے شمع بجھا دی تاکہ ہارون کی شکل نظر نہ آئے۔ لیکن اتفاق سے تاریکی میں ہارون کا ہاتھ آپ کے دست مبارک پر پڑ گیا تو آپ نے فرمایا کہ کتنا نرم ہاتھ ہے کاش جہنم سے نجات حاصل کر سکے۔ یہ فرما کر نماز میں مشغول ہو گئے اور فراغت نماز کے بعد جب ہارون نے عرض کیا کہ آپ کچھ ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے والد حضور نبی کریم ﷺ کے چچا تھے اور جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے استدعا کی کہ مجھے کسی ملک کا حکمران بنا دیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے نفس کا حکمران بناتا ہوں کیونکہ دنیاوی حکومت تو روز محشر وجہ ندامت بن جائے گی۔ یہ سن کر ہارون نے عرض کیا کہ کچھ اور ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب عمر بن عبدالعزیز کو سلطنت حاصل ہوئی تو انہوں نے کچھ ذی عقل لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میرے اوپر ایک ایسا بار گراں ڈال دیا گیا ہے جس سے چھٹکارے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ ان میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ آپ ہر سن رسیدہ مومن کو باپ کی جگہ تصور کریں اور ہر جوان کو بمنزلہ بھائی کے اور بیٹے کے تصور کریں اور عورتوں کو ماں، بیٹی اور بہن سمجھیں اور انہی رشتوں کے مطابق ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ ہارون الرشید نے پھر عرض کیا کہ کچھ اور نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ پوری مملکت اسلامیہ کے باشندوں کو اپنی اولاد تصور کرو، بزرگوں پر مہربانی کرو، چھوٹوں سے بھائیوں اور اولادوں کی طرح پیش آؤ۔ پھر فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہاری حسین وجمیل صورت نار جہنم کا ایندھن نہ بن جائے۔ کیونکہ محشر میں بہت سی حسین صورتوں کا نار جہنم میں جا کر حلیہ ہی تبدیل ہو جائے گا۔ اور بہت سے امیر اسیر ہو جائیں گے۔ اللہ سے خائف رہتے ہوئے محشر میں جواب دہی کے لئے ہمیشہ چوکس رہو کیونکہ وہاں تم سے ایک ایک مسلمان کی باز پرس ہوگی۔ اور اگر تمہاری قلمرو میں ایک غریب عورت بھی بھوکی سو گئی تو محشر میں تمہارا گریبان پکڑے گی۔ ہارون پر یہ نصیحت آمیز گفتگو سنتے سنتے غشی طاری ہو گئی اور فضل برمکی نے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ جناب بس کیجئے آپ نے تو

Marfat.com

امیر المومنین کو نیم مردہ ہی کر دیا۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ہامان خاموش ہو جا میں نے نہیں بلکہ تو نے اور تیری جماعت نے ہارون کو زندہ درگور کر دیا ہے۔ یہ سن کر ہارون پر مزید رقت طاری ہو گئی اور فضل برمکی سے کہا کہ مجھے فرعون تصور کرنے کی نسبت سے تجھے ہامان کا خطاب دیا ہے۔ پھر ہارون نے پوچھا کہ آپ کسی کے مقروض تو نہیں ہیں۔ فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کا قرض دار ہوں اور اس کی ادائیگی صرف اطاعت ہی سے ہو سکتی ہے لیکن اس کی ادائیگی بھی میرے بس سے باہر ہے کیونکہ محشر میں میرے پاس کسی سوال کا جواب نہ ہوگا۔ پھر ہارون نے عرض کیا کہ میرا مقصد دنیاوی قرض سے تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں ہی اتنی ہیں کہ مجھے قرض لینے کی ضرورت نہیں۔ اس کے باوجود ہارون نے بطور نذرانہ ایک ہزار دینار کی تھیلی پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ رقم مجھے اپنی والدہ کے ورثہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے قطعاً یہ حلال ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ صد افسوس ہے کہ میری تمام پند و نصائح بے سود ہو کر رہ گئیں کیونکہ تم نے ذرا سا بھی اثر قبول نہیں کیا۔ میں تو تمہیں دعوت نجات دے رہا ہوں اور تم مجھے قعر ہلاکت میں جھونک دینا چاہتے ہو کیونکہ جو مال مستحقین کو ملنا چاہئے وہ تم غیر مستحقین میں تقسیم کرنے کے خواہاں ہو۔ اس کے بعد ہارون نے رخصت ہوتے وقت فضل برمکی سے کہا کہ یہ واقعی صاحب فضل بزرگوں میں سے ہیں۔

سام بن نوح کا زندہ ہونا اور موت کی سختی کا بیان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ایسے مردوں کو زندہ کرتے ہیں جن کو مرے ہوئے چند سال گزرے ہوتے ہیں۔ ممکن ہے انہوں نے وفات بھی نہ پائی ہو، اب ایسے مردوں کو زندہ کریں

Marfat.com

جن کا انتقال پہلے زمانے میں ہوا ہو، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے کہا تم جس مردے کو متعین کر لو میں اس کو زندہ کر دوں گا تو لوگوں نے کہا آپ ہمارے لیے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کو زندہ فرمائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی قبر پر گئے۔ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ نے سام کو زندگی عطا کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات دیکھی کہ اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا آپ اپنے زمانے میں بوڑھے نہیں تھے لیکن اب آپ کے سر اور داڑھی کے بال سفید کیوں ہو گئے ہیں تو انہوں نے جواب دیا جب میں نے آپ کی آواز سنی تو میں سمجھا قیامت برپا ہو گئی ہے اور قیامت کے خوف کی وجہ سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے ہیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تجھے فوت ہوئے کتنا عرصہ گزرا ہے۔ اس نے کہا چار ہزار سال ہوئے ہیں اور اب تک موت کی سختی اور تلخی ختم نہیں ہوئی۔

﴿درۃ الناصحین﴾

قبر کو دیکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رونا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ جب کسی قبر پر گزرتے تھے تو قبر پر کھڑے ہو کر اس قدر روتے تھے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی تو کسی شخص نے پوچھا آپ دوزخ اور قیامت کے ذکر سے اتنا نہیں روتے۔ اے امیر المومنین! جتنا آپ قبر کی یاد سے روتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اور دنیا کی منزلوں سے آخری منزل ہے تو جس شخص نے قبر سے نجات پالی تو اس کیلئے آگے آسانی ہے اور جس نے قبر سے نجات نہ پائی تو اس کیلئے آگے بھی بڑی مشکل ہے پھر حضرت

Marfat.com

عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ میرے ساتھ ہوں گے مگر قبر میں میرا کوئی ساتھی نہیں ہوگا اس لیے میں روتا ہوں۔

کوہ لبنان میں حضرت مریم علیہا السلام کا وصال

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ حضرت ادریس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ حضرت مریم علیہا السلام سے کہا کہ دنیا فنا ہونے والی اور زوال پذیر ہونے والی ہے اور آخرت کا مقام بقا اور سکون والا ہے۔ اے میری ماں! ہم علیحدگی اختیار کر لیں تو دونوں ماں بیٹا لبنان کے پہاڑ کی طرف چلے گئے اور لبنان کے پہاڑ میں اللہ کی عبادت کرنے لگ گئے۔ دن کو روزہ اور رات کو نماز پڑھا کرتے تھے۔ درختوں کے پتے کھا کر اور بارش کا پانی پی کر گزارہ کرتے تھے کافی عرصہ وہاں رہے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتر کر میدان میں افطاری کیلئے گھاس کی تلاش میں گئے تا کہ اس سے روزہ افطار کریں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیچے اترے اسی وقت ملک الموت حضرت مریم علیہا السلام کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے! "السلام علیک یا مریم الصائمۃ القائمۃ" اے روزے رکھنے والی، اللہ کی بندگی کرنے والی مریم! تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، حضرت مریم علیہا السلام نے پوچھا تو کون ہے؟ تیری آواز سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں، تیرے خوف سے میرے ہوش وحواس گم ہو چکے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی تعظیم کرنے والا نہیں اور میں روحوں کو قبض کرتا ہوں۔ حضرت مریم علیہا السلام نے کہا تو یہاں ملاقات کیلئے آیا ہے یا جان لینے کیلئے۔ ملک الموت نے کہا تو موت کیلئے تیار ہو جا اور سامان اپنے ہاتھ میں لے لے تو حضرت مریم علیہا السلام نے اس سے کہا کیا تو مجھے اتنی اجازت نہیں دیتا تا کہ مجھ سے پیار کرنے والا میری آنکھوں

Marfat.com

کی ٹھنڈک اور میرا لخت جگر اور میرے دل کے باغ کا پھول آجائے تو موت کا فرشتہ کہنے لگا کہ مجھے ایسا حکم نہیں ملا کیونکہ میں ایک فرمانبردار بندہ ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اللہ کے حکم کے بغیر ایک مچھر کی جان بھی قبض نہیں کر سکتا اور اللہ نے مجھے آپ روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے اور میں اللہ کے حکم کو پورا کرنے کیلئے یہاں آیا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے واپس آنے سے دیر لگا دی یہاں تک کہ عشاء کا وقت آ گیا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھاس ترکاری لے کر پہاڑ پر آئے اور اپنی والدہ محترمہ کو دیکھا کہ وہ خواب میں سوئی ہوئی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھے کہ وہ فرض نماز پڑھ چکی ہیں۔ گھاس ترکاری کو دیکھ کر محراب کے سامنے زیادہ رات گئے تک کھڑے رہے اور اپنی ماں کی طرف دیکھا اور نہایت عاجزی اور دردناک آواز سے پکارا: السلام علیکم! تجھ پر خدا کی رحمت ہو، میری ماں رات زیادہ گزر چکی ہے اور روزہ دار سب افطار کر چکے ہیں اور نیک لوگ اللہ کی عبادت اور بندگی میں مشغول ہیں۔ آپ بھی نماز کیلئے اٹھیے کیا وجہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کیلئے آج نہیں اٹھے گی اور نماز نہیں پڑھے گی۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دل میں سوچا کہ کبھی کبھی نیند میٹھی اور اچھی معلوم ہوتی ہے۔ شاید آپ غلبہ نیند کی وجہ سے نہیں اٹھ رہیں۔ محراب کے سامنے آ کر کھڑے رہے اور آپ نے کچھ نہ کھایا اور نہ ہی پیا، یہاں تک کہ رات کے دو حصے گزر گئے۔ آپ کا مطلب یہ تھا آپ والدہ ماجدہ کے ساتھ مل کر ایک جگہ روزہ افطار کریں پھر کھڑے رہے اور آواز غمگین اور دل اندوہگین سے پکارا السلام علیک پھر لوٹ آئے اور محراب کے سامنے آ کر کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اس کے بعد آپ نے اپنا منہ اپنی والدہ کے چہرے پر رکھ کر روئے اور پکارنے لگے: السلام علیک! یا اماں، رات گزر چکی ہے اور صبح ہوگئی ہے اور نماز کا وقت گزر گیا ہے۔ آسمان کے ملائکہ اور جن ان کا رونا سن کر رو پڑے اور پہاڑ کانپ گیا۔ پس اللہ نے وحی بھیجی ملائیکہ کی طرف کہ تم کیوں روتے ہو، ملائیکہ نے عرض کی: اے پروردگار عالم تو علام الغیوب ہے اور خوب جانتا ہے پھر خدا نے وحی بھیجی کہ ہاں میں خوب جانتا ہوں میں ارحم الرحمین ہوں۔ اور ایک دم پکارنے

Marfat.com

والے نے پکارا: اے عیسیٰ! آپ اپنا سر مبارک اٹھائیں۔ آپ کی والدہ اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ ثواب عظیم اور اجر عظیم عطا فرمائے گا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا سر مبارک اٹھالیا اور گریہ وزاری کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ اب کون ہوگا۔ میری وحشت کا رفع کرنے والا، اور راحت کے وقت سکون دینے والا اور کون میری غربت کا غمگسار ہوگا اور میری کون مدد کرے گا۔ اللہ نے عبادت کے وقت وحی بھیجی کوہ لبنان کی طرف اور روح اللہ کو نصیحت والی باتیں کہیں اور کوہ لبنان نے کہا یا روح اللہ آپ کیوں اس قدر بے قرار ہوتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک اور دوسرا انیس چاہتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہ لبنان سے جب یہ بات سنی تو پہاڑ سے اتر کر ایک گاؤں میں بنی اسرائیل کی طرف گئے اور پکارا: السلام علیکم یا بنی اسرائیل اور انہوں نے کہا کہ اے خدا کے بندے تو کون ہے؟ تیرے حسن و مال سے ہمارے سب مکانات روشن اور منور ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں روح اللہ ہوں، میری ماں سفر میں مر گئی ہے۔ آپ لوگوں سے اتنی التجا ہے کہ آپ مجھ کو میری والدہ مرحومہ کے غسل اور کفن اور دفن میں میری مدد کیجئے تو انہوں نے کہا کہ اے روح اللہ! اس پہاڑ میں تو سانپ اور بچھو بھر ہوئے ہیں۔ ہمارے باپ دادا میں سے عرصہ تین سو برس سے کوئی بھی اس پہاڑ پر گیا ہی نہیں۔ ہم کیسے جا سکتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بات سن کر پہاڑ کی طرف لوٹ آئے اور وہاں دو خوبصورت جوانوں کو دیکھ کر سلام کیا اور انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے بھی اپنا ماجرا بیان کیا کہ میری ماں سفر کو آئی تھی اور اس پہاڑ پر انتقال کر گئیں ہیں۔ آپ دونوں صاحب اس کے کفن و دفن میں میرے شریک ہو جائیں، ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ تو غم مت کر یہ نوجوان میکائیل علیہ السلام تھا اور دوسرا اسرافیل علیہ السلام تھا اور یہ خوشبودار کفن تیرے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور تمہاری والدہ کو غسل اور کفن دینے کیلئے آسمان سے خوبصورت حوریں اتر رہی ہیں اور جبرئیل امین علیہ السلام نے ان کی والدہ کی قبر کھودی اور حسب دستور نماز جنازہ پڑھ کر میت کو اس قبر میں دفن کیا۔ اس کے بعد

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ رب العالمین

تو میرا حال جانتا ہے اور میری بات کو سنتا ہے میرا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ میری والدہ نے جس وقت انتقال کیا تھا اس وقت میں حاضر نہیں تھا۔ اب تو حکم فرما کہ وہ مجھ سے باتیں کرے پھر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو تیرے ساتھ باتیں کرنے کا حکم دے دیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی قبر کے پاس آ کر دردناک آواز سے پکارا: السلام علیک یا (اماں) یعنی تجھ پر سلام ہو اور انہوں نے قبر سے جواب دیا کہ اے میرے محبوب میری آنکھ کی ٹھنڈک کیا کہتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اماں! تو نے اپنی جگہ کیسی پائی اور اپنے رب کو کیسا پایا ہے اور فرمایا میرا لوٹنا اچھا لوٹنا ہے اور میری جگہ بہت اچھی ہے اور اپنے اللہ تعالیٰ کو نہایت مہربان اور راضی پایا ہے اور اللہ کی ناراضگی نہیں دیکھی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اماں! آپ نے موت کو کیسا پایا ہے؟

حضرت مریم علیہا السلام نے کہا: قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے تجھ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔

قالت و الذی بعثک باالحق نبیاً ماذھبت مدارۃ الموت من حلقی وھیبۃ ملک الموت بین عینی فعلیک السلام یا حبیبی الی یوم القیامۃ

ترجمہ: ''کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کا نبی بنا کر بھیجا میرے حلق سے ابھی تک موت کی سختی نہیں کی گئی اور ملک الموت کی ہیبت ابھی تک میری نظروں کے سامنے ہے۔ اے میرے حبیب! تجھ پر قیامت کے دن تک سلام ہو۔''

Marfat.com

شیر کا نگرانی کرنا

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کچھ بزرگوں کے ہمراہ ایک قلعہ کے نزدیک ایک پڑاؤ ڈال کر آگ روشن کرنے لگے تو کسی نے کہا کہ اس جگہ آگ اور پانی دونوں کا انتظام ہے لہٰذا اگر کہیں سے جائز قسم کا گوشت مل جائے تو بھون کر کھائیں۔ آپ یہ فرما کر کہ اللہ کو سب قدرت ہے مشغولِ نماز ہو گئے۔ اسی وقت کہیں سے شیر کے دھاڑنے کی آواز آئی اور تمام بزرگوں نے کہنا شروع کیا کہ شیر ایک گورخر کو ہماری جانب گھیر کر لا رہا ہے چنانچہ سب نے گورخر پکڑ کر ذبح کیا اور جب تک سارے لوگ کھانا کھاتے رہے وہ شیر نگرانی کرتا رہا۔

قیامت کی علامات

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہماری گفتگو کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ہماری گفتگو کے بارے میں ہم سے پوچھا تو ہم نے جواب دیا کہ ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: جب تک دس علامتیں ظاہر نہ ہو جائیں قیامت نہیں آئے گی: (۱) دھواں، (۲) دجال، (۳) دابۃ الارض، (۴) سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا، (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا، (۶) یاجوج و ماجوج کا نکلنا، (تین جگہوں سے زمین کا دھنس جانا)، (۷) ایک مشرق میں، (۸) ایک مغرب میں، (۹) اور تیسرا عرب کے جزیرے میں، (۱۰) اور آخر میں یمن کے ملک سے آگ نکلے گی جو تمام کو میدان قیامت کی طرف لے جائے گی۔

Marfat.com

ایک گونگا بچہ نبی کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے گویا ہوا

حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو جمرۃ العقبہ کے پاس کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے اور لوگ بھی کنکریاں مار رہے تھے، جب واپس تشریف لائے تو ایک عورت آئی، اسکے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، جسے آسیب تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے پر بلا ہے۔ یہ بات نہیں کرتا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے پانی لانے کا حکم فرمایا تو وہ عورت پتھر کے برتن میں پانی لائی، حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک میں لے کر اس میں سے پانی دہن اقدس میں لے کر اس میں کلی کر دی پھر اسے دیکھ کر فرمایا: ''اس پانی کو پلاؤ اور اس سے اس کا منہ دھلاؤ۔''

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے گئی اور میں نے کہا کہ اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دو۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لو، تو میں نے اس میں سے ایک چلو پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا۔ ماشاء اللہ وہ زندہ رہا اور اس کی زندگی نبی کریم ﷺ کے کرم و احسان سے ہوئی۔ حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے ملاقات کر کے بچے کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ وہ لڑکا ایسا تندرست ہے کہ کوئی بچہ اس جیسا اچھا نہیں ہے۔

❁ (ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ تندرست ہو گیا اور ایسا عقل مند ہوا کہ لوگوں میں کوئی اس جیسا عقل مند نہ تھا۔)

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایک بچے کی گواہی

حضرت معیقیب یمانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھا۔ میں مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں گیا تو میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ وہاں تشریف فرما ہیں۔ وہاں میں نے آپ کی عجیب بات دیکھی کہ آپ کے پاس یمامہ کا ایک شخص ایک بچہ لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس بچہ سے پوچھا: اے بچے! میں کون ہوں؟

بچہ نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا کہ اللہ تعالیٰ تیری عمر میں برکت دے۔ اس کے بعد اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی۔ اس بنا پر ہم نے اس کا نام ''مبارک الیمامہ'' رکھ دیا۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

قیامت کی نشانیاں

(۱) دجال ایک بہت بڑی بلا ہے جس کی کوئی مثل نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ایسے کام دکھائے گا جس عقل کا ماننا محال ہے۔ وہ خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ ایک آنکھ سے کانا ہوگا، اس کی پیشانی پر یہ حروف لکھیں ہوں گے: ''ک ف ر''۔

یملا الہ خان بین المشرق والمغرب و یبقیٰ مقداز اربعین یوماً یکون المؤمن ممسوس الذکامی والکافر کاالسکران

Marfat.com

یخرج من انو منهم و اذا نهم و ادبارهم

(۲) مشرق سے مغرب تک دھواں پھیل جائے گا، یہ دھواں چالیس دن تک رہے گا اور مومنین زکام والوں کی مثل معلوم ہوں گے اور کافر مست و بے ہوش کی طرح ہوں گے، دھواں کافروں کے ناک اور کان سے نکلے گا۔

(۳) دابۃ الارض مکہ معظمہ میں مقام صفا کے قریب سے ظاہر ہوگا اور فصیح زبان سے گفتگو کرے گا اور زمین پر نہایت عدل و انصاف کرے گا اور اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی جس وقت وہ عصا مومنوں کی پیشانی پر لگائے گا تو لکھا ہوا نظر آئے گا یہ مومن ہے اور جب انگوٹھی کافروں کی پیشانی پر لگائے گا تو لکھا ہوا نظر آئے گا یہ کافر ہے۔

(۴) ایک روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام کے منارۂ بیضاء پر اتریں گے۔ دجال آپ کے ہاتھ سے قتل ہوگا اگر آپ (علیہ السلام) اس کو قتل نہ بھی کریں تو وہ نمک کی طرح پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عمل فرمائیں گے۔

(۵) ایک روایت میں آتا ہے کہ یاجوج و ماجوج دو قسم کے ہیں۔ ایک چھوٹے دوسرے بڑے اور یہ دونوں قسمیں موجود ہیں۔ سکندر ذوالقرنین نے جو دیوار اژدہات کی بنوائی تھی جس کو سدِ سکندری کہتے ہیں۔ یاجوج ماجوج اس دیوار کے پیچھے بند ہیں۔ باہر نہیں نکل سکتے جب خندق خروج کا وقت قریب آئے گا دونوں کی اولاد بے حد اور بے شمار نکلے گی اور سب دریاؤں اور ندیوں کا پانی پہاڑوں اور میدانوں کے درخت کھا پی جائیں گے۔ یہاں تک کہ دریائے طبریہ میں ایک قطرہ پانی کا نہ چھوڑے گے۔

Marfat.com

مسلمان کی امداد کرنا حج کے برابر ہے (حکایت)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حج بیت اللہ کے بعد بیت اللہ میں سو گئے اور خواب دیکھا کہ دو فرشتے باہم باتیں کر رہے ہیں اور ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ اس سال کتنے لوگ حج میں شریک ہوئے اور کتنے افراد کا حج قبول ہوا دوسرے نے جواب دیا کہ چھ لاکھ لوگوں نے حج کیا لیکن ایک فرد کا بھی حج قبول نہیں ہوا۔ مگر دمشق کا ایک موچی جو حج میں تو شریک نہیں ہوا لیکن خدا نے اس کا حج قبول فرما کر اس کے طفیل میں سب کا حج قبول کر لیا۔ یہ خواب دیکھ کر بیداری کے بعد موچی سے ملاقات کرنے دمشق پہنچے اور ملاقات کے بعد جب اس کا نام نسب دریافت کر کے حج کا واقعہ دریافت کیا تو اس نے اپنا نام اور پیشہ بیان کرنے کے بعد جب آپ کا نام پوچھا تو آپ نے بتا دیا کہ میں عبداللہ بن مبارک ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا اور ہوش میں آنے کے بعد اس طرح اپنا واقعہ بیان کیا کہ بہت عرصہ سے میرے قلب میں حج کی تمنا تھی اور میں نے اس نیت سے تین سو درہم بھی جمع کر لئے تھے لیکن ایک دن میرے پڑوسی کے ہاں سے کھانا پکنے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے کہا کہ اس سے تم بھی مانگ لاؤ تاکہ ہم بھی کھا لیں چنانچہ میں نے اس سے جا کر کہا کہ آج آپ نے جو کچھ پکایا ہے ہمیں بھی عنایت کریں لیکن اس نے کہا کہ وہ کھانا آپ کے کھانے کا نہیں ہے کیونکہ سات یوم سے میں اور میرے اہل وعیال فاقہ کشی میں مبتلا تھے تو میں نے مردہ گدھے کا گوشت پکا لیا ہے یہ سن کر میں خوف خداوندی سے لرز گیا اور اپنی تمام جمع شدہ رقم اس کے حوالے کر کے یہ تصور کر لیا کہ ایک مسلمان کی امداد میرے حج کے برابر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ فرشتوں نے خواب میں واقعی سچی بات کہی تھی اور خدا تعالیٰ حقیقتاً قضا وقدر کا مالک ہے۔

Marfat.com

فتح شام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عاجزی

قیس بن حازم سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام کی فتح ہو جانے کے بعد ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کا غلام بھی تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اور اس کے درمیان سواری کی باری مقرر فرمائی، اس طرح کہ ایک مرتبہ سوار ہوتے تھے اور آپ کا غلام اونٹنی کی مہار پکڑتا تھا اور تین میل تک چلتا تھا پھر آپ اتر جاتے اور غلام سوار ہو جاتا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار پکڑ لیتے تھے اور تین میل تک ہی کام سرانجام دیتے تھے سارا سفر اسی طرح جاری رہا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار پکڑ لی اچانک راستے میں پانی آ گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مہار اپنے ہاتھ میں پکڑ لی اور اپنے جوتے اپنی بغل میں لے لیے اور پانی میں سفر طے کرنا شروع کر دیا اتنے میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جو شام کے امیر تھے اور عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں شامل تھے آ پہنچے اور کہنے لگے اے امیر المومنین! شام کے رئیس اور امیر آپ کے استقبال اور ملاقات کیلئے آ رہے ہیں اور مناسب نہیں ہے کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی وجہ سے بزرگی عطا فرمائی ہے لوگوں کی باتوں کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔

ایک پیالہ دودھ سے تمام اصحاب صفہ شکم سیر ہو گئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں بھوک میں روئے زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا

Marfat.com

چونکہ میں بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں سرراہ بیٹھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔

میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا، میں نے ان سے جو پوچھا محض اس لیے کہ وہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ گزر گئے۔ اس کے بعد میرے پاس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا اور میرا ان سے پوچھنا بھی اسی غرض سے تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ بھی چلے گئے اور ایسا نہ کیا، اس کے بعد میرے پاس سے ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے آپ نے مجھے دیکھا اور میری دلی کیفیت جان کر جو میرے چہرہ سے ہویدا تھی اسے پہچان تک تبسم فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: "لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" فرمایا: میرے ساتھ چلو اور آپ تشریف لے چلے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا پھر آپ کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے میں نے داخلہ کی اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور میں داخل ہو گیا، میں نے وہاں ایک پیالہ دودھ کا پایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں میں سے کسی نے عرض کیا: فلاں مرد عورت نے آپ کیلئے ہدیہ بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا: "لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" آپ نے فرمایا: تم اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کا گھر بار تھا اور نہ مال دولت، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی صدقہ آتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس صدقہ کو ان کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب کوئی آپ کے پاس ہدیہ بھیجتا تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس ہدیہ میں اہل صفہ کو بھی شریک فرما لیا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں گراں گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اہل صفہ کیلئے اتنا دودھ کیا کام کرے گا اور میں خواہش

Marfat.com

رکھتا تھا کہ یہ تمام مجھے ہی مل جاتا تاکہ میں اسے پی کر توانائی حاصل کرتا، چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں جب وہ آئیں گے تو آپ مجھے یہ حکم دیں گے کہ یہ پیالہ انہیں دے دوں اور شاید ہی اس دودھ کا کوئی حصہ مجھے مل سکے، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا تو لازماً میں اہل صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا اور وہ سب کے سب آئے اور اپنی اپنی جگہ وہ سب گھر میں بیٹھ گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ'' فرمایا: یہ پیالہ اٹھاؤ اور انہیں دو تو میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا، اس نے پیا، یہاں تک کہ سیر ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے پیتے ہوئے وہ پیالہ حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا اور تمام اصحاب صفہ خوب سیر ہو چکے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے پیالے کو لے کر اپنے دست اقدس پر رکھا اور میری طرف نظر کر کے تبسم فرمایا اور فریایا۔

اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ! اب ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے سچ فرمایا: فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو، تو میں نے پیا پھر فرمایا اور پیو، تو میں نے پیا اور برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو، اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اب دودھ کے گزرنے کی بھی راہ باقی نہیں رہی ہے اور میں نے وہ پیالہ حضور نبی کریم ﷺ کو پیش کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا نام لے کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔

﴿بخاری﴾

Marfat.com

نزول وحی کی کیفیت

حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مناجات جو حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ہوتی، سنا کرتے تھے اور وہ انکو نظر نہ آتے تھے۔

﴿بن ابی داؤد کتاب المصاحف﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو ہم شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چہرے کے قریب سے یہ آواز سنی جاتی۔

﴿ابو نعیم، احمد، ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

فرمایا: میرے پاس کبھی گھنٹی کی سی آواز آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے۔ پھر وہ زائل ہو جاتی ہے اور فرشتہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں، کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سخت سردی کے دن حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ میرے پاس وحی دو طرح پر آتی ہے۔ ایک فرشتے کے ذریعہ دوسرے آواز کے ذریعہ جو مثل گھنٹی کی آواز کے ہوتی ہے مگر یہ صورت مجھ پر گراں گزرتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نزول وحی کے وقت بوجھ محسوس کرتے تھے۔ اسی لیے فرمان خداوندی ہے:

"اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلاً ثَقِیْلاً" ﴿سورۃ المزمل﴾

ترجمہ: "بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اس کا بوجھ محسوس فرماتے اور پیشانی پر پسینہ نمودار ہو جاتا خواہ سردی کا موسم ہو۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو شدید لرزہ لاحق ہو جاتا اور آبدار موتی کی مانند پسینہ آ جاتا، پھر جب یہ کیفیت رفع ہو جاتی تو حضور نبی کریم ﷺ وحی لکھواتے اور میں اس کو تحریر کرتا۔ جب میں وحی کی کتابت سے فارغ ہو جاتا تو قرآن کریم کے بوجھ سے مجھے اپنے پاؤں ٹوٹتے معلوم ہوتے حتیٰ کہ میں خیال کرتا کہ اب میں کبھی چلنے کے قابل نہ رہوں گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے رنگ سے لوگ پہچان لیتے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرۂ انور اور جسم مقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور صحابہ کرام گفتگو سے رک جاتے اور آپ ﷺ خود بھی کسی سے گفتگو نہ فرماتے۔ ﴿ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نزول وحی کے وقت اگر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو بارِ وحی سے اونٹنی گردن ڈال دیتی تھی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

Marfat.com

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی، آپ ﷺ اس پر سوار تھے کہ سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو قریب تھا کہ اونٹنی کے بازو بارِ وحی سے ٹوٹ جائیں۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جب نزول وحی ہوتا تو ہم میں سے کسی میں مجال نہ ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ پر نظر ڈال سکیں۔

﴿مسلم﴾

دریا کے پانی پر چلنا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے تو دریائے دجلہ کے کنارے حضرت حبیب سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دریا کے پار جانا چاہتا ہوں اور کشتی کا منتظر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بغض اور حب دنیا کو قلب سے نکال کر مصائب کو غنیمت تصور کرو اور اللہ پر اعتماد کر کے پانی کے اوپر روانہ ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر خود پانی کے اوپر چلتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہو گئی اور ہوش آنے کے بعد جب لوگوں نے غشی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ حبیب کو علم میں نے سکھایا، لیکن اس وقت وہ مجھ کو نصیحت کر کے خود پانی کے اوپر روانہ ہو گئے اور اسی دہشت، سے مجھ پر غشی طاری ہوگئی کہ جب روز محشر پل صراط پر چلنے کا حکم دیا جائے گا اور اگر میں اس وقت بھی محروم رہ گیا تو کیا کیفیت ہوگی۔ پھر آپ نے دوسری ملاقات میں حضرت حبیب سے پوچھا کہ تمہیں یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا کہ میں قلب کی سیاہی دھوتا ہوں اور آپ کاغذ سیاہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ صد حیف دوسروں نے تو میرے علم سے فائدہ اٹھایا لیکن مجھ کو کچھ نہ مل سکا۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل کو اصل صورت میں دیکھا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا۔ پہلی مرتبہ خود نبی کریم ﷺ کے کہنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود کو دکھایا اور وہ عظیم جسامت سے افق کو گھیرے ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ شب معراج میں آپ ﷺ نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔
﴿احمد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف اتر رہے ہیں، اور ان کی خلقت عظیم نے زمین و آسمان کو گھیر لیا ہے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سندسی (ریشمی) لباس میں ملبوس تھے، جس پر موتی اور یاقوت جڑے تھے۔

حضرت ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو بازو موتیوں کے تھے اور انہوں نے مور کی مانند اپنے بازوؤں کو پھیلایا ہوا تھا۔

حضرت ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو سبز حلے میں دیکھا، اس وقت انہوں نے زمین و آسمان کو گھیر لیا تھا۔

حضرت ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ ان کے دونوں پاؤں سدرہ پر معلق تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شرح عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب آسمان پر صعود فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی تخلیقی صورت میں دیکھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور طبرانی رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ بہت حسین و جمیل شخص تھے۔
﴿ابن سعد، نسائی بحوالہ خصائص کبرٰی﴾

تواضع اور عاجزی

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔ اے موسیٰ! کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کلیم کیوں بنایا ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یا اللہ! تو ہی بہتر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمام بندوں کے دلوں کی طرف دیکھا ہے اور سب سے زیادہ تواضع اور عاجزی تیرے دل میں موجود ہے، اسی وجہ سے میں تجھ سے بغیر کسی واسطہ کے کلام کرتا ہوں۔

چھ چیزوں کی بلندی کے اسباب

روایات میں آتا ہے کہ چھ چیزوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی اور انکساری کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے زمانے کے لوگوں سے بلند کر دیا۔

(۱) پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پہاڑوں کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میں

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ کشتی پر بیٹھنے والے تمام مومن لوگوں کو تمہارے اوپر اتارنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر تمام پہاڑوں نے تکبر کیا مگر جودی پہاڑ نے عاجزی اور انکساری سے یہ کہا کہ میری ایسی عزت اللہ کے نزدیک کہاں ہے کہ اللہ میرے اوپر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو اتار دے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عاجزی کی وجہ سے اس کا مقام تمام پہاڑوں سے اونچا کر دیا اور وہ کشتی اسی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔

✿ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ ہود میں فرماتا ہے:

"واستوت علی الجودی" ترجمہ: "اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی"

جودی پہاڑ موصل شہر کے قریب ایک جزیرے میں واقع ہے۔ تمام پہاڑوں نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! تو نے جودی پہاڑ کو ہم پر فضیلت کیوں دی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم نے تکبر کیا تھا اور اس نے عاجزی کی تھی اور یہ مجھ پر لازم ہے کہ عاجزی کرنے والے کے مقام کو بڑھاؤ اور تکبر کرنے والے کے مقام کو گھٹاؤں۔

(۲) اللہ نے پہاڑوں پر وحی بھیجی کہ تم سے میں کسی بندے کے ذریعے بات کروں۔ پہاڑوں نے تکبر کیا اور اپنی بڑائی دکھائی مگر طور سینا نے عاجزی سے دل میں کہا کہ میں کون سی چیز ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ جیسی حقیر چیز سے اپنے بندے کے ذریعے سے بات کی، اس عاجزی کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے مچھلیوں کی طرف وحی بھیجی کہ میں تمہارے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کو رکھنا چاہتا ہوں۔ ایک مچھلی نے دل میں عاجزی کرتے ہوئے کہا میں کس لائق ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ ناچیز کے پیٹ میں اپنے نبی کو رکھنے کیلئے جگہ دے، اللہ تعالیٰ نے اس کی عاجزی کو پسند کیا اور اس کی عزت کو نوازا۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے تمام پرندوں کی طرف وحی بھیجی کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میں کسی کے پیٹ میں پینے کی چیز رکھوں۔ تمام پرندوں نے تکبر کیا مگر شہد کی مکھی نے انکساری کی اور اپنے دل میں یہ کہا: میں اس قابل کہاں ہو سکتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اندر ایسی عمدہ چیز رکھ دے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ عاجزی پسند آئی اور اس کو شہد

Marfat.com

جیسی نعمت عطا کی۔

(۵) اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے کہا: میں خلیل اللہ ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو کون ہو؟ وہ کہنے لگے: میں کلیم اللہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے: میں روح اللہ ہوں۔ اور حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے عرض کیا: میں یتیم ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس عاجزی کلمے کو پسند فرمایا اور آپ کا درجہ پیغمبروں سے بڑھا دیا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولسوف یعطیک ربک فترضٰی

ترجمہ: تیرا رب تجھے ضرور اتنا عطا کرے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

(۶) جو شخص سجدے اور توحید کے ساتھ اللہ کیلئے عاجزی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت عطا فرماتا ہے اس طرح کہ اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے اور وہ اللہ کے نور نیت پر ہے۔

﴿درۃ الناصحین﴾

جہنم میں جانے کے اسباب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ چھ گروہ ایسے ہیں جو چھ چیزوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے:

"(۱) امراء ظلم سے، (۲) عرابی تعصب سے، (۳) روستائی جہالت کی وجہ سے، (۴) دہقان تکبر کی وجہ سے، (۵) تاجر خیانت کی وجہ سے، (۶) اور علماء حسد کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔"

Marfat.com

اللہ کے ساتھ صلح کا طریقہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک راستے سے گزر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا جس کی کمر بڑھاپے کی وجہ سے ٹیڑھی ہوگئی تھی۔ وہ کمر میں ایک تار باندھے آگ کی پوجا کر رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بوڑھے سے پوچھا تو کتنے عرصے سے آگ کی پوجا کر رہا تھا۔ اس نے کہا: چورانوے (۹۴) برس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھے ایک ایسا راستہ نہ بتا دوں کہ تو آگ کی پوجا سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کروں گا تو وہ مجھے قبول کرے گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیوں نہیں! قبول کرے گا تو اس بوڑھے شخص نے کہا کہ اے موسیٰ! اگر تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ بھاگنے والوں کو بھی اپنے لطف و کرم سے قبول کر لیتا ہے تو مجھ پر ایمان پیش کرو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ایمان پیش کیا اور وہ ایمان لایا اور کہا ”لا الہ الا اللہ موسی رسول اللہ“۔ اور ایمان کی خوشی میں ایسا چلایا کہ وہ بے ہوش ہو کر مر گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے ہلایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مر چکا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی تدفین کے بعد اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا: اے میرے رب! میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے آگاہ کرے کہ تو نے اس بوڑھے شخص کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! آپ کا رب یوں فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ساتھ صلح کرے اس کلمہ کے ساتھ ”لا الہ الا اللہ موسیٰ رسول اللہ“ تو میں اس کو اپنے قریب کر دیتا ہوں اور اس کو جنتی لباس پہناتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر وہاں سے لوٹ آئے اور اپنی قوم کو اس کی خبر دی تو انہوں نے اس کلمے کے الفاظ شمار کیے کہ اس کلمہ کے چوبیس (۲۴) حروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے چار چار برس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

Marfat.com

قبر سے عذاب ختم

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی میری بیٹی انتقال کر گئی ہے اور مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں جس کے ذریعے میں اپنی بیٹی کو خواب میں دیکھ لوں تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے درود پاک پڑھنے کو کہا۔ اس کے بعد اس عورت نے اپنی لڑکی کو خواب میں دیکھ لیا اور اس کے جسم پر قطران کا لباس تھا۔ (یہ سیاہ رنگ کی دوا ہے۔) اس کی گردن میں طوق اور اس کے پاؤں میں ایک زنجیر تھی یہ عذاب دیکھ کر وہ عورت پریشان ہوگئی پھر دوبارہ روتی روتی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلی آئی اور تمام واقعہ سنا دیا۔ یہ واقعہ سن کر حضرت حسن بصری اور ان کے تمام ساتھی رونے لگے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکی کو خواب میں دیکھا حالانکہ وہ جنت کے تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر ایک ایسا تاج ہے جس کی وجہ سے مشرق و مغرب روشن ہے تو اس لڑکی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ تو اس نے لڑکی نے کہا میں اس عورت کی بیٹی ہوں جس کو آپ نے درود پاک پڑھنا سکھایا تھا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اس اونچے مقام کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگی: ہمارے قبرستان میں سے ایک شخص کا گزر ہوا اس نے ایک مرتبہ درود پاک پڑھ کر اس کا ثواب ہم لوگوں کو بخش دیا اور ہمارے قبرستان میں پانچ سو (۵۰۰) مردے تھے جو عذاب میں مبتلا تھے۔ اس شخص کے درود پاک پڑھنے کے بعد یہ آواز آئی ان لوگوں کے عذاب کو درود پاک کی برکت سے ختم کر دو۔

﴿تذکرہ الاولیاء﴾

Marfat.com

بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند حضرت فاطمہؓ

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ چند دنوں تک ٹھہرے رہے اور آپ نے کھانا نہ کھایا۔ یہاں تک کہ آپ پر بھوکا رہنا دشوار ہوگیا۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: اے بیٹی! کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ہے جب آپ ان کے پاس سے تشریف لے آئے تو ایک ہمسایہ عورت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو روٹی اور گوشت کا پارچہ بھیجا تو انہوں نے اسے طباق میں رکھا اور اس کے اوپر کپڑا ڈھک کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے پاس پلٹ کر آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے کچھ بھیج دیا ہے، میں نے اسے آپ کیلئے اٹھا رکھا ہے۔ فرمایا: لاؤ تو وہ اسے لائیں اور طباق سے کپڑا اٹھا دیا تو دیکھا کہ وہ تو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ خوش ہوگئیں اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا، عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے تمہیں ایسا بنایا۔ اے بیٹی! تم ہی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جب انہیں کوئی رزق دیتا تھا اور لوگ ان سے پوچھتے تھے تو وہ جواب دیا کرتی تھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے کسی کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا، پھر آپ ﷺ نے اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کی تمام ازواج مطہرات اور تمام اہل بیت نے مل کر کھایا اور سب خوب سیر ہو گئے اور رقاب میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا اور جتنا کچھ بچا اسے ہمسایوں میں تقسیم کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں کثیر خیر و برکت دی۔

﴿خصائص کبریٰ﴾

نجات کا پروانہ

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے ایک امتی کو دیکھیں گے جسے فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے تو حضرت آدم علیہ السلام پکاریں گے اور اپنے امتی کی اس تکلیف کے بارے میں آگاہ کریں گے تو حضور نبی کریم ﷺ دوڑ کر فرشتوں کے پیچھے جائیں گے اور فرشتوں کو ٹھہرنے کا حکم دیں گے تو فرشتے عرض کریں گے کیا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھا:

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون

اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اسی دوران فرشتے یہ آواز سنیں گے:

اطیعوا محمداً ﷺ حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرو۔ تو حضور نبی کریم ﷺ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ میری امتی کو میزان پر لاؤ۔ دوبارہ اس کے اعمال کو تولا جائے گا اور اس کی نیکیاں کم ہوں گی اور اس کی خطائیں زیادہ ہوں گی تو حضور نبی کریم ﷺ اپنی جیب سے ایک رقعہ نکال کر اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈال دیں گے جس رقعے پر درود پاک لکھا ہوا ہوگا تو درود پاک کے رقعے کی وجہ سے وہ نیکیاں زیادہ ہو جائیں گی اور وہ شخص خوش ہو کر کہے گا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ فرمائیں گے:

Marfat.com

میں محمد (ﷺ) ہوں تو وہ شخص حضور نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک چومے گا اور اس رقعے کے بارے میں پوچھے گا تو سرکار مدینہ ﷺ جواب دیں یہ وہ رقعہ تھا جو تو نے دنیا میں مجھ پر بھیجا تھا اور میں نے اس رقعے کو تیری لیے حفاظت کے طور پر رکھا تھا پھر وہ بندہ عرض کرے گا افسوس ہے میں نے بہت گناہ کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ نافرمانی کی ہے۔

درندہ کے ذریعہ نجات

حضرت ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کسی سے کچھ طلب نہ کرنے کے عہد کے ساتھ توکل علی اللہ کے ساتھ سفر کے لئے چل پڑے لیکن روانگی کے وقت آپ کی ہمشیرہ نے کچھ دینار آپ کی گدڑی کی جیب میں ڈال دیئے مگر آپ نے انہیں بھی نکال کر پھینک دیا۔ پھر چلتے چلتے اچانک ایک کنوئیں میں گر پڑے مگر متوکل علی اللہ ہونے کی وجہ سے ذرّہ برابر بھی چوٹ نہ آئی اور تقاضائے نفس کے باوجود نفس کشی کی نیت سے کنوئیں میں مشغول عبادت رہے۔ پھر کسی مسافر نے اس خیال سے کنوئیں کے اوپر کانٹے بچھا دیئے کہ کوئی گر نہ پڑے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر نفس نے بہت شور وغوغا کیا لیکن آپ خاموش بیٹھے رہے اور کچھ وقفہ کے بعد ایک شیر نے کنوئیں پر سے کانٹے ہٹا کر کنوئیں کی من پر مضبوطی سے پنجے جما کر پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں بلی کا احسان مند بننا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ اسی وقت بذریعہ الہام کہا گیا کہ ہم نے ہی اس شیر کو بھیجا ہے اس کے پیر پکڑ کر اوپر آ جاؤ، اس کے بعد آپ تعمیل حکم میں باہر نکل آئے۔ پھر ندائے غیبی آئی کہ ہم نے بر بنائے توکل تیرے قاتل ہی کے ذریعہ تجھے نجات دلوا دی۔

Marfat.com

درود پاک کی برکت

حضرت فضیل بن عیاض حضرت سفیان ثوری رحمہم اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حج ادا کرنے کیلئے کعبہ شریف گیا اور میں نے ایک شخص کو حرم شریف میں زیادہ درود پاک پڑھتے ہوئے دیکھا یعنی طواف کرتے ہوئے عرفات میں جاتے ہوئے اسی طرح منیٰ میں بھی اس کو درود پاک پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں نے اس بندے سے کہا ہر مقام کی علیحدہ علیحدہ دعا ہے لیکن تم دعا کی بجائے درود پاک کیوں پڑھتے ہو؟

اس نے جواب دیا: میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا ہے جس کی وجہ سے میں ایسا کر رہا ہوں اور وہ قصہ کچھ یوں ہے میں خراسان سے حج ادا کرنے کیلئے آ رہا تھا اور اس سفر میں میرے ساتھ میرے والد بھی تھے جونہی ہم کوفہ میں پہنچے تو میرے والد محترم بیمار ہو گئے اور میں نے ان کے چہرے کو اپنے کپڑے سے ڈھانپ دیا لیکن بعد میں جب میں نے کپڑا اٹھایا تو ان کی شکل گدھے کی طرح ہو چکی تھی۔ میں یہ دیکھ کر بڑا پریشان ہوا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا اپنے والد کی اس بری حالت کو لوگوں کے سامنے کس طرح بیان کروں تو اتنے میں مجھے اونگھ آ گئی اور میں نے خواب میں ایک نورانی بزرگ کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اور چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہنے لگے تمہیں ایسا غم کرنے کی کیا وجہ ہے؟ میں نے اپنی تکلیف ان کے سامنے بیان کر دی تو وہ شخص میرے والد کی طرف گئے اور ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی کہ ان کا چہرہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر میں نے قریب آ کر اپنے والد کے چہرے کو دیکھا تو وہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا پھر میں نے ان سے پوچھا: آپ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں حضرت محمد ﷺ ہوں۔ پھر میں نے چادر کا کنارہ پکڑ کر

Marfat.com

گزارش کی مجھے حقیقت کے بارے میں آگاہ فرمائیں تو انہوں نے جواب دیا: تیرا والد سود خور تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے جو سود کھانے والا ہوتا ہے اس کی صورت کو گدھے کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے وگرنہ آخرت میں اس قسم کی سزا دی جاتی ہے اور تیرے باپ کو اللہ نے یہ عذاب دنیا ہی میں دے دیا چونکہ تیرا باپ سونے سے پہلے مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود پاک پڑھتا تھا اور جب تیرا باپ اس عذاب میں مبتلا ہوا تو ایک فرشتہ جو میرے پاس آکر میری امت کے اعمال پیش کرتا تھا اسی نے آکر اس واقعے کی مجھے خبر دی تو میں نے اللہ کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کی اور اس کے حق میں دعا فرمائی اور اللہ نے میری دعا اس کے حق میں قبول فرمائی۔

گانے سننے کا وبال

ایک عبادت گزار شخص نے کافی عرصہ سے اللہ کی عبادت کی۔ ایک دن اس نے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کی اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا: یا اللہ! مجھے قبول کر۔ (یعنی میری عبادت قبول کر۔)

تو اللہ تعالیٰ کی طرف ایک آواز دینے والے نے آواز دی تم چپ ہو جاؤ۔ تمہاری عبادت میری بارگاہ میں قبول نہیں ہے تو وہ عبادت گزار پوچھتا ہے: یا اللہ! کیوں قبول نہیں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری بیوی نے میرے حکم کے خلاف کام کیا ہے۔ اور تو اس سے خوش ہے۔ اس نیک شخص نے اپنی بیوی سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگی:

میں ایک محفل میں گئی تھی وہاں پر گانا سنا تھا اور میری نماز قضا ہو گئی تھی تو زاہد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر اس کے بعد دوبارہ وضو کیا اور دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ اپنے ہاتھوں اور سر کو اللہ کی بارگاہ میں اٹھا دیا اور اپنی عبادت کی قبولیت کے بارے میں التجاء کرنے لگا تو عرش سے آواز آئی: اب ہم نے تیری عبادت کو قبول فرما لیا ہے۔

Marfat.com

منافق کی علامات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حدیث: روی البحاری عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذ اوعد اخلف واذا او تمن خان

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں: (۱) جب وہ بات کرے تو جھوٹ لے، (۲) جب وہ وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، (۳) اور جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔''

﴿بخاری﴾

مومن کی تکلیف دور کرنے کا اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مومن کی دنیاوی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختی کو دور کرتا ہے اور جو شخص کسی غریب پر مہربانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اس پر مہربانی کرے گا اور جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیبوں کو پوشیدہ رکھے گا اور جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد فرماتا ہے اور جو علم کے راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے کو آسان فرما دیتا ہے اور جو قوم بھی اللہ کے گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کرتی

Marfat.com

ہے اور اس کے مسائل بیان کرتی ہے تو ان پر سکون نازل ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا اپنے فرشتوں کے سامنے ذکر کرتا ہے۔

یوم قیامت شیطان کا برا انجام

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو شیطان کیلئے آگ کا منبر رکھ دیا جائے گا اس کو آگ کا لباس اور آگ کا تاج پہنایا جائے گا اور اس کے پاؤں میں ہتھکڑی لگا دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا: اے شیطان! اس منبر پر چڑھ اور دوزخیوں کے سامنے خطاب کر تو ابلیس منبر پر چڑھے گا اور دوزخ والوں سے گفتگو کرے گا۔

اے دوزخ والو! اس کی آواز تمام دوزخیوں تک پہنچ جائے گی اور سب اس کی طرف توجہ کریں گے پھر ابلیس مردود گفتگو کرے گا اے کافرو! اور منافقوں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ سچا وعدہ کیا تھا کہ تم سب نے مرنا ہے اور تم سب کو اکٹھا کیا جانا ہے اور اس کے علاوہ تم سے حساب و کتاب لیا جانا ہے اس کے بعد لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

ایک حصہ جنت میں جبکہ دوسرا حصہ دوزخ میں جائے گا۔ اے گنہگارو! تمہارا یہ وہم و گمان تھا کہ تم ہمیشہ دنیا میں رہو گے اور اس دنیا سے جدا نہیں ہو گے اور میں تمہارا حاکم نہیں تھا مگر تمہارے دلوں میں وسوسہ ڈالتا تھا تم لوگوں نے مجھے قبول کیا اور میری پیروی کی تو غلطی تمہاری ہے اور مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفس کو برا بھلا کہو کیونکہ وہی برا بھلا کہنے کا حقدار ہے تم لوگوں نے اللہ کی عبادت کیوں نہ کی حالانکہ وہ ساری مخلوق کو

Marfat.com

پیدا کرنے والا ہے پھر شیطان کہے گا:

میرے پاس اتنی طاقت نہیں کہ میں تمہیں خدا کے عذاب سے بچالوں اور نہ ہی تم طاقت رکھتے ہو کہ تم مجھے دوزخ سے بچالو آج میں تم سے بیزار ہوں ان تمام باتوں سے جو کچھ تمہیں کہا کرتا تھا اور میں اللہ کی بارگاہ میں مردود ہوں اور اس کی راندہ درگاہ ہوں جب دوزخی شیطان کی ان باتوں کو سنیں گے وہ تمام اس پر لعنت بھیجیں گے۔

اس کے بعد دوزخ کے فرشتے آگ کے نیزوں کے ذریعے اسے منبر سے گرا دیں گے اور اس کو اس کے ماننے والے دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں دھکیل دیں گے اور دوزخ کے فرشتے ان سے کہیں گے نہ تمہیں موت آئے گی اور نہ ہی تمہیں سکون ملے گا اور تم ہمیشہ اسی میں رہو گے۔

بوقت موت شیطان کا حملہ

حضرت ابوزکریا زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی موت کا وقت جب قریب آیا تو ان کا ایک دوست موت کی اس سختی میں ان کے پاس آیا اور کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کی۔ زاہد نے ان سے منہ پھیر لیا اور کلمہ نہ پڑھا پھر دوسری مرتبہ کہا لیکن انہوں نے چہرہ پھیر لیا پھر تیسری مرتبہ انہوں نے کہا تو انہوں نے جواب دیا میں نہیں پڑھتا تو ان کا دوست خوفزدہ ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب موت کی سختی میں کمی ہوئی تو انہوں نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں تو وہ کہنے لگے کیا تم لوگوں نے مجھے کچھ کہا تھا؟

سب نے کہا: ہم نے آپ کو تین مرتبہ کلمہ پڑھنے کی تلقین کی تھی۔ دو مرتبہ آپ نے منہ پھیر لیا اور تیسری مرتبہ کہا کہ میں نہیں پڑھتا۔

تو انہوں نے جواب دیا شیطان میرے پاس پانی کا پیالہ لے کر حاضر ہوا تھا اور

Marfat.com

میرے دائیں طرف کھڑے ہو کر پیالے کو حرکت دیتا تھا اور ساتھ یہ بھی کہتا پانی پینا ہے تو میں نے کہا: میں پانی نہیں چاہتا، پھر اس نے مجھ سے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں تو میں نے منہ پھیر لیا اور پھر شیطان نے میرے قدموں کی طرف سے آ کر یہی کہا اور تیسری مرتبہ آپ نے کلمہ شریف پڑھنے کو کہا تو میں نے انکار کر دیا اور میں نے پیالے کو زمین پر پھینک دیا تو وہ بھاگ گیا میں نے ابلیس کی باتوں کا انکار کیا تھا نہ کہ تمہاری باتوں کو انکار کیا تھا، اب میں پڑھتا ہوں:

اشهد ان لا الا الله و اشهد ان محمدا عبد و رسوله

چکی خود بخود چلتی رہی

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ بھوکی ہے تو وہ جنگل کی طرف نکلا اور اس نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں ایسا رزق عطا فرما جسے ہم چکی میں پیس کر روٹی بنائیں تو اس نے دیکھا کہ ایک پیالہ روٹی سے بھرا ہوا نمودار ہوا اور چکی آٹا پیس رہی ہے اور تنور لکڑیوں سے گرم ہے پھر اس کا شوہر آیا اور اس نے بیوی سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے اللہ تعالیٰ نے رزق عطا فرمایا ہے اور چکی اٹھا کر اس کے گرد سے آٹا نکالا، اس شخص نے اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چکی کو گھومتا چھوڑ دیتے تو قیامت تک چلتی رہتی۔

﴿بیہقی﴾

(دوسری روایت) سعید بن ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص حاجت مند تھا، ایک دن نکلا اور اس کی بیوی کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا: کاش کہ میری اپنی چکی پیستی اور میرے

Marfat.com

تنور میں جلانے کیلئے لکڑیاں ہوتیں اور میرے ہمسایہ چکی کی آواز سنتے اور دھوئیں کو دیکھ کر گمان کرتے کہ ہمارے پاس کھانا ہے اور ہماری محتاجی کی حالت نہیں ہے تو پھر وہ اپنے تنور کے پاس گئی اور اسے گرم کیا، اسی لمحہ چکی گھومنے لگی۔ اس کے شوہر نے آکر چکی کی آواز سنی تو اس نے پوچھا کیا پیس رہی ہو؟ اس کی بیوی نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ اندر چلی گئی تو چکی برابر پیس رہی تھی اور اس سے آٹا باہر آرہا تھا تو گھر کا کوئی برتن آٹے سے بھرے بغیر نہ رہا، پھر وہ تنور کے پاس گئی تو اس نے تنور کو روٹی سے بھرا ہوا پایا۔

اس کے بعد اس کا شوہر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے سارا حال عرض کیا۔ آپ نے پوچھا پھر تم چکی کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میری بیوی نے چکی کو اٹھا کر صاف کر دیا، فرمایا: اگر تم چکی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہاری زندگی بھر اسی طرح چلتی رہتی۔ اس کی سند صحیح ہے۔

﴿بیہقی﴾

سال میں دو مرتبہ انار دینے والا درخت

حضرت محمد مبارک صوفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بیت المقدس کے سفر میں دوپہر کے وقت ایک انار کے درخت کے نیچے نماز ادا کی۔ اس وقت درخت میں سے ندا آئی کہ میرا پھل کھا کر عزت افزائی کی جائے۔ چنانچہ آپ نے دو انار توڑ کر ایک مجھے دیا اور ایک خود کھایا۔ لیکن اس وقت وہ درخت بھی چھوٹا تھا اور انار بھی ترش تھے مگر جب ہم بیت المقدس سے واپس ہوئے تو وہ بہت قد آور ہو گیا تھا اور انار بھی بہت شیریں تھے۔ اور سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ اسی کرامت کی بناء پر اس درخت کو رمان العابدین کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔

Marfat.com

خواہش نفس پوری کرنے کی سزا

حضرت ابواسحاق ابراہیم شیبانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ملک شام کے سفر میں میری طبیعت مسور کی دال کھانے کو چاہی اور اسی وقت میرے سامنے مسور کی دال سے لبریز ایک پیالہ آ گیا جس کو میں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ اس کے بعد شام کو جب میں بازار میں سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک جگہ چند مٹکے رکھے ہوئے ہیں اور جب میں نے ان پر غور سے نظر ڈالی تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ ان میں شراب بھری ہوئی ہے۔ یہ سن کر مجھے خیال ہوا کہ جب یہ بات میرے علم میں آ چکی ہے کہ یہ شراب سے لبریز ہیں تو پھر ان سب کو توڑ دینا میرا فرض ہے اور اس خیال کے ساتھ ہی میں نے تمام مٹکے توڑ ڈالے جن میں سے شراب سڑک پر بہنے لگی اور جس شخص نے مجھے بتایا تھا کہ یہ شراب کے مٹکے ہیں وہ مجھے حاکم وقت تصور کر کے خاموش ہو گیا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ میں حاکم نہیں ہوں تو وہ مجھ کو پکڑ کر ابن طریون کے پاس لے گیا اور اس نے پورا واقعہ سننے کے بعد حکم دیا کہ ان کو سو چھڑیاں مار کر قید میں ڈال دیا جائے۔ اس طرح میں مدتوں قید میں پڑا رہا۔ پھر ایک دن جب حضرت شیخ عبداللہ کا اس طرف سے گزر ہوا تو ان کی سفارش پر مجھے قید سے رہا کر دیا گیا اور جب رہائی کے بعد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے سوال کیا کہ تم کو کس جرم کی سزا میں قید ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ ایک دن میں نے شکم سیر ہو کر مسور کی دال کھالی تھی جس کی سزا میں سو چھڑیاں بھی ماری گئیں اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ تمہارے جرم کے مقابلے میں یہ سزا تو بہت کم ہے۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

Marfat.com

حکماء کی مفید باتیں

حکماء فرماتے ہیں کہ جو شخص عارف بننا چاہے اور شیطانؑ سے نجات حاصل کرنا چاہے تو اسے اپنے اور معرفت کے درمیان چار چیزوں کو دور کر دینا چاہیے: ایک شیطان کو، دوسری چیز جس کام کو وہ چاہے نفس اور وہ چیز نفس جس کی خواہش کرے۔ خواہشات نفسانی کو اور جن چیزوں کی طرف دنیا اور دنیا جس کو چاہے۔ ابلیس لعین چاہتا ہے تیرا دین ختم ہو جائے تاکہ تو ہمیشہ اس کے ساتھ دوزخ میں رہے۔

❁ جس طرح اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

کمثل الشیطان اذ قال للا نسأن اکفر

شیطان کی طرح جب وہ انسانؑ سے کہتا ہے کافر ہو جاؤ۔

❁ اور دوسرے مقام پر اللہ کا فرمان ہے:

الشیطان یعد کم الفقر

شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے اور تمہیں برائی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ انسان کا نفس گناہ کرنا چاہتا ہے اور اللہ کی عبادت سے روگردانی کرنا چاہتا ہے اور یہی چیز اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے نفس کے اس عیب کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان کے ذریعے بیان فرمایا ہے:

(ان النفس لامارة بالسوء) بے شک نفس انسان کو بہت زیادہ برائی پر ابھارنے والا ہے۔ خواہشات نفسانی شہوت پرستی کو چاہتی ہے اور عدم کوشش مولیٰ کی خدمت کی طالب ہے۔

❁ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا:

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة

Marfat.com

ھی الماوی
لیکن جو شخص اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا خوف رکھے اور اپنے نفس کو خواہشات نفسانی سے روک لے بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

اگر ان تمام چیزوں کو ختم کر دیا جائے تو عارف معروف چیز تک پہنچ جاتا ہے اور معروف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے اور جو شخص شیطان کی فرمانبرداری کرے تو وہ اپنے دین کو ختم کرنے والا ہے اور اس انسان کو دائمی عذاب ہوگا جس طرح ابلیس مردود کو ہوگا جو شخص نفس کی فرمانبرداری کرے اور نفس کے مطابق عمل کر کے گناہوں کو چاہے تو اس شخص کو بھی بہت زیادہ عذاب ہوگا اور جو خواہشات نفسانی کی پیروی کرے اور اس سے مراد شہوات ہیں تو اسے بھی سخت عذاب ہوگا اور جو دنیا کی پیروی کرے تو دنیا اور آخرت میں اس سے دونوں دور ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (خسر الدنیا و الاخرۃ) اور جو ابلیس کی آواز پر لبیک کہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ کریم کا فرمان ہے:

و من یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین

جو انسان نفس کی بات مانے تو اس کا تقویٰ ختم ہو جاتا ہے اور جو خواہشات نفس کی پیروی کرتا ہے تو وہ اپنی عقل سے محروم ہو جاتا ہے اور جو دنیا کی پیروی کرتا ہے تو وہ آخرت کے حصے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

للظالمین بدلاً ترجمہ: ”ظلم کرنے والوں کیلئے کتنا ہی برا بدلہ ہے۔“

آگ سے زندہ مچھلی نکال لی

ایک مرتبہ شیخ المشائخ حضرت ابولعر ابوعباس رحمۃ اللہ علیہ نے پانی میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی پکڑ کر حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھدی۔ اس کے جواب میں آپ

Marfat.com

کے تنور میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آگ میں سے زندہ مچھلی پکڑ کر نکالنا پانی میں سے مچھلی نکالنے سے کہیں زیادہ معنی خیز ہے۔ پھر ایک دن شیخ المشائخ نے کہا کہ چلو ہم دونوں تنور میں کود جائیں پھر دیکھیں زندہ کون نکلتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس طرح نہیں بلکہ ہم دونوں اپنی نیستی میں غوطہ لگا کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی سے کون باہر آتا ہے۔ یہ سن کر شیخ المشائخ نے سکوت اختیار کر لیا۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

ایک نوجوان کی توبہ کا واقعہ

ایک نوجوان بدمعاش حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسایہ تھا اور لوگ اس سے بہت پریشان رہتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے اس کے مظالم کی شکایت کی۔ تو آپ نے اس کے پاس جا کر نصیحت فرمائی چنانچہ اس نے گستاخی سے پیش آتے ہوئے کہا کہ میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے جب اس سے فرمایا کہ میں بادشاہ سے تیری شکایت کروں گا تو اس نے جواب دیا کہ وہ بہت ہی کریم ہے اور میرے خلاف کسی کی بات نہیں سنے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ نہیں سنے گا تو میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا۔ اس نے کہا کہ وہ بادشاہ سے بھی بہت زیادہ کریم ہے یہ سن کر آپ واپس آ گئے لیکن کچھ دنوں کے بعد جب اس کے مظالم حد سے زیادہ ہو گئے تو لوگوں نے پھر آپ سے شکایت کی اور آپ پھر نصیحت کرنے کیلئے جا پہنچے لیکن غیب سے ندا آئی کہ میرے دوست کو مت پریشان کرو۔ آپ کو یہ ندا سن کر بہت حیرت ہوئی اور اس نوجوان سے کہا کہ میں اس غیبی آواز کے متعلق تجھ سے پوچھنے آیا ہوں جو میں نے راستے میں سنی ہے۔ اس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اپنی تمام دولت راہِ خدا میں خیرات کرتا ہوں اور پورا اثاثہ خیرات کر کے

Marfat.com

نامعلوم سمت کی طرف چلا گیا جس کے بعد سوائے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے کسی نے اس کو نہیں دیکھا اور آپ نے بھی مکہ معظمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ وہ بہت ہی کمزور اور قریب المرگ تھا اور کہہ رہا تھا کہ خدا نے مجھ کو اپنا دوست فرمایا ہے۔ میں اس پر اور اس کے احکام پر جان و دل سے نثار ہوں اور مجھے علم ہے کہ اس کی رضا صرف عبادت ہی سے حاصل ہوتی ہے اور آج سے میں اس کی رضا کے خلاف کام کرنے سے تائب ہوں۔ یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔

حضرت حبیب عجمیؒ کی توبہ کا واقعہ

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ صدق و صفا پر عمل پیرا، صاحب یقین اور گوشہ نشین بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور آپ کی ریاضت و کرامت بے اندازہ ہے۔ ابتدائی دور میں آپ بہت امیر تھے اور اہل بصرہ کو سود پر قرض دیا کرتے اور جب مقروض پر تقاضا کرنے جاتے تو اس وقت تک واپس نہ ہوتے جب تک قرض وصول نہ ہو جاتا اور اگر کسی مجبوری سے قرض وصول نہ ہوتا تو اپنے وقت کے ضائع ہونے کا مقروض سے ہرجانہ وصول کرتے اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے۔ ایک دن آپ کسی کے ہاں وصولیابی کے لئے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ نہ تو میرا شوہر گھر پر موجود ہے اور نہ میرے پاس تمہارے دینے کے لئے کوئی چیز ہے البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی تھی جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا البتہ سری باقی رہ گئی ہے اگر تم چاہو تو وہ میں تم کو دے سکتی ہوں، چنانچہ آپ اس سے سری لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ یہ سری سود میں ملی ہے اس کو پکاؤ۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا، بھلا میں کھانا کس طرح تیار کروں۔ آپ نے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے سود لے کر کرتا ہوں۔ اور سود ہی سے یہ دونوں چیزیں خرید کر لائے

Marfat.com

لیکن جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک سائل نے آ کر سوال کیا۔ آپ نے کہا کہ تیرے دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے کیونکہ اگر تجھے کچھ دے بھی دیں تو اس سے تو دولت مند نہ ہو جائے گا لیکن ہم مفلس ہو جائیں گے۔ سائل جب مایوس ہو کر واپس چلا گیا تو بیوی نے سالن نکالنا چاہا لیکن وہ سالن کے بجائے خون سے لبریز تھی۔ اس نے شوہر کو آواز دے کر کہا کہ دیکھو تمہاری کنجوسی اور بدبختی سے یہ کیا ہو گیا ہے؟ آپ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی اور بیوی کو شاہد بنا کر کہا آج میں ہر برے کام سے تائب ہوتا ہوں اور یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لئے نکلے۔ راستہ میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر بچوں نے آواز کسنا شروع کر دی کہ ہٹ جاؤ حبیب سود خوار آ رہا ہے کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بدبخت بن جائیں۔ یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر دوبارہ توبہ کی اور جب واپسی میں ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو فرمایا کہ تم مجھ سے مت بھاگو، اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہئے تاکہ ایک عاصی کا سایہ تمہارے اوپر نہ پڑ جائے پھر جب آپ آگے بڑھے تو انہی لڑکوں نے کہنا شروع کر دیا کہ راستہ دے دو اب حبیب تائب ہو کر آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ ہمارا نام گنہگاروں میں درج کر لے۔ آپ نے بچوں کا یہ قول سن کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان کروا دیا۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

Marfat.com

صبر کا عظیم الشان مظاہرہ

حضرت ایوب بن عیص بن اسحٰق علیہ السلام کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں اور وہ ایک عقل مند مرد پاک صاف اور صبر وتحمل والے بہت بڑے عالم تھے اور ان کے والد بڑے مالدار تھے، ان کی ملکیت میں ہر قسم کے جانور، اونٹ، بیل، گھوڑے، خچر اور گدھے تھے اور ملک شام میں کوئی شخص ان کے برابر مالدار نہ تھا۔ انہوں نے جب وفات پائی تو سارا مال حضرت ایوب علیہ السلام کو ملا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی مسماۃ رحمت بنت افرایم سے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بارہ (۱۲) مرتبہ اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ ہر حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ لوگ موضع حوران اور موضع تیہ کے رہنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا حسن خلق اور نرمی والا بنایا کہ نہ ان کی کوئی مخالف، نہ کوئی ان کی تکذیب اور نہ کوئی ان کا انکار کر سکے۔ اس کے باعث ان کی ذاتی شرافت اور ان کے آباؤ اجداد کی شرافت تھی اور حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کیلئے بڑے بڑے راستے تیار کیے اور مسجدیں تیار کیں اور فقیروں، محتاجوں اور مہمانوں کیلئے دستر خوان بچھائے جاتے تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام یتیموں کے حق میں باپ کی طرح مہربان اور رنڈیوں کے حق میں مہربان شوہر کی طرح اور بوڑھوں کے حق میں پیارے بھائی کی مانند تھے اور اپنے وکیلوں اور حفاظت کرنے والوں کو حکم کیا کرتے تھے کہ وہ کسی کو کھیتی اور پھلوں سے منع نہ کریں اور ان کے جانور ہر سال دو دو بچے دیا کرتے تھے اور آپ کبھی ان چیزوں سے خوش نہیں ہوتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے: اے میرے پروردگار! یہ تیری عطیات ہیں۔ تیری یہ عطا تیرے بندے کیلئے دنیا کے قید خانہ میں ہیں۔ پس کیسے

Marfat.com

کیسے عطیات تیری جنت میں تیرے دوستوں کیلئے ہوں گے۔ روشنی کے مکانوں میں۔
حضرت ایوب علیہ السلام کا دل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور شکر سے غافل نہیں تھا اور نہ ہی ان کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل تھی۔ پس شیطان نے ان سے حسد کیا اور کہا کہ ایوب علیہ السلام نے دنیا اور آخرت دونوں کو لے لیا ہے اور شیطان نے چاہا کہ ان دونوں میں سے ایک کو ان پر خراب کرے اور ابلیس اس زمانہ میں آسمان کی طرف چڑھا کرتا تھا اور جہاں چاہتا تھا ٹھہرتا تھا۔ پس ایک دن وہ آسمان پر چڑھا جیسا کہ وہ ہمیشہ چڑھا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ اے شیطان! تو نے میرے بندے ایوب علیہ السلام کو کیسا دیکھا ہے اور تو نے اسے کیسا پایا ہے۔ شیطان نے کہا کہ اے پروردگار! ایوب علیہ السلام تیری عبادت کرتا ہے اس لیے تو نے ایوب علیہ السلام کو دنیا میں وسعت اور عافیت عطا کی اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ تیری عبادت نہ کرتا اور وہ بندہ راحت و آرام کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میں جانتا ہوں۔ بے شک تو نے جھوٹ کہا اگر اس کو وسعت اور فراخی نہ ہوتی تو بھی وہ میری بندگی کرتا اور شکر بجا لاتا۔ ابلیس نے کہا کہ اے اللہ! تو مجھے اس پر غالب کر دے، پس پھر تو دیکھنا میں اسے تیرے ذکر سے کیسے بھلاتا ہوں اور تیری عبادت اور بندگی سے کیسے روکتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان کی ہر چیز پر سوائے روح کے یعنی موت کے علاوہ ہر چیز پر غالب کر دیا۔ پس شیطان لوٹا اور ایک دریا کے کنارے پر جا کر اس قدر چیخا کہ تمام شیطان کے چیلے، اس کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ اے ہمارے سردار! مجھے کیا ہوا، آپ پر کون سی مصیبت آن پڑی ہے؟ اس لعین نے کہا میں نے اس طرح فرصت پائی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے کے بعد سے لے کر مجھے اس طرح فرصت نہیں ملی تم سب حضرت ایوب علیہ السلام پر جلدی جلدی پھیل جاؤ اور جلا دو اور تباہ و برباد کر دو اور حضرت ایوب علیہ السلام کا سارا مال بھی تباہ کر دو۔ پس شیطان حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف آیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور کہا کہ تو تکلیف اور نقصان کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آگ اتاری ہے

Marfat.com

تیرے مال پر اور سب کو راکھ کر گئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس سے بات نہ کی یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوگئے پھر "الحمد لله الذی اعطانی ثم افذمنی" شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے مال دیا اور واپس لے لیا۔ پس مال اور دولت اور اولاد فتنہ ہے۔ مردوں اور عورتوں کیلئے آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مجھ سے لے لیا تاکہ میں آرام سے اللہ کی عبادت کروں، پس شیطان ذلیل وخوار اور مایوس ہو کر لوٹا۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے کل چودہ بچے تھے، جن میں سے آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں، وہ سب ہر دن صبح کا کھانا اپنے بھائی کے گھر میں کھاتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے بڑے بھائی ہرمل کے گھر میں موجود تھے۔ سارے شیاطین وہاں جمع ہوگئے اور گھر کا احاطہ کرلیا۔ انہوں نے اس گھر کو حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد کے اوپر گرا دیا۔ ایک ہی دسترخوان پر سارے کے سارے مر گئے کسی کے منہ میں لقمہ تھا تو کسی نے اپنے ہاتھ میں پیالہ پکڑا ہوا تھا اور وہ سب اسی حالت میں فوت ہوگئے۔

شیطان پھر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے پاس جا پہنچا آپ کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔

شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا:

اتعبد ربک و قد طرح علی اولادک البیت فما تو اجمیعا.

فلم یکلمه بشیئ حتی فرغ من صلاته

کیا آپ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ آپ کی ساری اولاد کے اوپر گھر کو گرا دیا گیا ہے اور وہ سب کے سب مر گئے ہیں۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اس لعنتی کو کسی چیز کا جواب نہ دیا، یہاں تک کہ آپ اپنی نماز پڑھنے سے فارغ ہوگئے۔

بعد از فراغت نماز آپ نے فرمایا:

یا لعین! الحمد لله الذی اعطانی ثم اخذمنی فالا موال والا ولا دفتنة للرجال و النساء فاخذها منی لا فرغ لعبادة ربی

Marfat.com

اے لعنتی! تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے عطا فرمایا پھر مجھ سے لے لیا۔ مال اور اولاد، مردوں اور اور عورتوں کیلئے آزمائش ہے، اللہ تعالیٰ نے میرے مال اور اولاد کو مجھ سے لے لیا تاکہ میں اپنے رب کی عبادت دنیا کی تمام معاملات سے فارغ ہو کر کروں۔

اب بھی شیطان، ناکام، نامراد اور ذلیل ورسوا ہو کر واپس لوٹا۔

شیطان پھر آیا اور حضرت ایوب علیہ السلام نماز میں تھے جب آپ نے سجدہ کیا تو ناک اور منہ پھونک دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا بدن پھول گیا اور بہت زیادہ پسینہ آیا اور آپ کا بدن بہت بھاری ہو گیا اور ان کی بیوی نے جن کا نام رحمت مقاوہ کہنے لگی کہ یہ مال کا غم اور بچوں کی مصیبت کی طرح ہے۔ آپ رات کو قیام کرتے ہیں، دن روزہ کی حالت میں گزارتے ہیں اور تھوڑی دیر بھی آرام نہیں کرتے۔ اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام چیچک کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور سارا جسم اس تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔ جسم سے پیپ بہنے لگی اور کیڑوں نے بھی آپ کے جسم کو کھانا شروع کر دیا، ان کے رشتے دار انہیں چھوڑ گئے۔ آپ کی تین بیویاں تھیں، دو نے طلاق کا مطالبہ کیا۔ صرف آپ کی ایک بیوی رحمت ہر وقت آپ کے ساتھ رہی اور آپ کی خدمت کرتی رہی، یہاں تک کہ پڑوسی عورتوں نے بی بی رحمت علیہا السلام سے کہا کہیں اس بیماری میں ہمارے بچے بھی مبتلا نہ ہو جائیں تو انہیں یہاں سے نکال دے ورنہ ہم تم دونوں کو نکلنے پر مجبور کر دیں گے تو بی بی رحمت علیہا السلام اپنے کپڑے ساتھ لے کر اپنے شوہر کے ساتھ اپنی قیام گاہ کو چھوڑ دیا اور اپنی غربت پر افسوس بھی کر رہی تھیں کہ ان لوگوں نے ہمیں اپنے گھر سے نکلنے پر مجبور کر دیا اور حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنی پشت پر اٹھا لیا اور ان کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے اور ایک اجنبی جگہ کی طرف جا رہی تھیں۔ اس کے بعد شہر کے لوگ آکر کہنے لگے تو اپنے شوہر کو یہاں سے لے کر چل، ورنہ ہم ان پر کتے چھوڑ دیں گے اور جو انہیں کھا لیں گے تو حضرت ایوب علیہ السلام کو اٹھا کر ایک راستے کے کنارے پر لائیں اور ایک کلہاڑی لے کر لکڑیوں کو توڑا پھر رسی اور لکڑیوں کے ساتھ اپنا مکان بنایا اور

Marfat.com

مکان کے اندر گھاس بچھا دی اور حضرت ایوب علیہ السلام کو اس گھاس پر لٹا دیا اور ایک پتھر کو ان کیلئے تکیہ بنا دیا۔ ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد وہ بڑا پیالہ لے کر آئیں جس میں چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلاتے تھے پھر بستی کی طرف روانہ ہوئیں تو حضرت ایوب علیہ السلام نے پیچھے سے آواز دی: اے رحمت! اگر تو مجھے چھوڑنا چاہتی ہے تو مجھے یہیں پر چھوڑ دے مگر میں تمہیں ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں تو وہ عرض کرنے لگی جب تک میرے جسم میں جان ہے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گی۔ وہ گاؤں کی طرف روانہ ہوگئیں اور ہر روز کام کر کے روٹی کا ایک ٹکڑا حضرت ایوب علیہ السلام کو آ کر کھلاتیں یہاں تک کہ لوگوں کو پتہ چل گیا یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی ہے تو انہوں نے کھانا دینا بند کر دیا اور ان سے کہنے لگے تو ہم سے دور ہو جا کیونکہ ہمیں تم سے نفرت ہے تب رحمت علیہا السلام اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ! میرا حال تو اچھی طرح جانتا ہے اور مجھ پر زمین تنگ ہو چکی ہے اور دنیا میں لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن تو ہم سے آخرت میں نفرت نہ کرنا۔ اے اللہ! ان لوگوں نے ہمیں اپنے گھر سے نکال دیا ہے لیکن تو ہمیں آخرت کے گھر سے مت نکال پھر ایک باورچی کی بیوی کے پاس جا کر انہیں بتایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام بھوکے ہیں اور تو مجھے بطور قرض ایک روٹی دے دے تو اس عورت نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی سے کہا کہ تو مجھ سے دور ہو جا تاکہ میرے خاوند کی نظر تجھ پر نہ پڑے اور تو مجھے اپنا ایک بال دے دے اور ان کی بارہ زلفیں تھیں وہ اتنی لمبی تھیں کہ زمین پر لٹکتی تھیں اور انہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے مشابہت تھی اور حضرت ایوب علیہ السلام بھی ان کی زلفوں کو پسند کرتے تھے تو انہوں نے ایک قینچی کے ذریعے زلفیں کاٹ کر اس کے حوالے کر دیں اور اس باورچی کی بیوی نے ان کے بدلے میں چار روٹیاں عطا کیں تو پھر بی بی رحمت نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! میرا یہ کام اپنے شوہر کی خدمت کیلئے اور تیرے نبی ایوب علیہ السلام کو کھانا کھلانے کیلئے ہے جب حضرت ایوب علیہ السلام ان روٹیوں کو دیکھا تو دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا شاید بی بی رحمت نے اپنے نفس کو بیچ ڈالا ہے پھر قسم اٹھائی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت یابی عطا کی تو

Marfat.com

سزا کے طور پر ایک سو (۱۰۰) کوڑے ماروں گا۔

☆ جس کے کفارے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وخذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث

ترجمہ: ''اے ایوب! تو اپنے مٹھی بھر گھاس لے اور وہ اپنی بیوی کو مارا اور قسم توڑنے والے مت بنو۔''

جب بی بی رحمت علیہا السلام واقعہ کی حقیقت کے بارے میں آپ کو آگاہ کیا تو آپ نے روتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ میری بیوی نے اپنے بال بیچ کر مجھ پر خرچ کر دیا۔ تو بی بی رحمت علیہا السلام عرض کرنے لگیں: اے میرے سردار! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ بال پہلے سے زیادہ خوبصورت پیدا ہوں گے پھر روٹی کے ٹکڑے کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کو کھلاتیں اور ان کے پاس بیٹھ گئیں۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام صبر کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔

کان ایوب علیہ السلام کلما سقطت دودة من بد نه و ضعها علی جسده و یقول! کلوا مما رزقکم اللہ تعالیٰ، فلم یبق لحمه علی بد نه حتیٰ بقیت عظامه و عروقه و اعصابه فاذا طلعت علی الشمس نفذ شعاعها من قدامه الی خلفه فما بقی من جسده الشریف الا قلبه و لسانه و کان لا یخلو قلبه من شکر اللہ و لسانه من ذکر اللہ.

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم سے جب کوئی کیڑا گر جاتا تو آپ اسے اٹھا کر اپنے جسم پر رکھ دیتے اور اس سے فرماتے اللہ تعالیٰ نے تمہارا رزق یہاں رکھا ہے، اس میں سے کھاؤ۔ حتیٰ کہ آپ کے جسم پر گوشت بالکل باقی نہ رہا، بلکہ آپ کے جسم کی صرف ہڈیاں، رگیں اور پٹھے رہ گئے، جب سورج طلوع ہوتا تو اس کی شعاعیں آپ کے جسم کے اگلے حصہ سے پچھلے حصہ کی طرف نکل جاتی تھیں۔ آپ کے جسم شریف پر سوائے زبان اور دل کے کچھ بھی باقی نہ رہا لیکن اس کے باوجود آپ کا دل شکر سے اور آپ کی زبان

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بند نہیں ہوتی تھی۔

ایک روایت میں آتا ہے آپ اٹھارہ (۱۸) سال اس بیماری میں مبتلا رہے پھر ایک دن آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ (علیہ السلام) سے کہا: آپ اللہ کے پیارے نبی ہیں اپنی صحت یابی کیلئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں تو حضرت ایوب علیہ السلام کہنے لگے یہ بتاؤ میں کتنی دیر حالت صحت میں رہا ہوں تو وہ کہنے لگی اسی (۸۰) سال تک آپ صحت مند رہے ہیں اور اب مجھے اللہ سے کوئی چیز مانگتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ صحت یابی اور تکلیف کے دن برابر نہیں ہیں جب آپ کے جسم پر گوشت نہ رہا تو آپ کے بدن پر جتنے کیڑے تھے، ایک دوسرے کو کھانا شروع کر دیا۔ صرف دو کیڑے رہ گئے تو انہیں پورے جسم سے صرف دل اور زبان پر گوشت نظر آیا تو انہوں نے دل اور زبان پر حملہ کر دیا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ کی بارگا [illegible] کی:

انی مسنی الضر و انت ارحم [illegible]

یہ آپ کی طرف سے گلہ شکوہ نہیں تھا کیونکہ آپ کا شمار صبر کرنے والے لوگوں میں ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ ہیں: (انا وجدناہ صابرا) بے شک ہم نے ایوب علیہ السلام کو صبر کرنے والا پایا۔

کیونکہ مال اولاد کے ختم ہونے کی وجہ سے انہوں نے کسی قسم کی گھبراہٹ اور بے صبری کا اظہار نہیں کیا کیونکہ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! میں تیری ہر آزمائش پر صبر کروں گا جب تک میرے دل میں تیرے محبت رہے گی اور میری زبان تیرے ذکر سے تر رہے گی اور جب میرے اعضاء بھی ختم ہو جائیں گے تو میں قطعیت پر صبر نہیں کر سکوں گا حالانکہ تو ارحم الراحمین ہے تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: اے ایوب علیہ السلام! دل و زبان بھی میرے، کیڑے بھی میرے اور درد بھی میری طرف سے ہے پھر یہ گھبراہٹ کس لیے ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی ستر (۷۰) انبیاء علیہم السلام نے مجھ سے اسی چیز کا سوال کیا تھا لیکن میں نے تیری بزرگی کی وجہ سے تیرے لیے اس چیز کو پسند کیا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس لیے خوفزدہ تھے کہ ان

Marfat.com

کے دل اور زبان کیڑوں کے کھا جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم ہو جائیں گے اور آپ علیہ السلام ذکر اللہ سے غافل نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک کیڑے کو پانی میں گرا دیا وہ تمام بیماریوں کیلئے شفاء بن گیا جبکہ دوسرا کیڑا زمین پر گر گیا اور شہد کی مکھی بن گیا جس سے تمام لوگوں کو شفاء حاصل ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت میں سے دو انار لائے تو حضرت ایوب علیہ السلام کہنے لگے: مجھے اللہ نے یاد فرمایا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سلام بھی بھیجا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے ان دونوں اناروں کو کھا لیجئے۔ اس سے آپ کے گوشت اور ہڈی کو طاقت ملے گی۔ جب دونوں اناروں کو آپ نے کھا لیا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا: (قم باذن اللہ) اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جائیے اور ساتھ یہ بھی کہا: (ارکض برجلک) اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماریئے جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنا بایاں پاؤں زمین پر مارا تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، اس سے آپ نے اپنی پیاس بجھائی اور تمام ظاہری اور باطنی بیماریاں ختم ہو گئیں۔ آپ کا جسم پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گیا اور چہرہ بھی چاند جیسا نکل آیا جس طرح اللہ کا ارشاد پاک ہے:

فاستجناله فکشفنا مابه من ضروآ تینه اهله و مثلهم معهم رحمة من عند نا و ذکری للعبدین

ہم نے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کی تکلیف کو ہم نے دور کیا اور ہم نے اس کو اولاد سے نوازا اور ان کی طرح اپنی طرف سے ان پر رحم فرمایا اور ہر چیز عبادت کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔

Marfat.com

شیخ طریقت کے حکم کی عدولی کا وبال

حضرت جعفر جلدی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید خاص حمزہ علوی جو ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے انہوں نے ایک رات جب اپنے گھر جانے کے لئے آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ آج ٹھہر جاؤ کل چلے جانا۔ لیکن انہوں نے ازراہ ادب کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ رات کو گھر پہنچ کر مرغ پکا لیا جائے تا کہ صبح کو اہل وعیال کے لئے کھانے کا انتظام ہو سکے لیکن جب آپ کے حکم کے بعد یہ خیال آیا کہ اگر میں ٹھہر گیا تو اہل وعیال میرے انتظار میں بھوکے رہ جائیں گے۔ اس خیال سے انہوں نے پھر دوبارہ اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا کہ مجھے گھر پر ایک ضروری کام ہے اس لئے جانا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ تمہیں اختیار ہے چنانچہ انہوں نے گھر پہنچ کر مرغ پکانے کے بعد جب اپنی بچی سے کہا کہ سالن کی دیگچی چولہے پر سے اتار لاؤ تو وہ بے چاری دیگچی سمیت گر پڑی جس کی وجہ سے تمام سالن بھی زمین پر گر گیا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ زمین پر گرا ہوا سالن اٹھالو، گوشت کو دھو کر کھا لیں گے۔ اتنے میں ایک کتا آیا اور زمین پر گرا ہوا سالن کھا گیا۔ یہ دیکھ کر انہیں بہت صدمہ ہوا اور اس خیال کے تحت کہ سالن سے تو محرومی ہو ہی چکی ہے اب مرشد کی صحبت سے کیوں محروم رہوں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور جب وہاں پہنچے تو شیخ نے فرمایا کہ اے جعفر جو شخص صرف ایک گوشت کے ٹکڑے کے لئے شیخ کو صدمہ پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گوشت کتوں کو کھلا دیتا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت متاثر ہوئے اور حکم عدولی سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے۔ آپ کا ایک نگینہ گم ہو گیا تو آپ کے دعا پڑھنے کے بعد وہ کتاب میں سے مل گیا۔

Marfat.com

مردہ گدھا زندہ ہوگیا

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ جس وقت سفر حج پر روانہ ہوئیں تو آپ کا ذاتی گدھا بہت کمزور تھا اور جب آپ سامان لاد کر روانہ ہو چکیں تو وہ راستہ ہی میں مر گیا۔ یہ دیکھ کر اہل قافلہ نے عرض کیا کہ آپ کا سامان ہم لوگ اٹھا لیں گے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے بھروسے پر سفر نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر اہل قافلہ آپ کو تنہا چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ اس وقت آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ ایک نادار و عاجز کے ساتھ کیا یہی سلوک کیا جاتا ہے کہ پہلے تو اپنے گھر کی جانب مدعو کیا پھر راستے میں میرے گدھے کو مار ڈالا اور مجھ کو جنگل میں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ ابھی آپ کا شکوہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ گدھے میں جان آ گئی اور آپ اس پر سامان لاد کر عازم مکہ ہوگئیں۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ عرصہ دراز کے بعد میں نے اس گدھے کو مکہ معظمہ کے بازار میں فروخت ہوتے بچشم خود دیکھا۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی برکت دعا سے اس کی عمر طویل ہوئی۔)

غیب سے بھیڑ نمودار

ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نافع بن حارث بن کلاہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار سو مسلمانوں کے لشکر میں تھے۔ آپ نے ہمیں ایسی جگہ اتارا جہاں پانی نہ تھا۔ لوگوں کو تشنگی نے بے چین کر دیا۔

اچانک ایک بھیڑ سامنے آئی۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچی،

Marfat.com

اس کے سینگ بڑے بڑے اور تیز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دوہا اور تمام لشکر اس سے سیراب ہو گیا پھر فرمایا:

اے نافع (رضی اللہ عنہ)! اس کے مالک بن جاؤ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے۔"

تو میں نے ایک لکڑی لی اور اسے زمین میں گاڑا اور رسی لے کر اس بھیڑ کو اس سے مضبوط باندھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایا اور تمام لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بھیڑ موجود نہیں ہے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہ فرمایا تھا کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے کیونکہ جس نے اسے بھیجا تھا وہی اسے لے گیا ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

زیادہ کام کرو گے تو زیادہ عطا کریں گے

ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے کہا کہ خورد ونوش کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہئے تو آپ مزدوری کرنے کے لئے گھر سے نکلے، لیکن دن بھر عبادت میں مشغول رہ کر جب گھر پہنچے تو بیوی نے سوال کیا کہ کیا لائے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ جس کی مزدوری کی ہے وہ بہت کرم والا ہے اور اس کے کرم ہی کی وجہ سے مجھ میں اجرت طلب کرنے کی جرات نہ ہو سکی لیکن اس نے خود ہی یہ کہہ دیا ہے کہ دس یوم کے بعد جب تم کو ضرورت ہو گی تو پوری اجرت دے دوں گا۔ پھر جب دس دن کے بعد آپ کو یہ خیال آیا کہ آج گھر پر جا کر کیا جواب دوں گا تو ایک طرف تو اپنے تصور میں غرق چلے جا رہے تھے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ایک بوری آٹا، ایک ذبح

Marfat.com

شدہ بکری، گھی، شہد اور تین سو درہم ایک غیبی شخص کے ذریعہ آپ کے گھر پہنچا دیئے اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ حبیب سے کہہ دینا کہ اپنے کام کو ترقی دیں جس کے صلہ میں ہم اس سے بھی زیادہ مزدوری دیں گے چنانچہ جب آپ گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر میں سے کھانے کی خوشبو آ رہی تھی اندر جا کر بیوی سے صورت حال دریافت کی تو اس نے پورا واقعہ اور پیغام آپ تک پہنچا دیا۔ یہ سن کر آپ کو خیال آیا کہ جب صرف دس یوم کی عدم توجہی کی ریاضت کا اللہ تعالیٰ نے یہ نعم البدل عطا فرمایا ہے تو اگر زیادہ دلجمعی کے ساتھ عبادت کروں تو نہ جانے کیا انعامات حاصل ہوں گے چنانچہ اسی دن سے دنیا کو چھوڑ کر اس قدر عبادت میں مشغول ہو گئے کہ مستجاب الدعوات کے درجہ تک پہنچ گئے اور آپ کی دعاؤں سے مخلوق کو بہت فائدہ حاصل ہوا۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

جہنم کی آگ

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو مالک کے (داروغہ جہنم) کے پاس بھیجا کہ ذرا سی آگ لاؤ تاکہ حضرت آدم علیہ السلام اس سے کھانا پکائیں تو مالک نے کہا اے جبرئیل! تجھے کتنی آگ چاہیے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا مجھ کو ایک کھجور کے برابر آگ چاہیے تو مالک نے کہا کہ اگر میں تجھے ایک کھجور کے برابر آگ دے دوں تو اس کی گرمی سے ساتوں آسمان اور زمین ختم ہو جائے یعنی پگھل جائے۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس کا نصف دے دو تو مالک نے کہا کہ میں اگر اس کا نصف دے دوں تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ نہیں برسے گا۔ نہ ہی زمین کوئی سبزہ اگائے گی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پکار کر کہا کہ اے رب تعالیٰ! میں کتنی آگ لوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک ذرے کے برابر لو تو جبرئیل علیہ السلام نے ذرے کے برابر آگ لی اور اس کو ستر نہروں میں

Marfat.com

دھویا اور پھر اس آگ کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے کر گئے اور اس آگ کو ایک بڑے پہاڑ پر رکھ دیا تو وہ پہاڑ پگھل گیا اور پھر آگ واپس اپنی جگہ پر لوٹ گئی اور لوہے اور پتھروں میں صرف اس کا دھواں آج تک موجود ہے۔ (اے عقل رکھنے والو! اس آگ کے ذرے سے عبرت حاصل کرو۔)

جہنم کے خوف سے مسلسل رونا

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو بالکل نہیں تھمتے تھے، دن رات وہ رویا کرتے تھے کسی نے رونے کی وجہ سے پوچھی تو کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس بات سے خوفزدہ کرتا اگر میں نے گناہ کیا تو وہ مجھے حمام میں ڈال دیتا اور میرے آنسو ختم نہ ہوتے اور میں آہ وزاری کیوں نہ کروں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس آگ میں ڈالے گا جو تیس (۳۰) ہزار سال سے جلائی گئی ہے۔

حضرت دحیہ کلبیؓ اور سفارتِ روم اور واقعہ معراج کی تصدیق

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصرِ روم کی طرف بھیجا اور ایک مکتوب گرامی انہیں دیا اور وہ حمص میں قیصر سے ملے اور نامہ گرامی اس کو دیا قیصر کے بھائی نے مکتوب گرامی میں لکھا پایا: ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام'' تو وہ مشتعل ہو گیا اور قیصر سے کہنے لگا تم خط میں نہیں دیکھتے کہ اس نے تحریر کا آغاز اپنے نام سے کیا ہے اور تمہارا نام ''قیصر صاحب روم'' لکھا ہے اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا۔

Marfat.com

قیصر نے معترض خط یعنی اپنے بھائی سے کہا: ''اے بھائی! میں تجھے کم عقل، بے وقوف نہیں سمجھتا تھا، تیرا خیال ہے کہ خط کے مضمون سے آگاہی کے بغیر ہی سے اسے پھاڑ دوں، اپنی زندگی کی قسم! اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو حقیقتاً وہ زیادہ حقدار ہیں کہ اس مکتوب میں وہ اپنا نام بمقدم رکھیں، اگر انہوں نے مجھ کو ''صاحب روم'' کہہ کر خطاب کیا ہے تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ میں اہل روم کا ''صاحب'' ہی تو ہوں اوان میں ان کا مالک تو نہیں ہوں، صورت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو کسی دوسرے کو بھی رومیوں پر مسلط کر دے۔'' اس کے بعد قیصر نے خط کو سنا اور کہا:

''اے رومیو! میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہیں کہ جن کی بشارت (حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے، اگر مجھے یقین ہو جائے تو ایسا ہی ہے تو میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خود ان کی خدمت بجالاؤں) اور ان کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دوں۔''

روم کے سرداروں نے جواب میں کہا: ''اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ عرب میں نبوت اور رسالت کا منصب رکھے جوان پڑھ ہیں اور وہ ہمیں چھوڑ دے حالانکہ ہم اہل کتاب ہیں۔ قیصر روم نے کہا؛ میرے نزدیک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہدایت انجیل ہے، ہم اسے منگاتے ہیں اور اسے کھولتے ہیں اب اگر یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر انجیل میں موجود ہے تو ہم ان کی اتباع کریں گے۔ ورنہ اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے، جیسا کہ پہلے اس پر لگی تھیں، اس میں ایک مہر کی جگہ دوسری مہر لگنے کے سوا اور کچھ فرق نہ ہوگا۔

راوی کا بیان ہے: اس وقت انجیل پر بارہ مہریں سونے کی اپنے اپنے دور میں شاہان روم نے لگائی تھیں، ہر پہلا قیصر اپنے بعد کے قیصر کو یہ وصیت کرتا رہا تھا کہ تمہارے دین میں کسی کو یہ حلال نہیں ہوگا کہ وہ انجیل محترم کو کھولے اور جس دن اسے کھولا جائے گا ان (رومیوں) کے دین میں تغیر آجائے گا۔

Marfat.com

قیصر روم (ہرقل) نے کہا: ''اے روم کے دانشورو! میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اور راہِ ہدایت دینے والی انجیل ہے لہٰذا ہم اسے منگاتے ہیں اور رہنمائی لیتے ہیں۔ اگر انجیل کی تائید عرب مدعی نبوت کے حق میں ہوتی ہے تو ہم سب اس کا اتباع کریں گے، ورنہ ہم ان پر دوبارہ مہریں لگادیں گے۔''

پس قیصر روم نے انجیل کو منگایا ور یکے بعد دیگرے گیارہ مہریں جدا کر دیں اور ایک مہر باقی رہ گئی اور تو اس کے اعیانِ مملکت اور تمام اسقف و بطریق کھڑے ہوگئے، گریبان چاک کر دیئے، ضبط و آداب ایوان سے رخصت ہوگیا، ہر فرد اپنے اپنے وفور جذبات سے مغلوب ہو کر نہ معلوم کیا کچھ ادا کرنے لگا۔ سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ قیصر بھی کچھ کہتا تھا اس کی آواز شور و غل میں گم ہو کر رہ جاتی تھی۔ وہ اس ہنگامہ خیز ماحول سے پریشان ہوگیا اور پھر اس نے کھڑے ہو کر پُر وقار انداز میں کہا:

''اے میرے مشیرو اور دانشورو! آج یہ کیا اضطراب ہے؟'' انہوں نے اپنی اپنی بولیاں بند کر لی تھیں، صرف چند نمایاں رہنماؤں نے نمائندگی کرتے ہوئے قیصر سے کچھ اور نزدیک ہو کر جواب دیا: ''تم مہریں توڑ کر ایک بہت بڑا اقدام کر چکے، پس اب موجودہ خانوادۂ قیصریت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور تمہاری قوم کا دین بدل جائے گا۔

قیصر نے پھر کہا: ''تم لوگ اس وقت بہت زیادہ جذباتی ہو رہے ہو، میرے خیال میں میرا یہ عمل کتاب مقدس سے رہنمائی کیلئے ہے، جس سے ہمارے عرب مکتوب نگار اور مدعی رسالت کو صحیح جواب دیا جاسکے گا۔''

لوگوں نے کہا: ''مناسب رویہ اور صحیح جواب کی تشخیص کیلئے کچھ لوگوں سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں اور مراسلات کے ذریعہ تحقیق کی جاسکتی ہے، مگر انجیل کی مہریں توڑنا بہت بڑا گناہ اور معصیت ہے۔''

قیصر نے کہا: ''تمہارے خیال میں کن لوگوں سے ہم اس خاص معاملے میں رجوع کرسکتے یا پوچھ گچھ کرسکتے ہیں؟'' انہوں نے قیصر کو جواب دیا کہ ''بہت سے لوگ شام میں موجود ہیں، ان کو تلاش کر کے یہ کام ان کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔'' چنانچہ قیصر

Marfat.com

نے آخری مہر انجیل کی نہیں توڑی اور رومی سرداروں کے کہنے کے بموجب چند امرأ کو اطراف مملکت میں ایسے لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو عرب نژاد ہوں اور مکہ سے جن کا تعلق ہو، چنانچہ لوگ گئے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو بلا لائے، ابوسفیان اس وقت حسن اتفاق سے بغرض تجارت شام کی مملکت میں موجود تھے۔

قیصر نے ابوسفیان سے چند دوسرے عربوں کی موجودگی میں پوچھا: ''اے ابوسفیان! مجھے اس شخص کے حالات بتاؤ جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔'' ابوسفیان نے حضور نبی کریم ﷺ کے حالات بیان کرنے میں جہاں تک ممکن تھا محاسن کو چھپایا، ابوسفیان نے کہنا شروع کیا:

''اے شاہِ روم! محمد (ﷺ) کو مقدس اور محترم نہ سمجھو، ہم ان کو ساحر اور شاعر کہتے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کاہن ہیں۔''

قیصر نے کہا: ''یہ تو ان کے رد میں کوئی دلیل نہیں بلکہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے حالات کی روشنی میں تو یہ باتیں ظہورِ حق کے ابتدائی مراحل میں ضروری اور ناگزیر ہوتی ہیں، پہلے نبیوں کو بھی ایسا ہی کہا گیا تھا، مجھے پہلے تم ان کی حیثیت کے بارے میں بتاؤ۔'' ابوسفیان نے جواب دیا: ''وہ ہم لوگوں کے درمیان ایک اوسط درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

قیصر نے کہا: ''اللہ تعالیٰ سابقہ دور میں ہر نبی کو اوسط درجے کے خاندان ہی میں پیدا کرتا رہا ہے، ان کے ماننے والے ہم نواؤں کے متعلق بتاؤ۔'' ابوسفیان نے جواب دیا: ''ان کے پیروکار وہ لوگ ہیں جو ہمارے اندر کمسن، جوشیلے اور کم فہم لوگ ہیں۔ مگر قوم کے سردار اور روساء میں سے کوئی بھی ان کے کاموں میں شریک ہے نہ حلقہ اثر میں ہے۔''

یہ جواب سن کر قیصر نے علمی واقفیت کی بنا پر زور دے کر کہا: ''خدا شاہد ہے، انبیاء کے متبعین اور معاونین ہمیشہ ایسے ہی لوگ ہوئے ہیں کیونکہ قوم کے سرداروں اور بااثر لوگوں کو اپنی جھوٹی سرداری اور اقتدار کی موت نظر آنے لگتی ہے کیونکہ ان کی سرداری، ظلم اور سازشوں کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں۔''

Marfat.com

قیصر نے ابوسفیان سے اس کے بعد پوچھا: ''اے محمد (ﷺ) کے حالات سے واقفیت کا دعویٰ کرنے والے شخص! یہ بتاؤ کہ ان کے رفیقوں میں سے کوئی رفیق یا ان کا کوئی پیروکاران کے دین سے پھرا ہے یا نہیں یا کسی نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، اس میں یہ یہ خرابیاں ہیں اور ان برائیوں اور خرابیوں کے باعث اس نے محمد (ﷺ) کے دین کو ترک کر دیا ہے۔ قیصر کا یہ سوال تھا کہ ابوسفیان سٹپٹا گئے اور جھوٹ بولتے بن نہ پڑی۔ (صداقت اسی کا نام ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے۔)

چنانچہ ابوسفیان نے کہا: ''ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی واپس نہیں ہوتا۔'' قیصر نے دریافت کیا کہ کیا ان کے دین میں لوگ برابر داخل ہوتے جا رہے ہیں اور کیا اس کو قبول کرنے والے افراد کی تعداد روز افزوں ہو رہی ہے؟''

ابوسفیان نے جواب دیا: ''ہاں! اضافہ ہو رہا ہے۔'' قیصر روم نے کہا: اے عرب کے معزز سردار! تم نے ان کے یہ حالات بیان کر کے میری بصیرت میں اور اضافہ کیا۔ قسم ہے اس ذات کی! جس کے قبضے میں میری جان ہے، عنقریب وہ شخص اس مملکت پر قبضہ کر لے گا جو اس وقت میرے قبضے میں ہے پھر قیصر نے اپنے درباریوں اور سرداروں کو مخاطب کیا اور کہا:

اے روم کے لوگو! اور سردارو! حقیقت پسندی سے کام لو، ہم کو اس شخص کی دعوت کو قبول کر لینا چاہیے، جس کی طرف وہ ہمیں بلاتا ہے اور ہم اس سے اپنی اس مملکت کے بارے میں استدعا کریں کہ ہماری یہ سرزمین کبھی پامال نہ کی جائے۔ اس لیے کہ جب کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے تو اس سے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے اور جیسا اس نبی نے چاہا ہے ویسا ہی ہوا ہے، لہٰذا تم میرا کہا مانو اس کی اطاعت کو قبول کر لو، اس میں میری، تمہاری اور تمام اہلیان ملک کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کے غلط ہونے پر میں ان کی نظروں میں گر جاؤں اور ان کے سامنے میرا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو

Marfat.com

وہ اس پر مجھ سے مواخذہ کریں۔ میں اس کو برا سمجھتا تھا یہاں تک کہ میں نے واقعہ معراج بھی اس طرح بیان کر دیا کہ میں نے قیصر روم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے معزز قیصر! کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں جس کو سن کر تم پر محمد ﷺ کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ قیصر نے کہا: ضرور سناؤ کہ وہ کیا بات ہے؟

ابوسفیان دل میں بہت خوش تھے کہ اب محمد (ﷺ) کے جھوٹ پر ہرقل قیصر روم ضرور برانگیختہ ہوگا اور کسی طرح واقعہ معراج کو قابل یقین نہیں سمجھے گا اور بازی میرے ہاتھ رہے گی۔

قیصر نے کہا: ''وہ کیا بات ہے؟'' ابوسفیان نے کہنا شروع کیا: ''محمد (ﷺ) اظہار واقعہ کے طور پر بتاتے ہیں کہ تہامہ کی اس سرزمین سے جس کو ''حرم'' کہتے ہیں رات کے کسی حصہ میں وہ روانہ ہوئے اور پھر آپ کی اس مقدس مسجد میں جس کو آپ حضرات ''ایلیا'' کہتے ہیں، پہنچے اور اسی رات کو واپس اپنے شہر مکہ میں آ گئے۔ قیصر کی اس مجلس میں ایلیا کا ایک بطریق موجود تھا۔ اس نے کہا: اے قیصر! میں اس رات سے واقف ہوں جس کا ذکر ابھی عرب مہمان نے کیا ہے۔''

ابوسفیان بطریق کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: ''تم اس رات کے بارے میں کیا جانتے ہو؟'' بطریق نے جواب دیا: ''میں رات کو مسجد کے دروازے بند کر کے سوتا تھا، مگر مذکورہ رات تمام دروازے تو بند کر دیئے گئے مگر ایک دروازہ بند نہ ہوا اور اس کا بند کرنا ہمارے لیے ناممکن ہو گیا۔ مجبور ہو کر میں نے مدد کیلئے تمام کارکنوں کو بلایا، جو اس وقت وہاں موجود تھے، انہوں نے آ کر امکان بھر کوشش کی مگر وہ جنبش بھی نہ دے سکے، بڑھیوں کو بلایا، انہوں نے دیکھ بھال کر کہا یا تو اس پر دروازے کی چوکھٹ گر پڑی ہے یا عمارت میں کوئی نقصان پیدا ہو گیا ہے۔ بہرحال اب رات میں اس کی درستگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، دن میں ٹھیک کر دیا جائے۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے کو کھلا چھوڑ دیا، صبح کو ہم نے جا کر دیکھا تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک گوشے میں نصب تھا، اس میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس میں جانور کے بندھنے کا نشان ہے، یہ سب کچھ ہوتا رہا

Marfat.com

جس کو میں نے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

''اس مقدس عمارت اور اس کے دروازے میں قطعاً کوئی نقص نہیں، یہ کسی نبی کی آمد کیلئے کھلا رکھا گیا تھا اور یقیناً آج رات میں کسی نبی نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ان کی سواری کا جانور سوراخ کر کے اس پتھر میں باندھا گیا ہے۔''

بطریق نے جب اپنا بیان ختم کر لیا تو قیصر ہرقل نے چند لمحے توقف کے بعد دونوں جانب نظر ڈالنے کے بعد کہا: ''اے روم کے ذی علم باشندو! کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی کو مبعوث ہونا ہے اور جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور بلا خوف تردید میں کہتا ہوں کہ یہ وہی نبی مبشر ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لیں۔''

رومی سرداروں نے ہرقل کی مبلغانہ تقریر سن کر نہ صرف یہ کہ اسے رد کر دیا بلکہ انتہائی برانگیختہ ہوئے اور ایسے کلمات کہہ بیٹھے جن کے سننے کا رومی شہنشاہ کے دربار میں کوئی اندازہ کر سکتا تھا نہ تصور۔ چنانچہ قیصر ہرقل نے جب رومیوں کی نفرت، بیزاری اور برہمی کو دیکھا تو نہایت دانائی اور حکمت سے روئے سخن بدلا اور کہنے لگا:

> ''اے سلطنت رومیہ کے قابل فخر فرزندو! واقعی میں نے تمہارے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے مگر یہ اس لیے تھا کہ میں یہ دریافت کر سکوں کہ تم اپنے عقیدے اور نظریات میں کتنے مخلص ہو اور مذہبی روایات کی بنیادیں تمہارے اندر کس قدر گہری ہیں، میں خوش ہوں کہ روم کے لوگ امتحان میں کامیاب ہوئے۔''

یہ بیان سنتے ہی سب حاضرین تہنیت و تعظیم کے مقررہ درباری طریقے کے بموجب اس کے سامنے جھک گئے۔

﴿ابو نعیم﴾

Marfat.com

جہنم کا خوفناک عذاب

روایت میں آتا ہے کہ دوزخی ایک ہزار سال تک آہ وزاری کریں گے۔ اس کے بعد کہیں گے کہ دنیا میں ہم جب صبر کرتے تھے تو ہم کو نجات ملتی تھی۔ وہ ایک ہزار برس تک صبر کریں گے۔ مگر ان کے عذاب میں تخفیف نہ کی جائے گی۔ پھر وہ کہیں گے صبر کریں یا نہ کریں ہمارے عذاب میں کوئی نجات نہ ہوگی پھر وہ اپنے مالک کو بلائیں گے آہ وزاری کریں گے پھر چلائیں گے کہ اے مالک! ہم لوگوں پر عذاب ثابت ہوا اور ہم نے اس عذاب کو بہت سخت پایا، ہمارے چمڑے پک گئے تو اگر ہم کو اس دوزخ سے نکالے تو ہم ایسے گناہ نہ کریں گے۔ مالک اور دوزخ کا نگہبان کہے گا کہ کیا تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ آیات بینات جن کا مطلب بالکل ظاہر تھا تمہارے پاس نہیں لائے تھے۔ دوزخی کہیں گے ہاں پھر ان سے کہا جائے گا تم دعا مانگو پھر وہ کہیں گے: اے پروردگار! ہمارے اوپر بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ قوم تھے۔ اے پروردگار! تو ہم کو دوزخ سے نکال اگر پھر ہم ایسا گناہ کریں اور نافرمانی کریں تو ہم ظالم ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کو چند مدت کی مقدار کے بعد جواب دے گا کہ ان کو دوزخ میں ہانکو اور یہ لوگ مت بولیں اور جب یہ لوگ دوزخ سے نکلنے کیلئے ناامید ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں گے ہزار برس تک۔ اور کہیں گے پروردگار ہمارے لیے بارش بھیج پھر ان کیلئے ایک سرخ رنگ کا بادل بھیجے گا وہ سوچیں گے اللہ تعالیٰ نے بارش بھیجی وہ سوچیں گے پھر وہ پانی ان پر برسے گا مگر ان کے اوپر بڑے بڑے خچروں کے مثل بچھو برسیں گے ان کو ایک بچھو ڈنگ مارے گا تو اس کا درد ہزار برس تک دور نہ ہوگا پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ہزار برس کے بعد بارش کا سوال کریں گے پھر ان کیلئے ایک کالی گھٹا ظاہر ہوگی پھر ان پر اونٹوں کی مثل سانپ برسیں گے جس کو ایک سانپ بھی ڈسے گا تو ہزار

Marfat.com

برس تک اس کا درد ختم نہ ہوگا۔

زدنعم عذاباً فوق العذاب بما کانو یفسقون

ترجمہ: ''ہم انکو فسق و فجور کی وجہ سے کریں گے عذاب پر عذاب۔''

اس طرح دریا سے پار ہونا کہ گھوڑے کے سم بھی تر نہ ہوئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر مرتب فرمایا اور ابوالعلاء الحضرمی رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امیر بنایا اور میں اس جہاد میں شریک تھا جب ہم مقام جہاد میں پہنچے تو کافروں کو ہمارے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اورانہوں نے پانی کے تمام نشانات مٹا دیئے تھے، وہ موسم شدید گرمی وحرارت کا تھا، ہم اور ہمارے جانور پیاس سے بے تاب ہوگئے، جب سورج ڈھلا تو دو رکعت نماز امیر لشکر نے ہمیں پڑھائی پھر انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کیلئے پھیلائے اور ہم آسمان میں کچھ نہیں دیکھ رہے تھے۔ خدا کی قسم! ابھی انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کیلئے واپس نہ کیے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور بادل کو پیدا کیا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ندی نالے بھر گئے اور ہم نے پانی پیا اور پلایا اور مشکیزوں میں بھر لیا۔ اس کے بعد ہم دشمن کی طرف متوجہ ہوئے وہ لوگ خلیج بحر کو پار کر چکے تھے اور ایک جزیرے میں پہنچ گئے تھے، ہم خلیج کے کنارے کھڑے ہوگئے اور ابوالعلاء الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا:

''**یَاعَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا کَرِیْمُ**'' پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر چلو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس حالت میں پار ہوئے کہ ہمارے گھوڑوں کے کھر تک تر نہ ہوئے، پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ ابوالعلاء الحضرمی رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے اور ہم نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔ ان کے دفن کرنے کے بعد ایک شخص آیا۔ اس نے

Marfat.com

پوچھا یہ کون شخص ہیں، ہم نے کہا: یہ امیر لشکر ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا: یہ زمین مردے کو باہر نکال دیتی ہے۔ (یعنی دریا یا جانور وغیرہ اسے کھود ڈالتے ہیں) اگر تم تھوڑا سا آگے منتقل کر دو تو زمین قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ اگر ہم انہیں درندوں کے آگے کر دیں تو وہ کھا جائیں گے۔ غرض کہ سب ان کی قبر کھولنے پر متفق ہو گئے، جب ہم نے ان کی لحد کھولی تو دیکھا کہ ہمارا رفیق اس میں موجود نہیں ہے اور دیکھا کہ منتہائے نظر تک وہ لحد نور سے لبریز ہے، اس کے بعد ہم نے لحد پر مٹی ڈال دی اور ہم نے کوچ کر لیا۔

﴿خصائص کبریٰ﴾

ڈول کنوئیں سے خود بخود نکل آیا

حضرت احمد حضرویہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کسی بزرگ کی خانقاہ میں بوسیدہ لباس پہنے ہوئے پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے آپ کو حقارت سے دیکھا لیکن آپ خاموش رہے پھر ایک مرتبہ کنوئیں میں ڈول گر گیا تو آپ نے انہیں بزرگ کے پاس جا کر کہا کہ دعا فرما دیجئے کہ ڈول کنوئیں سے باہر آ جائے۔ یہ سن کر وہ بزرگ حیرت زدہ رہ گئے لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو میں خود دعا کر دوں۔ چنانچہ اجازت کے بعد جب آپ نے دعا فرمائی تو ڈول خود بخود کنوئیں سے باہر نکل آیا۔ یہ دیکھ کر جب ان تمام لوگوں نے آپ کی تعظیم کی تو فرمایا کہ اپنے مریدین کو ہدایت فرما دیجئے کہ مسافر کو حقیر نظر سے نہ دیکھا کریں۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا جنت کی چار نہروں کا مشاہدہ کرنا

روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس رات مجھ کو آسمان کی سیر کرائی گئی میرے سامنے سب جنتیں پیش کی گئی ہیں۔ میں نے چار نہریں دیکھیں: (۱) پانی کی نہر، (۲) دودھ کی نہر، (۳) شراب کی نہر، (۴) اور شہد کی نہر۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مثل الجنة التی وعد المتقون فیها انهار من ماء غیر آسن وانهار من لبن لم یتغیر طعمه وانهار من خمره لذة للشربین وانهار من عسل مصفی

ترجمہ: ''احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے ہے، اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے اور ایسی شہد کی نہریں جو صاف کیا گیا ہے۔''

میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں؟ اور کہاں جاتی ہیں؟ جبرئیل نے کہا: یہ سب ''حوض کوثر'' کی طرف آتی ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں سے آتی ہیں؟ آپ ﷺ اپنے خدا تعالیٰ سے پوچھیں وہ آپ ﷺ کو بتائے گا اور آپ ﷺ کو دکھائے گا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی تو ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ! بند کر دیں اپنی آنکھیں، تو میں نے بند کیں اپنی آنکھیں اور پھر کہا کہ کھول دو۔ پس میں نے کھول دیں پس اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک درخت کے قریب ہوں۔ میں نے ایک سفید موتی کا مینار دیکھا اور دروازہ اس کا یاقوت کی طرح ہے اور قفل اس کا سونے کی طرح ہے اگر تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کو جمع کیا جائے

Marfat.com

اور یہ سب اس مینار کے اوپر رکھا جائے تو وہ ایک چڑیا کی طرح دکھائی دے گا۔ میں نے اس مینار کے نیچے چار نہروں کو جاری دیکھا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب لوٹ چلو۔ پس کہا کہ آپ ﷺ مینار کے اندر کیوں نہیں جاتے۔ میں نے کہا کس طرح اندر جاؤں؟ اس کے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔ مجھ سے کہا کہ اس چابی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا کہاں ہے؟ تو کہا کہ وہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہے۔ پس میں نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھا تو تالا کھل گیا۔ میں نے چاروں نہروں کو جاری دیکھا۔ مینار کے ستونوں سے کہ جب میں نے ارادہ کیا کہ دوبارہ دیکھوں اور اس کی طرف نگاہ اٹھائی تو میں نے دیکھا کہ مینار کنبد پر لکھا ہوا ہے: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔ میں نے دیکھا کہ پانی کی نہر "بسم" کی میم سے نکلتی ہے۔ اور شراب الرحمٰن کی نون سے نکل رہی ہے اور شہد کی نہر اللہ کی "ھا" سے نکلتی ہے۔ اور دودھ کی نہر "الرحیم" کی میم سے جاری ہے۔ پس میں نے پہچان لیا کہ نہروں کا منبع "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی امت میں سے جس نے مجھ کو ان اسماء کے ساتھ یاد کیا میں (اللہ) اس کو ان نہروں سے پلاؤں گا۔

جنت کی حوریں

روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حوروں کے چہروں کو چار رنگوں سے پیدا کیا فرمایا: سفید، سبز، زرد اور سرخ رنگ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو زعفران، کستوری اور کافور سے پیدا کیا۔ ان کے بال لونگ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں سے لے کر دونوں رانوں تک زعفران اور خوشبو سے پیدا کیا اور دونوں رانوں سے دونوں پستانوں تک عنبر سے پیدا کیا اور گردن سے سر تک کو کافور سے پیدا کیا ہے ان حوروں میں سے اگر کوئی حور تھوک دے تو دنیا مشک کی ہو جائے اور ان

Marfat.com

کے سینے پر ان کے شوہر کا نام لکھا ہوا ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ایک نام لکھا ہوا ہے اور ہر ایک کے ہاتھ میں کنگن ہے اور ان کی انگلیوں میں دس دس انگوٹھیاں ' جواہر اور موتی کی ہوں گی۔

سرسبز انگور نمودار

حضرت شیخ ابوسعید میخوارانی حضرت بایزید بسطامی رحمہم اللہ علیہم کی خدمت میں بغرض امتحان حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی نیت بھانپ کر فرمایا کہ تم ابوسعید راعی کے پاس چلے جاؤ وہ میرا مرید بھی ہے اور میں نے اپنی تمام ولایت اسی کے حوالے کر دی ہے چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ مشغول عبادت ہیں لہٰذا یہ انتظار میں کھڑے رہے اور فراغت عبادت کے بعد جب انہوں نے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ تو آپ نے عرض کیا کہ تازہ انگور۔ چنانچہ ابوسعید راعی نے ایک چھڑی کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے اور ایک ان کے قریب زمین میں دفن کر دی اور تھوڑے ہی وقفہ میں دونوں مقامات سے انگور کے سرسبز درخت نمودار ہونے شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں انگور بھی لگ گئے۔ فرق صرف یہ رہا کہ ابوسعید میخوارانی کے قریب کے درخت میں سیاہ اور ابوسعید راعی کے قریب کے درخت میں نہایت نفیس سفید قسم کے انگور تھے اور جب ابوسعید میخوارانی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مجھے تو صدق و یقین کا درجہ حاصل ہے اور تمہیں امتحان منظور تھا۔ اس لئے اللہ نے دونوں درختوں سے دونوں کو قلبی کیفیت ظاہر فرما دی۔ اس کے بعد آپ نے ایک کمبل دے کر یہ ہدایت کر دی کہ اس کو بحفاظت رکھنا اور کہیں گم نہ کر دینا۔ چنانچہ وہ کمبل لے کر حج کرنے چلے گئے لیکن کمبل انتہائی احتیاط کے باوجود بھی عرفات میں گم ہو گیا اور جب بسطام واپس آئے تو دیکھا کہ وہی کمبل ابوسعید راعی کے پاس موجود ہے۔

Marfat.com

جہاں پر عرش تھا وہاں کعبہ بنا

بعض اہل علم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سے قبل زمین کو پیدا کیا اور عرش کی جگہ پانی کو پیدا کیا اور عرش پانی کے اوپر تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا عرش کو کہ پانی کے اوپر چڑھ جا۔ پس عرش پانی کے اوپر آ گیا اور عرش اوپر اٹھنے لگا اور پانی کی جگہ عرش اور عرش کی جگہ پانی ہو گیا۔ وہ عرش کے پیچھے چلا اور عرش کے ساتھ چلا جہاں تک اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی، اس کے بعد پانی کو واپس جانے کا حکم دیا گیا تو پانی کہنے لگا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے واپسی کا حکم نہ ہوتا تو میں تیرے ساتھ ساتھ رہتا تو اللہ تعالیٰ نے پانی کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ تو نے میری وجہ سے عرش کی تعظیم کی ہے اور اس کے پیچھے چلا ہے اس لیے میں نے تیری شان کو سب سے بڑھا دیا ہے اور میں نے تجھے تمام مخلوق کا قبلہ بنا دیا ہے اور تیری وجہ سے لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ اس لیے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی مہمان کے ساتھ سات قدم چلے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دوزخ کے دروازے بند کر دیتا ہے اور جب مہمان کے ساتھ آٹھ (۸) قدم چلے تو اس کیلئے جنت کے آٹھ (۸) دروازے کھول دیتا ہے۔

زمین نے نبی کریم ﷺ کے حکم سے مردے کو قبول کر لیا

حضرت قبیصہ بن ذریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مشرکین کے لشکر پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو مسلمانوں میں سے ایک شخص مشرکوں کے ایک آدمی سے ملا، وہ

Marfat.com

بھاگا ہوا تھا جب مسلمان نے ارادہ کیا کہ تلوار اٹھا کر اسے مارے تو وہ آدمی کہنے لگا: "لا الہ الا اللہ" تو اس مسلمان نے اسے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، اس کے بعد اس کے قتل کی بابت مسلمان کے دل میں خدشہ پیدا ہوا، اور اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اس کے دل میں جھانک کر دیکھ لیا تھا؟ کچھ دنوں کے بعد وہ قاتل شخص فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ زمین پر باہر تھا۔ اس کے گھر کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے دفن کر دو تو انہوں نے اسے دفن کر دیا پھر جب دوسرا دن ہوا تو دیکھا کہ وہ زمین کے اوپر باہر ہے ایسا تین مرتبہ ہوا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسلمانو سنو! زمین اس سے زیادہ شریر کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم نصیحت و عبرت حاصل کرو تاکہ تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کے قتل کرنے میں جلد بازی نہ کرے جو "لا الہ الا اللہ" کی گواہی دے یا کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جاؤ بنی فلاں کی گھاٹی میں اسے دفن کر دو اور زمین اسے قبول کر لے گی تو انہوں نے اس گھاٹی میں اسے دفن کر دیا۔

✿ (اسے بیہقی و ابونعیم رحمہم اللہ نے اس کی مانند اس زیادتی کے ساتھ عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بروایت عاصم الاحوال رحمۃ اللہ علیہ، سمیط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور ابونعیم و ابن اسحاق رحمہم اللہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ شخص سات دن کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کا نام محلم بن جثامہ تھا۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

Marfat.com

بعد وصال وعدہ پورا فرمایا

حضرت محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شدید بیمار ہوا تو میں خوف آخرت سے بہت ہی متاثر تھا اسی دوران ایک دن حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور مجھے پریشان دیکھ کر فرمایا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں تم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گے۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ مجھے بیماری کا نہیں بلکہ موت کا خوف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موت سے خائف نہ ہونا چاہئے کیونکہ اگر میں تم سے بیس برس قبل ہی مر جاؤں گا جب بھی عالم نزاع میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ اس لئے تم موت سے مت خوفزدہ ہو۔ اس کے بعد مجھے صحت یابی حاصل ہوگئی اور جب آپ کی وفات کے بیس سال بعد حضرت محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ان کے صاحبزادے کا بیان یہ ہے کہ وہ نزعی کیفیت میں اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے کوئی کسی کے لئے تعظیماً کھڑا ہو جاتا ہے پھر وعلیکم السلام کہا اور جب میں نے پوچھا کہ آپ کے سامنے کون ہے تو فرمایا کہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم جانکنی میں آنے کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا وہ تشریف لے آئے ہیں اور دوسرے بہت سے اولیاء کرام بھی آپ کے ہمراہ ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ موت سے نہ ڈرو یہ کہتے ہی ان کا وصال ہو گیا۔ آپ کی تاریخ وفات تذکرۃ الاولیاء کے بعض منسوخ نسخوں میں ان دونوں شعروں سے ملتی ہے۔

بوالحسن آنکہ بود خرقانی نشنیدم مثال اوثانی
شدہ تاریخ صاحب خرقان بوالحسن زیب جائے عدن جناں

(۴۲۴ ہجری)

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

Marfat.com

جنازہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گیا

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے جب وفات پائی، لوگ ان کے جنازے میں شامل ہوئے اور شہر میں ایک بوڑھا یہودی جس کی عمر ستر (۷۰) سال سے بھی زیادہ بڑھ چکی تھی اس نے شور کی آواز سنی تو اس چیز کو دیکھنے کیلئے وہ باہر نکلا لیکن جب اس کی نظر جنازے پر پڑی تو وہ لوگوں کو کہنے لگا کہ میں ایک ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ لوگوں نے اس چیز کے بارے میں پوچھا تو یہودی کہنے لگا کہ میں نے آسمان سے ایک گروہ کو برکت کے حصول کیلئے اترتے ہوئے دیکھا ہے۔ جنازے کی اس برکت کو دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام لانا کتنا اچھا ہے۔
﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

گنہگار ہونے کے باوجود اللہ کی بارگاہ میں مقبول

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے بیس (۲۰) سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بیس (۲۰) سال تک ہی رب ذوالجلال کی نافرمانی کی۔ ایک دن اس نے آئینہ میں اپنی شکل دیکھی تو اسے اپنی داڑھی میں ایک سفید بال نظر آیا۔ یہ دیکھ کر وہ غمگین ہو گیا اور خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کی:

یا اللہ! میں نے بیس (۲۰) سال تک تیری عبادت کی پھر اتنا ہی عرصہ تیری نافرمانی کی۔ کیا اس کے باوجود میری تیری بارگاہ میں واپسی ممکن ہے؟

اس دوران اس نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا:

Marfat.com

ہم نے تیرے ساتھ محبت کی، تو نے ہمیں چھوڑ دیا۔ پس ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا۔ تو نے ہماری نافرمانی کی ہم نے تجھے مہلت دی۔

اس گنہگار نے عرض کیا: یا اللہ! اگر میں تیری بارگاہ میں دوبارہ لوٹ آؤں۔ تو کیا تیری رحمت مجھے قبول فرمالے گی؟

جواب ملا: اے ہمارے سیاہ کار بندے! ہم تجھے قبول فرمالیں گے۔

﴿حیاۃ القلوب﴾

مردے کو زمین کا قبول نہ کرنا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا اور وہ صحیفہ میں "عَلِیْمًا حَکِیْمًا" لکھتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "سَمِیْعًا بَصِیْراً" لکھو وہ کہتا جیسا آپ چاہتے ہیں لکھے دیتا ہوں اور وہ صحیفہ میں "سَمِیْعًا بَصِیْراً" لکھ کر پھر لکھتا "عَلِیْمًا حَکِیْمًا" وہ شخص بعد میں مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور کہنے لگا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زیادہ جانتا ہوں۔ میں جو چاہتا لکھتا تھا جب وہ شخص مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین اسے قبول نہ کرے اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس زمین پر گیا تھا جہاں وہ مرا تھا میں نے اسے پھینکا ہوا پایا۔ میں نے پوچھا: اس کا واقعہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: ہم نے اسے دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

﴿بخاری، مسلم، احمد، بیہقی، ابونعیم﴾

Marfat.com

وفد بنی عامر کے گستاخوں کا برا انجام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں بنی عامر کا ایک وفد آیا۔ اس میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر تھے۔ یہ لوگ قوم کے سردار اور ان کے شیاطین تھے۔ عامر بن طفیل نبی کریم ﷺ کے روبرو آیا اور وہ نبی کریم ﷺ سے غداری کرنا چاہتا تھا اور اس نے اربد سے کہہ رکھا تھا کہ جب ہم ان سے ملیں گے تو میں ان کے چہرے کو تمہاری طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول رکھوں گا۔ جب میں ایسا کرلوں تو ان پر تلوار کا وار کر دینا چنانچہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اے محمد ﷺ مجھ پر دین کی تبلیغ ترک کر دیجئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں ہرگز ترک نہ کروں گا جب تک کہ اللہ وحدہ، پر ایمان نہ لائے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی بات کا انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ سنئے! خدا کی قسم! میں سرخ گھوڑوں اور آدمیوں سے آپ کے خلاف زمین کو بھر دوں گا۔

جب وہ واپس ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی اے خدا عامر بن طفیل کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ پھر جب وہ باہر نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ اے اربد تیرا برا ہو تجھے کیا ہوا۔ میں نے جو تجھ سے کہا تھا اس پر تو نے عمل نہیں کیا۔ اربد نے کہا کہ خدا کی قسم! جب بھی میں نے تیرے مشورے پر عمل کرنا چاہا تو میرے اور ان کے درمیان تو حائل ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ پلٹ کر اپنے علاقے کی طرف چل دیئے ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کو طاعون میں مبتلا کر دیا اور اس کی گردن میں طاعون کی گلٹی نکل آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بنی سلول کی عورت کے گھر میں ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اس کے ساتھی بنی عامر کی سرزمین میں پہنچے تو قبائل کے لوگوں نے پوچھا۔ اے اربد کیا بات ہوئی؟

Marfat.com

اس نے کہا کہ ہمیں ایسی ذات کی پرستش کی طرف بلایا گیا اگر میرے اختیار میں ہوتا تو جس قدر میرے پاس یہ تیر ہیں، اس پر اتنے تیر مارتا کہ میں اسے قتل کر دیتا۔ اس کے دوسرے یا تیسرے دن کے بعد وہ اپنے اونٹ کو فروخت کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی بھیجی جس نے اسے اور اس کے اونٹ دونوں کو جلا ڈالا۔

(ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

نصیحت کرنے کا نرالا انداز

حضرت شیخ امام ابوالنصر سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حسین و جمیل نوجوان تھے۔ بہترین لباس زیب تن فرماتے تھے۔ بصرہ شہر کا دورہ کرتے اور لوگوں کیلئے بھلائی کے کام سرانجام دیتے۔ ایک دن آپ حسب معمول چل رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر ایک ایسی خاتون پر پڑی جو حسن و جمال کا پیکر تھی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس خاتون کے پیچھے چل پڑے تو نیک عورت آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

اما تستحی؟ کیا آپ کو شرم نہیں آتی؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا:

ممن؟ کس سے؟

اس نیک سیرت خاتون نے فرمایا:

فمن یعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور

ترجمہ: ''اس ذات سے جو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے راز کو اچھی

Marfat.com

طرح جانتی ہے۔"

حضرت شیخ امام ابوالنصر سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جواب سن کر وہ اس خاتون کی طرف متوجہ ہونے سے صبر نہ کر سکے اور اپنے پر ان کو کنٹرول نہ رہا چنانچہ اس وجہ سے وہ عورت کا پیچھا کرنے سے باز نہ آئے۔

اس نیک سیرت عورت نے کہا کہ کس وجہ سے تو میرے پیچھے آ رہا ہے؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اے خاتون! تیری آنکھوں کی وجہ سے میں اس آزمائش کے اندر مبتلا ہوا ہوں۔

اس عورت نے کہا کہ آپ بیٹھیں میں آپ کو مطلوبہ چیز کو آپ کو بھیج دیتی ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ سمجھ کر بیٹھ گئے جس طرح اس کی محبت میرے دل میں گھر کر چکی ہے اسی طرح میری محبت اس کے دل میں ہے۔

اچانک حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کیا دیکھتے ہیں کہ لونڈی ایک طبق لائی جس کو رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا تھا جب آپ نے اس طبق سے رومال کو ایک طرف کیا اور اسے کھولا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس طبق کے اوپر اس نیک خاتون کی آنکھیں رکھی ہوئی ہیں۔ لونڈی نے آپ کو اپنی مالکہ کی طرف سے یہ بات بتائی کہ میری مالکہ یہ کہتی ہے:

لا ارید عینا یفتتن بسببھا احد

ترجمہ: "مجھے ایسی آنکھوں کی ضرورت نہیں جن کی وجہ سے کوئی آزمائش میں مبتلا ہوا۔"

جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منظر دیکھا اور اس خاتون کی بات سنی تو آپ کا جسم کانپ اٹھا۔

وامسک لحیة بیده وقال لنفسه اف لک من لحیة تکون اقل من امراء ة وندم و تاب فی تلک الساعة و رجع الی بیته باکیا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی کو پکڑا اور اپنے

Marfat.com

آپ سے کہا کہ تیری اس داڑھی پر افسوس ہے کہ تو ایک عورت سے بھی (خوف وخشیت الٰہی) میں کم ہے۔ آپ اسی وقت اپنے کیے پر نادم ہوئے، توبہ کی اور روتے ہوئے اپنے گھر کی طرف واپس لوٹ آئے۔

جب صبح ہوئی تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس نیک عورت کے گھر آئے تا کہ اس سے معذرت کرسکیں۔ آپ نے دیکھا کہ اس عورت کے گھر کا دروازہ بند پڑا ہے اور رونے والیاں اس پر رو رہی ہیں۔ آپ نے اس خاتون کے بارے میں پوچھا؟ تو جواب ملا کہ اس گھر کی مالکہ فوت ہو چکی ہے۔ آپ وہاں سے واپس پلٹے اور تین دن تک مسلسل روتے ہیں۔ تیسری رات خواب میں آپ نے اس نیک عورت کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں بیٹھی ہوئی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے کہا کہ مجھے بھی آپ اس چادر میں کرلیں۔ اس نیک خاتون نے کہا کہ میں نے آپ کو چادر میں کرلیا کیونکہ مجھے آپ کے سبب سے خیر کثیر ملی ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں اس نیک عورت نے یہ نصیحت کی:

اذا خلوت فاذکر اللہ تعالیٰ واذا اصبحت و امسیت فاستغفر اللہ و تب الی اللہ

ترجمہ: ''جب تنہائی میسر آئے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، جب تو صبح وشام کرے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس نیک عورت کی نصیحت کو قبول فرمایا۔ رب ذوالجلال کی طرف سے اس قدر کرم ہوا کہ آپ زہد اور طاعت میں مشہور ہوگئے۔ بلند درجات حاصل کیے۔ خداوند قدوس کی بارگاہ میں اعلیٰ ترین مقام حاصل کیا اور آپ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر اولیاء کرام میں سے تھے۔

﴿جواہر البحار﴾

Marfat.com

توبہ کرنے کی برکات

بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی۔ وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی تھی۔ وہ بدکار عورت اپنے گھر کے دروازے کھول کر بالکل سامنے ایک تخت پر بیٹھی رہتی تھی جو بھی انسان اس عورت کو دیکھتا، وہ آزمائش میں مبتلا ہو جاتا جو بھی مرد اپنی حاجت کو پورا کرنے کیلئے اس کے پاس جاتا تو وہ دس (۱۰) دینار یا اس سے کچھ زیادہ دے کر اندر جانے کی اجازت ملنے کے بعد وہ اس کے گھر میں داخل ہو جاتا۔

ایک مرتبہ اس بدکارہ کے دروازے کے سامنے سے ایک عابد کا گزر ہوا جب اس کی نگاہ اس عورت پر پڑی جو کہ اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی تو وہ عابد اس بدکارہ کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہو گیا۔ وہ اس کو حاصل کرنے کیلئے دل ہی دل میں کوشش کرنے لگا۔ اس کے خیال کو اپنے دل سے دور کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ محبت زائل نہ ہو سکی۔ اپنے آپ پر کنٹرول نہ رہا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس جو کچھ سامان تھا اسے فروخت کیا اور اس عورت کے حصول کیلئے جتنے دینار کی ضرورت تھی ان کو جمع کیا۔ آخر کار وہ اس بدکار عورت کے گھر آ گیا۔ اس نے کہا کہ اس کے مقرر کردہ وکیل کو سلام کرے، بہر حال اسکے آنے کا جو وقت مقرر ہوا، اس بدکارہ نے وعدہ دے دیا۔

وہ عابد اس وقت مقررہ پر آ گیا، اس فاحشہ نے اپنے آپ کو سنوارا اور اپنے گھر میں موجود ایک پلنگ پر بیٹھ گئی۔ رقم ادا کرنے والا عابد بھی وہاں پہنچ گیا اور اس فاحشہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھ گیا۔

جب اس نے اپنے ہاتھ کو فاحشہ کی طرف بڑھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عبادت، پہلے کرنے والی توبہ کی برکت اور اپنی رحمت کی وجہ سے اس کے ہاتھ کو روک لیا اور عابد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس حالت میں دیکھ رہا ہے۔ اس طرح

Marfat.com

اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہی بات سوچ کر اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔ اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔

فاحشہ عورت نے جب اس کی طرف دیکھا (تو وہ حیران ہوئی) کہ اس کا رنگ ہی بدل گیا ہے۔ بالآخر عورت اس سے یوں گویا ہوئی:

ما الذی اصابک؟ تجھے کیا ہوا؟

عابد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے۔

عورت نے کہا: تیرا برا ہو، جو کچھ ابھی تجھے میسر آیا ہے، بکثرت لوگ اس کی آرزو کرتے ہیں۔

کون سی چیز ایسی ہے کہ جس میں تو بھی مبتلا ہو گیا ہے؟ عابد نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، جو رقم میں تیرے سپرد کر چکا ہوں اس کا خرچ کرنا تیرے لیے حلال ہے تو مجھے صرف باہر نکلنے کی اجازت دے۔

فاحشہ عورت نے اسے کہا کہ تو نے یہ برائی کا کام کبھی نہیں کیا؟

اس عابد نے کہا: "نہیں"۔

بدکارہ عورت نے کہا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟

عابد نے اپنا اور اپنے گاؤں کا نام بتایا۔ تب اسے باہر جانے کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ وہاں سے وہ چلا گیا۔

باہر آنے کے بعد اپنی ہلاکت اور بربادی کی دعا کر رہا تھا اور وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ عابد کے اس عمل کی برکت سے فاحشہ عورت کے دل میں خوف خدا پیدا ہو گیا۔ اپنے دل میں کہنے لگی کہ یہ پہلا گناہ شروع کرنے لگا کہ اس کے دل میں اس قدر خوف خدا پیدا ہو گیا۔ جبکہ اپنے آپ سے کہنے لگی کہ میں تو سال ہا سال سے اس طرح کے گناہ کر چکی ہوں جو عابد کا رب ہے جس سے وہ اس قدر ڈرتا ہے میرا تو بھی وہی رب ہے جب میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں، مجھے تو اس سے کہیں زیادہ ڈرنا چاہیے۔

بدکارہ عورت نے توبہ کی اور لوگوں کے آنے سے اپنا دروازہ بند کر لیا، پرانا

Marfat.com

لباس زیب تن کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی۔ رب ذوالجلال کی عبادت کرنے لگی، جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

عورت کے دل میں خیال آیا اگر میں نیک آدمی کے پاس چلی جاؤں شاید کہ وہ میرے ساتھ نکاح کرے۔ میں اس کے پاس رہ جاؤں۔ اپنے دین کے معاملات اس سے سیکھوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے بارے میں میرا مددگار ثابت ہو۔

رخت سفر باندھا، سامان اٹھایا۔ خادم اپنے ساتھ لیے، اس بستی میں آ پہنچی جہاں عابد رہتا تھا۔ وہاں جا کر اس کے بارے میں دریافت کیا۔

عابد کو عورت کے بارے میں خبر دی گئی کہ بستی میں ایک خاتون آپ کے بارے میں پوچھ رہی ہے جب عابد عورت کی طرف آیا۔ عورت نے جونہی اسے دیکھا اپنے چہرے سے پردے کو ہٹا دیا تا کہ وہ عابد خاتون کو پہچان سکے۔ جب عابد نے اسے دیکھا تو پہچان لیا، اسے وہ سارا منظر یاد آ گیا جو عورت اور عابد کے درمیان رونما ہو چکا تھا۔ عابد نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ غمزدہ عورت باقی رہ گئی اور کہنے لگی کہ میں جس کیلئے آئی وہ مر گیا۔ کیا عابد کے رشتہ داروں میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو عورت کے ساتھ نکاح کرنے کا ضرورت مند ہو؟ لوگوں نے عورت کو بتایا کہ مرنے والے کا ایک صالح مرد بھائی ہے لیکن وہ تنگدست ہے۔ عورت نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ میرے پاس مال موجود ہے جس کی وجہ سے میں غنی ہوں۔ مرنے والے عابد کا بھائی آیا اور اس نے توبہ کرنے والی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے اور وہ سارے توبہ کرنے کی برکت سے بنی اسرائیل میں انبیاء کرام ہوئے۔ الحمد للہ

﴿درۃ الناصحین﴾

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے پڑوسی

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب اولین و آخرین اکٹھے ہو جائیں گے تو ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ دنیا میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کے پڑوسی کہاں ہیں؟ لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا جو کہ جنت میں جانے کا ارادہ کرے گا۔ فرشتے ان سے کہیں گے تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

وہ لوگ کہیں گے ہمارا جنت میں جانے کا ارادہ ہے۔ فرشتے کہیں گے کیا حساب و کتاب سے پہلے؟ وہ لوگ کہیں گے ہاں! فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں۔ فرشتے ان سے پھر کہیں گے کہ تمہارا پڑوس کیا ہے؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔

جلتی آگ محفوظ میں رہے

اسمٰعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شرجیل بن مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے رایت ہے کہ اسود بن قیس عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔ ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نہیں سنتا۔ اس نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اسکی گواہی دیتا ہوں۔

اس پر اس نے خوب آگ جلانے کا حکم دیا، پھر ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈال

Marfat.com

دیا، مگر آگ نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ یہ دیکھ کر اسود نے کسی سے کہا اگر تو ان کو اپنے پاس سے دور نہ کرے گا تو یہ ان لوگوں کو برگشتہ کر دے گا جو تیری پیروی کرتے ہیں تو اس نے وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور وہ مدینہ منورہ آ گئے، اس زمانہ میں حضور نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ اس کا ماجرا سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس خدائے برتر کی حمد ہے جس نے مجھے ابھی تک موت سے ہمکنار نہ کیا اور اس نے مجھے امت محمدیہ ﷺ کے ایسے شخص کو دکھایا جس کے ساتھ وہ کچھ ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا اور بنی خولان کے لوگ عنسیوں سے کہتے تھے کہ تم ایسے جھوٹے لوگ ہو کہ تم نے ہمارے ایک ساتھی کو آگ میں ڈالا اور اس نے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آگ سے محفوظ رہے

حضرت یحییٰ بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابو بلج رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مشرکوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں جلایا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

"یا نار کونی بردا وسلاما علی عمار کما کنت علی ابراھیم"

ترجمہ: "اے آگ تو عمار رضی اللہ عنہ پر ایسی سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی اور فرمایا: اے عمار رضی اللہ عنہ تجھ کو باغی گروہ قتل کر دے گا۔"

﴿ابن عساکر﴾

Marfat.com

دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے بازار میں گئے اور لوگ ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور کہنے لگے: اے ابواسحٰق! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ ''مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔'' ہم ایک مدت سے دعا مانگتے ہیں مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے اہل بصرہ! تمہارے دل مردہ ہو گئے ہیں۔ دس چیزوں سے اور کس طرح تمہاری دعا قبول ہو۔

(۱) تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اس کا حق ادا نہیں کیا،

(۲) تم نے قرآن پڑھا لیکن اس پر عمل نہ کیا،

(۳) تم نے دعویٰ کیا محبت رسول (ﷺ) کا مگر حضور (ﷺ) کی سنت کو چھوڑ دیا،

(۴) تم نے دعویٰ کیا عداوت شیطان کا مگر اس کی موافقت اور اطاعت کی،

(۵) تم نے جنت میں داخل ہونے کا دعویٰ کیا مگر عمل نہیں کیا،

(۶) تم نے دوزخ سے نجات کا دعویٰ کیا مگر اس کے اندر اپنے نفسوں کو ڈال دیا،

(۷) تم نے دعویٰ کیا کہ موت برحق ہے مگر اس کیلئے تیاری نہیں کی،

(۸) تم اپنے بھائیوں کی عیب جوئی میں مشغول رہے لیکن اپنے عیبوں کو نہ دیکھا،

(۹) تم نے اپنے پروردگار کی نعمتیں کھائیں مگر اس کا شکر نہ کیا،

(۱۰) تم نے مردوں کو دفن کیا لیکن ان سے عبرت نہیں حاصل کی۔

Marfat.com

ابلیس لعین کے پندرہ دشمن

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان ابلیس کو حکم دیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور جو وہ سوال پوچھیں اس کا جواب دے۔ پس شیطان ایک شیخ کی صورت میں ہاتھ میں ایک عصا لیے ہوئے آیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں تو آپ ﷺ نے پوچھا تو یہاں کیوں آیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جاؤں اور آپ کے سوال کا جواب دوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیرے کتنے دشمن ہیں؟ اس نے کہا کہ پندرہ (۱۵)۔ (۱) ایک آپ ہیں حضرت محمد ﷺ۔ (۲) امام عادل، (۳) مالدار تواضع کرنے والا، (۴) سچا تاجر، (۵) عالم نمازی خدا ترس، (۶) مومن ناصح، (۷) مومن رحم کرنے والا، (۸) توبہ کرنے والا اور اپنی توبہ پر ثابت رہنے والا، (۹) حرام سے پرہیز کرنے والا، (۱۰) وہ مومن جو پاکیزگی کرنے والا، (۱۱) وہ مومن جو صدقہ کرنے والا ہو، (۱۲) مومن خلیق اچھے اخلاق والا، (۱۳) وہ مومن جو لوگوں کو نفع پہنچائے، (۱۴) جو مومن ہمیشہ قرآن پاک پڑھتا ہو، (۱۵) وہ مومن جو رات کو عبادت کرنے والا ہو جب سب لوگ سو جائیں۔

ابلیس لعین کے دس دوست

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ میری امت میں تیرے کتنے دوست ہیں تو اس نے کہا کہ دس (۱۰) لوگ میرے دوست ہیں: (۱) ظالم بادشاہ، (۲) مالدار تکبر کرنے

Marfat.com

والا، (۳) خیانت کرنے والا، (۴) شراب پینے والا، (۵) غیبت کرنے والا، (۶) بدکاری کرنے والا، (۷) یتیموں کا مال کھانے والا، (۸) نماز میں سستی کرنے والا، (۹) زکوٰۃ دینے والا، اور (۱۰) زیادہ امیدیں باندھنے والا۔ پس یہ لوگ میرے بھائی اور میرے دوست ہیں۔

پانی پر چلنا

حضرت احمد بن ابراہیم المطلب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میں نماز فجر کے بعد آپ کے پاس آؤں گا لیکن آپ عشاء کے وقت بھی تشریف نہیں لائے چنانچہ میں چشم براہ تھا تو دیکھا کہ آپ اپنا مصلیٰ اٹھا کر دریائے دجلہ پر پہنچے اور پانی کے اوپر چل کر صبح تک حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے مصروف گفتگو رہے اور صبح کو پھر پانی پر چلتے ہوئے واپس آ گئے۔ اس وقت میں نے قدم پکڑ کر اپنے لئے دعا کی درخواست کی تو دعا دے کر فرمایا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کو میری زندگی میں کسی سے بیان نہ کرنا۔

بنی اسرائیل کے عابد کا عبرتناک انجام

بنی اسرائیل کا ایک عابد تھا جو اپنے گھر جا گھر میں عبادت کرتا رہتا تھا۔ اس عبادت گزار کا نام برصیصا تھا۔ اس قدر وہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ تھا کہ وہ مستجاب الدعوات بن چکا تھا، لوگ اس کے پاس اپنے مریضوں کو لاتے اور اس کی دعا کرنے سے وہ بیمار تندرست ہو جاتا۔

Marfat.com

ابلیس لعین نے ایک دن اپنے شیطانوں کو بلایا اور کہا کہ اس برصیصا عابد کو تم میں سے کون آزمائش میں ڈال کر گمراہ کرے گا؟

شیاطین میں سے عفریت نامی شیطان نے کہا کہ میں اسے آزمائش میں ڈالوں گا اگر میں اسے فتنہ میں مبتلا نہ کر سکا تو میں تم شیاطین میں سے نہیں ہوں گے۔ ابلیس لعین نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے۔

عفریت نامی شیطان بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس گیا جس کی حسین وجمیل بیٹی تھی جو اپنے والدین اور بھائیوں کے پاس بیٹھی تھی۔ شیطان نے اسے اٹھا کر زمین پر دے مارا، اس وجہ سے اس لڑکی کے اہل خانہ انتہائی پریشان ہوئے اور لڑکی پر جنون کی کیفیت طاری ہوگئی اور کئی دن تک اس کی یہی کیفیت رہی۔

چند دن گزرنے کے بعد ایک انسان کی شکل بنا کر وہ شیطان ان کے پاس آیا اور اس نے لڑکی کے گھر والوں سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تندرست ہو جائے جب ان کی طرف سے اثبات میں جواب ملا تو شیطان نے کہا کہ تم فلاں راہب کی طرف جاؤ وہ جب اس کیلئے دعا کرے گا تو یہ تندرست ہو جائے گی چنانچہ اس مجنونہ لڑکی کے گھر والے اسے راہب کے پاس لے گئے جب اس نے دعا کی تو لڑکی بالکل تندرست ہوگئی جب وہ اسے واپس لے کر پلٹے تو شیطان نے ان سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ یہ لڑکی بالکل تندرست ہو جائے تو تم اسے کچھ دنوں کیلئے راہب کے پاس رہنے دو۔ وہ لڑکی کو لے کر دوبارہ راہب کے پاس گئے اور اسے کہا کہ کئی دنوں تک آپ اسے اپنے پاس رکھیں۔ راہب نے انکار کیا لیکن انہوں نے لڑکی کو اس کے پاس رکھنے پر اصرار کیا اور آخر کار اسے راہب کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

راہب نماز پڑھتا اور ہمیشہ روزہ رکھتا، راہب نے لڑکی کو اپنے پاس بٹھا لیا، اسے کھانا کھلایا، یہاں تک کہ کافی دیر تک اسے اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ ایک دن راہب نے اس کی طرف نظر کی۔ اس کے چہرے اور جسم کو دیکھا تو اسے یوں لگا کہ اسے تو آج تک اس سے زیادہ حسن وجمال والا کوئی نظر نہیں آیا۔ راہب کا دل شیطانی

Marfat.com

وسوسہ کی وجہ سے لڑکی کی طرف مائل ہوگیا اور وہ صبر نہ کر سکا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ راہب نے لڑکی ساتھ جماع کرلیا اور وہ لڑکی حاملہ ہوگئی۔

شیطان نے راہب کے پاس آکر کہا کہ تو نے اس لڑکی کو حاملہ کر دیا ہے۔ یہ جو تو نے جرم کیا ہے۔ بادشاہ تجھے ہرگز نہیں چھوڑے گا اگر تو اپنے اس جرم کو چھپانا چاہتا ہے تو لڑکی کو ذبح کر کے اپنے اس گرجے میں دفن کر دے جب اس کے والدین آکر تجھ سے اسکے بارے میں معلوم کریں تو ان سے کہنا کہ وہ فوت ہوگئی ہے چنانچہ جب لڑکی کے اہل خانہ آئے۔ اس کے بارے میں پوچھا تو راہب نے کہا کہ لڑکی فوت ہوگئی ہے تو وہ خاموش ہوگئے اور انہوں نے راہب کی تصدیق کی۔

شیطان لڑکی کے گھر والوں کے پاس گیا اور ان سے جا کر کہا کہ راہب نے تمہاری لڑکی کے ساتھ جماع کیا جب اسے یہ خوف لاحق ہوا کہ تم میں سے کسی کو اس کا پتہ چل جائے گا تو اس نے لڑکی کو ذبح کرنے کے بعد اپنے گرجا گھر میں دفن کر دیا۔

بادشاہ لوگوں کو لے کر دوبارہ راہب کے پاس گیا۔ انہوں نے قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی ذبح کی ہوئی وہاں دفن ہے۔ انہوں نے راہب کو پکڑا اور بطور سزا اسے سولی پر لٹکا دیا، جب راہب سولی پر لٹکایا ہوا تھا تو شیطان اس کے پاس آیا اور راہب سے کہا کہ تو اگر اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے سجدہ کرے تو میں تجھے اس سولی سے بچا سکتا ہوں۔ راہب نے کہا کہ میں تجھے اس حالت میں کیسے سجدہ کر سکتا ہوں تو شیطان نے کہا کہ اگر تو صرف اپنے سر سے اشارہ کر دے تو میں تیرے اس طرح کرنے سے بھی راضی ہو جاؤں گا۔ راہب نے سر کا اشارہ کرتے ہوئے اسے سجدہ کیا۔ عفریت نامی شیطان نے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں تمام جہانوں کے رب سے ڈرتا ہوں۔

اس چیز کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں موجود ہے:

کمثل الشیطان اذ قال للا نسان اکفر فلما کفر قال انی بریء منک انی اخاف اللہ رب العالمین. فکان عاقبتھما

Marfat.com

انهما فی النار خالدین فیها، و ذلک جزاء الظلمین.

ترجمہ: ”شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر، پھر جب اس نے کفر کر لیا، بولا میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، جو سارے جہان کا رب تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔“

﴿درۃ الناصحین﴾

مرنے کے بعد کلام کرنا

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ جو بنی الحارث ابن خزارج کی شاخ سے تھے۔ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے اور ان کے جسم پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کے سینے میں گرج کی آواز سنی پھر انہوں نے کلام کیا۔

انہوں نے کہا کہ احمد ﷺ کا نام پہلی کتابوں میں احمد ﷺ ہے۔ آپ صادق تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ذات میں کمزور تھے، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم میں کتاب اول میں قوی تھے وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کتاب اول میں قوی و امین تھے۔ وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہی کی راہ پر قائم ہیں، ان کی خلافت کے چار سال گزر چکے ہیں اور دو سال باقی ہیں پھر فتنوں کا ظہور ہوگا اور شدید کمزور کو کھائے گا اور قیامت برپا ہوگی اور بہت جلد بئر اریس سے تمہارے لشکر کے بارے میں خبر آئے گی اور وہ بئر اریس کیا ہے؟

اس کے بعد خطمہ سے ایک شخص فوت ہوا، اس کے جسد پر کپڑا ڈال دیا گیا پھر لوگوں نے اس کے سینے میں گرج کی آواز سنی، اس نے کلام کیا۔ اس نے کہا کہ بنی الحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا، سچ کہا۔

﴿بیہقی﴾

Marfat.com

ایک مرید شیطان کے چکر میں

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید کے قلب میں یہ وسوسہ شیطانی پیدا ہو گیا کہ اب میں کامل بزرگ ہو گیا ہوں اور مجھے صحبت مرشد کی حاجت نہیں اور اس خیال کے تحت جب وہ گوشہ نشین ہو گیا تو رات کو خواب میں دیکھا کرتا کہ ملائکہ اونٹ پر سواری کر کے جنت میں سیر کرانے لے جاتے ہیں اور جب یہ بات مشہور ہو گئی تو ایک دن آپ اس کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا کہ آج رات کو جب تم جنت میں پہنچو تو لاحول پڑھنا۔ چنانچہ اس نے جب آپ کے حکم کی تعمیل کی تو دیکھا کہ شیاطین تو فرار ہو گئے اور ان کی جگہ مردوں کی ہڈیاں پڑی ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ تائب ہو گیا اور آپ کی صحبت اختیار کر کے یہ طے کر لیا کہ مرید کے لئے گوشہ نشینی سم قاتل ہے۔

﴿تذکرہ الاولیاء﴾

اللہ ہی سب کا رزاق ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے جب زمین وسیع ہوئی اور آپ کو جن وانس اور حوش وطیور کا حاکم بنایا گیا تو ان کا نفس مغرور ہوا پس اجازت چاہی اپنے پروردگار سے کہ وہ مجھے حکم دے کہ میں مخلوق کو ایک سال تک روزی دوں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ تجھ میں اس کی استطاعت نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار! مجھے ایک دن کا حکم دے تو اللہ تعالیٰ نے ایک دن کا حکم دیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا جن وانس کو جتنے زمین میں ہیں سب آ جائیں اور پکائیں اور موجود رکھیں۔

Marfat.com

پس پکایا گیا اور چالیس (۴۰) روز تک موجود رکھا گیا پھر ہوا کو حکم دیا کہ وہ کھانے کی چیزوں کے اوپر چلے تاکہ وہ کھانا خراب نہ ہو اور فرمایا کہ کھانا ایک وسیع میدان میں جمع کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ مخلوقات میں سے کس سے شروع کرے گا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خشکی اور تری میں رہنے والوں سے شروع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے دو سمندروں میں سے ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر جائے۔ مچھلی نے سر اٹھایا اور دستر خوان پر آئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری روزی آج تمہارے ذمہ کی ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تو کھانا کھالے۔ پس کھانے لگی اور ایک لمحے میں سارا کھانا کھا گئی۔ پھر پکار کر کہا اے سلیمان علیہ السلام! مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلایئے میں بھوکی ہوں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تو ابھی تک سیر نہیں ہوئی تو مچھلی نے کہا کہ میں ابھی تک بھوکی ہوں تو اسی وقت حضرت سلیمان علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور کہا: پاک ہے وہ ذات جو مخلوق کی روزی کا ضامن ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آرزو

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روزہ کی حالت میں مسجد میں رہنے والے تھے۔ آپ نے ایک بلند و بالا پہاڑ کو دیکھا تو وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی کے اوپر دودھ سے زیادہ سفید ایک چٹان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی اس چٹان کے ارد گرد گھومے اور اس کے حسن و جمال کی وجہ سے بڑے متعجب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

یا عیسیٰ علیہ السلام! اتحب ان ابین لک اعجب من ھذا؟

اے عیسیٰ علیہ السلام! کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میں اس سے بھی زیادہ

Marfat.com

عجیب وغریب چیز آپ کے سامنے ظاہر فرما دوں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواباً عرض کیا: جی ہاں۔

فانفلقت الصخرة فاذا هو يشيخ فيها عليه مدرعة من الشعر و بين يدبه عكازة و بيده عنب. وهو قائم يصلى فتعجب عيسىٰ السلام

چنانچہ وہ چٹان پھٹ گئی تو اچانک آپ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک بزرگ تشریف فرما ہیں جن کے جسم پر بالوں کا بنا ایک جبہ ہے اس کے سامنے ایک ڈنڈا پڑا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں انگور خوشا ہے اور وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ بزرگ کو اس حالت میں دیکھ کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہا السلام بڑے حیران ہوئے۔

فقال با شيخ ما هذا الذى ارى؟

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے شیخ! یہ کیا ہے جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں؟

"قال رزقى فى كل يوم"

بزرگ نے عرض کیا: یہ ہر روز کا میرا رزق ہے۔

فقال له منذ كم سنة تعبد فى هذا الصخرة؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ کتنے عرصہ سے تم اس چٹان میں عبادت کر رہے ہو؟

فقال مندر اربعما ئة سنة

بزرگ نے کہا کہ چار سو سال سے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ! کیا تو نے اس سے بھی کوئی افضل مخلوق پیدا فرمائی ہے؟

فارحى الله تعالىٰ اليه: لو ان رجلا من امة محمد ﷺ ادرک شهر شعبان فصلى ليلة النصف صلوٰة البراة لهى افضل عندى من عبادة عبدى هذا ار بعما ئة سنة.

Marfat.com

فقال عیسیٰ علیه السلام: لیتنی کنت من امة محمد ﷺ.

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر کوئی شخص حضرت محمد ﷺ کی امت میں سے شعبان المعظم کے ماہ مبارک کو پائے اور اس کی پندرھویں کی رات صلوٰۃ البرأۃ (دو رکعت نماز نفل) ادا کرے تو وہ میرے نزدیک میرے اس بندے کی چار سو سال کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔

ماں کی خدمت نہ کرنے کی سزا

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں ایک تاجر شخص تھا۔ ایک دن تاجر کے پاس اس کی بوڑھی والدہ کوئی چیز مانگنے کیلئے آئی جسے وہ اپنی ذات پر خرچ کرنا چاہتی تھی۔

تاجر کی بیوی نے کہا: تیری ماں ہمیں فقیر بنانے پر تلی ہوئی ہے کیونکہ یہ ہر روز ہی کچھ نہ کچھ لینے کیلئے آجاتی ہے۔ اپنے بیٹے کی بیوی کی یہ بات سن کر تاجر کی ماں زار و قطار رونے لگی اور چلی گئی جبکہ اس کے تاجر بیٹے نے بھی اسے کچھ نہ دیا۔

کچھ عرصہ گزرا کہ وہ تاجر اپنے کاروبار کے سلسلہ میں سفر پر روانہ ہوا۔ سفر کے دوران ڈاکوؤں نے اس پر ڈاکہ ڈالا، جو کچھ اس کے پاس تھا وہ سب کچھ انہوں نے لے لیا پھر انہوں نے تاجر کو پکڑا۔ اس کے ہاتھ کاٹ دیئے۔ اس کی گردن میں کپڑا ڈال دیا اور وہیں پر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ راستہ پر خون میں لت پت اسے چھوڑ کر ڈاکو فرار ہو گئے۔ اس کے پاس سے کچھ لوگوں کا گزر ہوا۔ وہ اسے اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ گئے جب اس کے رشتہ دار اسے ملنے کیلئے آئے تو اس نے خود اعتراف کیا کہ یہ میرے جرم کی سزا ہے اگر میں اپنے ہاتھ سے اپنی والدہ کو درہم دے دیتا تو اس طرح میرے ہاتھ نہ کاٹے جاتے اور نہ ہی میرا مال لوٹا جاتا۔ تاجر کی ماں اپنے

Marfat.com

بیٹے کے پاس آئی اور اسے کہا:

اے میرے بیٹے! مجھے بہت دکھ ہوا ہے اس وجہ سے کہ دشمن نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ تاجر بیٹے نے کہا: اے میری ماں! یہ سب کچھ اس گناہ کی وجہ سے ہے جو غلطی میں نے آپ کے ساتھ کی ہے۔ اب میں تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتا ہوں۔

بوڑھی ماں نے کہا: اے میرے بیٹے! میں تجھ پر راضی ہوں۔ اسی دوران رات آ گئی جب اس تاجر نے صبح کی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کے ہاتھ پہلی حالت پر بالکل صحیح ہوکر واپس آ چکے تھے۔

(یہ ہے ماں کو راضی کرنے کی برکت۔)

ماں کی نافرمانی کی سزا

ایک بزرگ اپنے فضل کے لحاظ سے بہت مشہور تھے۔ ایک دن انہوں نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا جبکہ ان کی والدہ اس بات پر راضی نہیں تھی کہ وہ مکہ مکرمہ کا سفر کرے۔ بزرگ اپنی والدہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ بالآخر انہوں نے مکہ مکرمہ جانے کا فیصلہ کرلیا جب وہ روانہ ہوئے تو ان کی ماں ان کے پیچھے آئی اور کہا:

یارب! ان ابنی احرقنی بنار الفرقة سلط علیه عقابا و تضرعت و ناجت

ترجمہ: ''اے میرے رب! بے شک میرے بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلایا ہے تو اس پر سزا کو مسلط کر، بزرگ کی والدہ نے بارگاہ الٰہی میں فریاد و مناجات کی۔''

جب وہ بزرگ شہروں میں سے ایک شہر میں پہنچے تو وہ رات کے وقت عبادت

Marfat.com

کرنے کیلئے ایک مسجد میں داخل ہوئے۔ایک چور اس شہر کے گھروں میں سے ایک گھر میں داخل ہوا۔گھر والے کو پتہ چلا کہ اس کے گھر میں چور ہے جب مالک خانہ نے چور کا تعاقب کیا تو وہ چور کی طرف بھاگا۔گھر والوں نے اس کا تعاقب کیا جب وہ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو چور غائب ہوگیا۔انہوں نے آپس میں کہا کہ چور مسجد میں موجود ہے چنانچہ وہ سب مسجد میں داخل ہوئے۔انہوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہا ہے،اسی وقت گھر والوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حاکم شہر کے پاس لے گئے۔

حاکم شہر نے حکم دے دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ کر اس کی دونوں آنکھیں نکال لی جائیں۔

حاکم شہر کے کارندوں نے اس بزرگ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر اس کی دونوں نکال لیں اور انہوں نے شہر میں اعلان کرا دیا کہ چور کی یہ سزا ہے۔

بزرگ نے کہا: یہ نہ کہو بلکہ اس طرح کہو کہ:

ھذا جزاء من قصد طواف مکة بلا اذن امه

یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے ماں باپ کی اجازت کے بغیر مکہ مکرمہ اور کعبہ شریف کے طواف کا ارادہ کیا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ واقعی یہ تو شیخ ہے جب انہیں اس حالت کا علم ہوا تو وہ زار وقطار روئے اور افسوس کا اظہار کیا اور وہ اس بزرگ کو اس کی ماں کے پاس لائے اور اسے عبادت خانے کے دروازے پر رکھ دیا اور اس میں ہی اس کی ماں ندا دے رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

اے میرے رب! میں نے اپنے بیٹے کو ایک آزمائش کے ذریعے آزمایا جو اس کو میرے پاس واپس لائی ہے تاکہ میں اسے دیکھ سکوں۔

بزرگ نے ندا دی: میں بھوکا مسافر ہوں، مجھے آپ کھانا کھلائیں۔اس خاتون نے کہا کہ دروازے کی طرف آؤ۔ بزرگ نے کہا کہ میرے پاؤں نہیں جن کے ساتھ میں آپ کی طرف چل سکوں۔ بزرگ کی ماں نے کہا کہ تم اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھاؤ۔

Marfat.com

بزرگ نے کہا کہ میرے دونوں ہاتھ نہیں ہیں۔ بزرگ کی ماں نے کہا کہ اگر میں تجھے کھانا کھلاؤں تو تیرے اور میرے درمیان حرمت ثابت ہو جائے گی۔ بزرگ نے کہا کہ آپ اس بات کا بھی خوف نہ کریں کیونکہ میری دونوں آنکھیں بھی نہیں ہیں۔

بزرگ کی ماں نے ایک تازہ چپاتی روٹی اور ٹھنڈا پانی ایک برتن میں لیا اور اس کی طرف آ گئی۔ جب بزرگ نے اپنی ماں کے آنے کو محسوس کیا تو اس نے اپنے چہرے کو اپنی ماں کے قدموں کے اوپر رکھ دیا اور کہا:

اے میری ماں! میں تیرا گنہگار بیٹا ہوں۔ اس کی ماں نے بھی جان لیا کہ واقعی وہ اس کا بیٹا ہے چنانچہ وہ روئی اور اس نے کہا:

یارب! اذا کانت الحالة کذلک ما قبض روحی وروحه حتی لا یری الناس سواد و جهنا فلم تتم المناجاة الاوقد قبض روحیهما

اے میرے رب! جب حالت اس طرح ہے تو کیوں میری اور اس کی روح قبض نہیں ہوگی تاکہ لوگ ہمارے چہرے کی سیاہی نہ دیکھ سکتے ابھی اس کی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ان دونوں کی روح قبض ہو گئی۔

بعثت نبوی سے چار سو سال قبل ایمان لانے والا جن

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی ایک جماعت حج کے ارادہ سے چلی۔ راہ میں انہیں ایک سفید سانپ زمین پر تڑپتا ہوا ملا اور اس کے پاس سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہا: آپ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں اور میں تو اس سانپ کا انجام دیکھ کر یہاں سے آگے بڑھوں گا۔

Marfat.com

زیادہ دیر نہ گزری کہ سانپ مر گیا، میں نے اسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر گزرگاہ سے الگ ایک طرف کو دفن کر دیا اور پھر تیزی سے چل کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ انہیں دنوں ہم بیٹھے تھے کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں، ان میں سے ایک نے کہا تم میں کس شخص نے عمر کو دفن کیا ہے؟ ہم نے پوچھا عمر کون؟ اس نے کہا وہ سفید سانپ جو دفن کیا گیا ہے۔ میں نے کہا اس کو میں نے دفن کیا تھا۔ میرے جواب کو سن کر اس خاتون نے کہا: تم نے ایک ایسی جان کو دفن کیا ہے جو روزے دار اور نماز کی پابند، احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا اور ذات ختم رسل پر ایمان لائے ہوئے تھا اور حضرت رسول قرشی و عربی ﷺ کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں اس نے آپ ﷺ کی حمد و ثناء اور توصیف سنی تھی۔

یہ واقعہ سننے کے بعد ہم سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر ہم حج کر کے واپس ہوئے تو مدینہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے اور سانپ کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔

﴿ابو نعیم﴾

مسلمانوں کی جن نے خدمت کی

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سفر حج پر روانہ ہوئے اور اثنائے سفر میں راستہ بھول گئے اور جب نامعلوم راہوں پر بھٹکتے رہے، غذا نہ ہونے کی وجہ سے بھوک اور خشک و گرم جنگل کی پیاس سے نڈھال ہو کر مرنے کے بالکل قریب تھے تو انہوں نے اپنے کفن پہن لیے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ اس حالت میں ایک جن ان کے پاس آیا اور بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اللہ ﷺ سے میں نے قرآن بھی سنا ہے اور نبی کریم ﷺ کا قول مجھے پہنچا ہے کہ: ''مومن آپس میں بھائی

Marfat.com

بھائی ہیں، وہ ایک دوسرے کے مددگار اور بہی خواہ ہوں اور مصائب میں اپنے بھائی کو تنہا نہ چھوڑیں گے۔" یہ کہہ کر اس نے ہم سب کو پانی پلایا اور مناسب طریقے پر ہماری رہنمائی کی اور ہم کو سیدھے راستے پر ڈال دیا۔

﴿ابونعیم﴾

ہامہ شیطان کے پوتے کا اسلام قبول کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم تہامہ کی ایک پہاڑی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص ہاتھ میں عصا لیے ہوئے ظاہر ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ نے جواب دیا: اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہاری تعریف؟

بوڑھے نے مودبانہ انداز میں عرض کیا: میں ہامہ بن ہیم بن الاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتوں کا فرق ہے۔ اے ہامہ! تم کتنے عرصہ سے اس عالم فانی میں بسر کر رہے ہو؟ ہامہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پوری عمر بسر کر چکا ہوں، بس اب کوچ کا وقت نزدیک ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں بچہ تھا۔ میں اس زمانے میں فساد برپا کراتا اور قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا، ٹیلوں پر چڑھ جاتا تھا لوگوں کا کھانا خراب کرتا تھا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بوڑھا ایسی باتیں کر چکا ہے وہ کتنا برا ہے اور جو جوان ایسی باتوں پر عمل کرتا ہے وہ کتنا برا ہے۔ بوڑھے نے کہا: "اے معصیت پوش و خطا بخش خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! درگزر کا رویہ اختیار فرمائیے اور ملامت نہ کیجیے۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ندامت کے ساتھ توبہ کر چکا ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ مسجد نوح میں حاضر ہوتا تھا اور میں نے

Marfat.com

نافرمان اور سرکش کافروں پر بددعا کرنے سے ان کو روکنا چاہا تھا۔ میں ہمیشہ اپنی قوم کے حق میں ان کو بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی روتے اور مجھے بھی رلاتے اور فرماتے یقیناً میں اس پر ندامت کرنے والوں میں سے ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نادانوں میں سے کرے۔ میں نے عرض کیا:

''اے نوح علیہ السلام! میں نیک بخت ہابیل ابن آدم علیہ السلام شہید کے خون میں شریک تھا، تو کیا آپ علیہ السلام اپنے رب کے حضور میری مغفرت میں کوشش فرمائیں گے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''اے ہامہ! تم نیکی کا ارادہ رکھو اور نیکی کرتے رہو اور یہ حسرت و ندامت دل سے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے ودیعت فرمایا ہے میں اس کے ذریعہ یہ جانتا ہوں کہ جس بندے نے ارتکاب گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کر لی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے تو اب اٹھ اور وضو کر کے دوگانہ پڑھ۔'' میں نے اسی وقت اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔

پھر سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نے مجھے آواز دی: ''اے خوش قسمت ہامہ! سجدے سے سر اٹھا، آسمان سے تیری توبہ کی قبولیت آ گئی ہے۔'' پھر میں مسلسل ایک سال تک اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر میں پڑا رہا۔ میں سیدنا حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی امت کے ایمان داروں کے ساتھ رہا اور میں ان کو اکثر منکروں اور کافروں پر بددعا نہ کرنے کا مشورہ دیتا رہا اور پھر بھی ایسا ہوتا رہا کہ اس زمانہ کے سرکشوں کی زیادتیوں پر وہ بھی غم زدہ ہوتے اور مجھے بھی کرتے۔ میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت کو بہ کثرت جایا کرتا اور میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان امین میں تھا اور میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے جنگلوں میں ملاقات کی اور اب بھی میں ان سے ملا کرتا ہوں۔

میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ نے مجھے توریت مقدس سکھائی ہے اور فرمایا: اگر میرے بعد آنے والے رسول سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے ملو تو ان کو میرا اسلام پہنچانا اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر سیدنا

Marfat.com

حضرت محمد ﷺ سے شرف نیاز حاصل ہو تو میری طرف سے سلام اخلاص پہنچانا۔

راوی کا بیان ہے کہ تہنیت و سلام کے پیغام کو سنتے وقت نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بھیگنی شروع ہوئیں اور پیغام کے آخری الفاظ سنتے وقت آنکھیں اشک ریز ہو گئیں اور آواز گریہ میں آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا: جواب کے الفاظ یہ تھے: ''جب تک دنیا کا قیام و بقا ہے برادرم سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلام ہو۔ اے ہامہ! پھر فرمایا: حق امانت ادا کرنے پر تم پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد ہامہ نے عرض کیا:

''اے اللہ کے آخری رسول ﷺ! میں اب تک شریعت موسوی پر عمل کرتا ہوں جس کی تعلیم بذریعہ توریت مجھ کو صاحب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں ہامہ کو سورۂ واقعہ: ''وَالْمُرسَلَات، عَمَّ یتسالون' اور اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَت، مُعَوَّذَتَین''اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی اور فرمایا تم کو جب کوئی حاجت پیش آئے بلا تکلیف میرے پاس آجانا اور مجھ سے ملاقات اور رابطہ قائم رکھنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہامہ کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی، اس لیے میں نہیں جانتا کہ وہ ہنوز زندہ ہیں یا وفات پا چکے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

امت میں سب سے بہترین شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں

اسید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سفر مکہ کے دوران ایک بیابان سے گزر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک مردہ سانپ پر پڑی۔ انہوں نے ایک ساتھی سے فرمایا: زمین کھودنے کا اوزار لاؤ۔ تو انہوں نے زمین کھودی اور مردہ سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ اس کے بعد ایک آواز سنی گئی:

Marfat.com

''اے سرق! تم پر اللہ مہربان ہوں، میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی جس میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے سرق! تم ایک غیر آباد جنگل میں مرو گے اور میری امت میں اس وقت جو سب سے بہتر شخص ہوگا وہ آ کر تم کو دفن کرے گا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتف سے سوال کیا: ''اے شاہد! تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحمت کرے۔'' جواب آیا: ''اے ملت مسلمہ کے صالح سردار! میں ایک جن ہوں اور مرحوم و مدفون سرق ہے، اب صرف میں اور سرق دو ایسے جن زندہ تھے جنہوں نے براہِ راست دست نبوت ﷺ پر بیعت کی تھی۔'' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے حضور نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہوئے سنا: اے سرق! تم ایک بیاباں میں مرو گے اور میری امت کا بہترین شخص تم کو دفن کرے گا۔

﴿بیہقی﴾

نفس سے دشمنی

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ مسلسل دس سال تک لذیذ کھانوں کی خواہش رہی لیکن کبھی کھایا نہیں اور ایک مرتبہ جب عید کی شب میں نفس نے تقاضا کیا کہ آج تو کوئی لذیذ غذا ملنی ہی چاہئے تو فرمایا کہ اگر تو دو رکعت میں مکمل قرآن ختم کر لے تو میں تیری خواہش پوری کر دوں گا۔ نفس نے آپ کی یہ شرط منظور کر لی اور ختم قرآن کے بعد جب آپ لذیذ غذائیں لے کر آئے تو پہلا ہی لقمہ اٹھا کر ہاتھ کھینچ لیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ پہلے ہی لقمہ پر نفس نے خوش ہو کر کہا کہ آج دس برس کے بعد تیری خواہش پوری ہو رہی ہے چنانچہ میں نے لقمہ رکھ کر کہا کہ میں ہرگز تیری خواہش پوری نہیں کروں گا لیکن اسی وقت ایک

Marfat.com

شخص عمدہ کھانے کی دیگ لئے ہوئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں بہت مفلس اور بال بچوں والا ہوں مگر آج میں نے صبح کو عید کی وجہ سے لذیذ کھانا پکوایا اور سو گیا چنانچہ خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو محشر میں مجھ سے ملنے کا خواہش مند ہے تو یہ کھانا ذوالنون کو دے آ، اور میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ وقتی طور پر اپنے نفس سے صلح کر کے ایک دو لقمہ یہ کھانا چکھ لے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ پیغام سن کر کہا کہ فرمانبردار کو اس میں کیا دریغ ہو سکتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے تھوڑا سا کھانا چکھ لیا۔

کتے اور بلی کی عجیب وغریب حکایت

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو آپ نے اپنے ساتھ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا سوار کر لیا۔ ان میں کتا اور بلی بھی موجود تھے۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے سب کو کشتی میں جماع کرنے سے منع کر دیا کہ کہیں اس تنگ سی کشتی میں توالد کا سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ کتے سے صبر نہ ہو سکا اور اس نے جماع کر لیا۔ بلی نے جماع کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس اس کی شکایت کی۔

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے کتے اور اس کی ماں کو بلایا۔ تنبیہ کرنے کے بعد ان کو جانے کی اجازت دے دی۔ کتے نے دوبارہ وہی حرکت کی یعنی جماع کر لیا۔ بلی دوبارہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئی اور کتے کے بارے میں خبر دی کہ اس نے آپ کے منع کرنے کے باوجود جماع کر لیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کتے اور اس کی ماں کو دوبارہ بلایا اور اس سے فرمایا کہ تو نے یہ حرکت دوبارہ کی ہے۔ کتے نے انکار کر دیا جبکہ بلی کا تقاضہ یہ تھا کہ اس نے آپ کے روکنے کے باوجود جماع کیا ہے اور اے اللہ کے نبی! میں نے خود اسے اسی طرح

Marfat.com

کرتے ہوئے دیکھا ہے اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ آپ کیلئے اس کی نشانی ظاہر کرے گا اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی پھر کتے نے جماع کیا اور یہ جماع کرنے کیلئے اتنا سخت ہوا کہ اس کا جدا ہونا ناممکن ہوگیا۔ یہاں تک کہ بلی تیسری مرتبہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس آئی اور خبر دی کہ حضور جو کچھ میں نے کہا تھا وہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام تشریف فرما ہوگئے اور آپ نے ان دونوں (کتے اور کتیا) کو دیکھا۔ وہ جماع کرنے میں مصروف ہیں۔ کتا اس سے بڑا شرمندہ اور رسوا ہوا۔ اس نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی اور عرض کیا:

یا رب! اجعل لھا فضیحة علی رؤوس الخلائق الجماع کما فضحتنا

ترجمہ: ''اے میرے رب! تو اس بلی کو تمام مخلوق کے سامنے بوقت جماع رسوا کر جس طرح کہ اس نے ہمیں ذلیل و رسوا کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کتے کی دعا کو قبول فرمایا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب بلی کے ساتھ جماع کیا جاتا ہے تو وہ چیختی چلاتی ہے یہاں تک کہ اس کی چیخ و پکار کی وجہ سے تمام مخلوق کو اس کے جماع کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔ یہ بلی کیلئے بطور سزا کے ہے کہ جو اس نے کتے کی پردہ دری کی تھی۔ اسی طرح انسان جب کسی مومن کا پردہ چاک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندہ کی پردہ دری فرمائے گا۔

چغل خور کی نحوست

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک مرتبہ قحط سالی پڑی۔ تین دن تک لوگ استسقاء کی نماز یعنی ''نماز استسقاء'' پڑھتے رہے پھر بھی بارش نہ ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ میں عرض کی کہ تیرے بندے تین دن تک نماز

Marfat.com

استسقاء پڑھتے رہے تو نے ان کی دعا اور توبہ کو قبول کیوں نہیں کیا؟ تو رب ذوالجلال نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! میں اس قوم کی دعا قبول نہیں کرتا جس میں چغل خور ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! وہ کون ہے؟ ہم اس کو یہاں سے نکال دیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں تم کو چغل خوری سے منع کرتا ہوں اور خود کیسے چغل خور بن جاؤں اور سب کے سب نے توبہ کی اور پانی برسا۔

حضرت عمار بن یاسر کا شیطان کو تین بار پچھاڑنا

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم جا کر ہمارے لیے پانی لاؤ، تو وہ گئے اور انہیں حبشی کی صورت میں ایک شیطان ملا اور وہ ان کے اور چشمہ کے درمیان حائل ہوگیا۔ تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ تیسری مرتبہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

شیطان حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور چشمہ کے درمیان حبشی غلام کی صورت میں حائل ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اس پر غالب کر دیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا

Marfat.com

ہے کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔

﴿ابوالشیخ کتاب العظمت، ابونعیم﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک کنوئیں کی طرف بھیجا تو ایک شیطان انسانی صورت میں مجھے ملا اور وہ مجھ سے لڑا مگر میں نے اسے پچھاڑ دیا، پھر میرے ساتھ جو پتھر تھا، اس سے اس کا سر کچلنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ نے فرمایا: کنوئیں کے قریب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شیطان مل گیا ہے اور وہ ان سے لڑ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد میں نے آکر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ قول کرتا ہے جو انہوں نے اہل عراق سے کہا تھا، کیا تم میں وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے شیطان کے پنجے سے چھڑایا تھا۔

(علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہ کر انسانوں اور جنوں سے جنگ کی ہے۔ ہم نے پوچھا: آپ نے جن سے کس طرح جنگ کی ہے؟ فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک منزل میں اترے اور میں نے پانی لانے کیلئے رسی اور ڈول اٹھایا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: سنو کوئی آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور وہ تمہیں پانی سے روکے گا، چنانچہ جب میں کنوئیں کے سر پر پہنچا، اچانک کالا شخص نمودار ہوا گویا کہ وہ سخت جنگ آزمودہ تھا اور اس نے کہا: تم اس کنوئیں سے آج ایک ڈول پانی نہ لے سکو گے، پھر میں نے اسے اور اس نے مجھے پکڑ لیا اور میں نے اسے پچھاڑ دیا۔ پھر میں ایک پتھر لے کر اس کی ناک اور منہ کچلنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اپنی مشک بھری اور اسے لے کر رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا کنوئیں پر تمہیں کوئی ملا تھا؟ پھر میں نے واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿ابن سعد، مسند ابن راہویہ﴾

ابلیس کا فریب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے دربار میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا جو انتہائی بدصورت تھا اور اس کے کپڑے بھی گندے اور اس سے بدبو آ رہی تھی۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا، آپ کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی پیشانی پکڑ لی اور اپنا سر مبارک جھکا لیا، پھر وہ شخص اٹھا اور چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا، اس شخص کو میرے پاس بلا کے لاؤ تو ہم نے اسے تلاش کیا مگر وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ابلیس لعین تھا۔ وہ تم کو تمہارے دین میں شک ڈالنے کیلئے آیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

Marfat.com

احتساب کا نرالا انداز

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک رجسٹر تھا۔ آپ ہفتہ کے آغاز سے اس اختتام تک جو کوئی اچھا یا برا کام کرتے سب کو اس میں تحریر کر لیتے تھے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا تو ہفتہ بھر کے اعمال کے اپنے آپ کو پیش کرتے جب آپ کوئی ایسا کام اس میں لکھا ہوا دیکھتے تو جس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے نہ کیا گیا ہوتا تو آپ اپنے آپ کو سزا دیتے ہوئے اپنے جسم کو درہ کے ساتھ مارنا شروع کر دیتے اور اپنی ذات سے مخاطب ہو کر کہتے کہ کیا تو نے یہ کام کیا ہے؟ جب آپ کا وصال ہوا۔ دوستوں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ کی پشت مبارک اور دونوں پہلوؤں پر اپنے آپ کو بکثرت کوڑے مارنے کی وجہ سے سیاہ نشان پڑے ہوئے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

محاسبہ نفس کے واقعات:

ازالخفاء میں محاسبہ نفس کے بارے میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''اس سے پہلے کہ قیامت میں تمہارا حساب کیا جائے، اپنے نفس سے محاسبہ کرو اور اس سے پہلے کہ میزان حشر میں تمہارے اعمال تولے جائیں یہاں دنیا میں اپنے اعمال کو تولو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بڑی پیشی

Marfat.com

کیلئے اپنے آپ کو تیار کرو، جب تم خدا کے سامنے پیش کیے جاؤ گیاور تمہاری کوئی چیز مخفی نہیں رہے گی۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اپنے نفس سے راحت کے زمانے میں حساب لو، قبل اس کے کہ سختی کے زمانے میں تم سے حساب لیا جائے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن و بدکار میں یہی فرق ہے کہ مومن اپنے نفس پر عتاب کرتا ہے اور بدکار عمر گزار دیتا ہے لیکن کبھی اپنے نفس پر عتاب نہیں کرتا۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں صحابہ کرام سختی کے ساتھ اپنا محاسبہ کرتے تھے اور کوئی کوتاہی کا کفارہ ادا کرتے تھے۔ یہ کفارہ مالی بھی ہوتا تھا اور بدنی بھی۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے حالات زندگی کا مطالعہ کریں تو اس طرح کے کفاروں کا ذکر بکثرت ملتا ہے اور یہ بات عقلاً بھی درست معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ نفس انسانی کی مثال سرکش گھوڑے کی سی ہے اس کے منہ میں جب تک خار دار لگام نہ ڈالی جائے وہ بمشکل سیدھا ہوتا ہے۔ صحابہ کرام کی سوانح سے خود احتسابی کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک روز وہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک پرندہ اڑا اور باغ سے نکلنے کی جگہ تلاش کرنے لگا۔ باغ اتنا گھنا تھا کہ اسے نکلنے کی جگہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ منظر اچھا لگا اور وہ تھوڑی دیر پرندے کو ادھر ادھر پرواز کرتے ہوئے دیکھتے رہے، پھر جب وہ اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ بھول چکے تھے کہ انہوں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ اب انہیں احساس ہوا کہ وہ اپنے باغ کی وجہ سے ایک فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ اس کے بعد کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے وہ باغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا ہے۔ آپ جہاں چاہیں اسے صرف فرمائیں۔

﴿موطا امام مالک باب سیرت جمع من الصحابہ﴾

Marfat.com

(۲) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک بار نماز عصر کی جماعت فوت ہوگئی، اس کے کفارے میں انہوں نے اپنی ایک بہت قیمتی زمین صدقہ کر دی۔

(۳) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر شب اپنا محاسبہ فرماتے۔ ان کے حالات میں ہے کہ ہر شب اپنے قدموں پر درہ مارتے اور کہتے کہ آج دن بھر تم نے کونسے کام انجام دیئے ہیں۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اگر کسی روز نماز عشاء کی جماعت چھوٹی جاتی تو وہ رات بھر عبادت کرتے اور ایک لمحہ کیلئے بھی آرام نہ فرماتے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک روز نماز مغرب میں کچھ تاخیر ہوگئی۔ دیکھا تو ستارے نکل آئے تھے۔ انہوں نے اس کے کفارے میں دو غلام آزاد کر دیئے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں تھے جب دشمن کی فوج سامنے آئی تو مقابلے کا اعلان کیا گیا۔ اس روز تند و تیز ہوا چل رہی تھی۔ میرے سامنے ایک صاحب تھے جو اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے: اے میرے نفس! کیا فلاں غزوے کے موقع پر میں حاضر نہ تھا اور کیا تو نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ اپنے اہل و عیال کا خیال کرو، میں نے تیری اطاعت کی، جنگ میں شریک نہیں ہوا، اور واپس چلا گیا۔ پھر یاد کر ایک دوسرے غزوے کے موقع پر بھی کیا، یہی واقعہ پیش نہیں آیا تھا؟ میں اس دفعہ بھی تیرے بہلاوے میں آ گیا تھا۔ یاد رکھ، آج میں تجھے اللہ کے سامنے پیش کروں گا یا تو تجھے قبول کرے۔ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس شخص کی خود احتسابی نے مجھے متاثر کیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج میں اس شخص کی نگرانی کروں گا۔ دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں ہماری فوج کے سپاہیوں نے دشمنوں پر حملہ کیا میں نے دیکھا کہ وہ شخص صف اوّل میں تھا۔ پھر دشمنوں نے اسلامی فوج پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر کیلئے ہمارے سپاہیوں کے پاؤں اکھڑ گئے لیکن وہ شخص اپنی جگہ جما رہا اور لڑتا رہا۔ کئی بار اس طرح ہوا کہ دشمنوں نے حملہ کیا، لوگ پیچھے ہٹے لیکن وہ اپنی جگہ جما رہا اور میں نے دیکھا وہ شہید ہو کر گر گیا۔ میں نے اس کے جسم اور

Marfat.com

اسکے گھوڑے پر زخموں کے نشان شمار کیے تو صرف نیزے کے ساٹھ سے زیادہ زخم تھے۔

(۷) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو چلچلاتی دھوپ میں کپڑے اتار کر کنکروں پر لوٹ رہا تھا اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا: اے رات کے مردار اور دن کے بیکار! اپنے آرام کا مزہ چکھ۔ یاد رکھ آتش جہنم میں اس سے بھی زیادہ حرارت ہے۔ اسی اثنا میں اس کی نظر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی جو ایک درخت کے سائے میں تشریف رکھتے تھے۔ وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا نفس مجھ پر غالب ہو گیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے نفس کا جو علاج تو نے کیا، اس کے سوا کوئی تدبیر نہ تھی۔ آگاہ ہو کہ تیرے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور اللہ تعالیٰ نے تیرے اس عمل کے باعث فرشتوں پر فخر کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اپنے اس بھائی سے کچھ توشہ لے لو۔ یہ سننا تھا کہ ہر طرف سے صحابہ نے اس سے کہنا شروع کیا کہ بھائی! ہمارے لیے بھی دعا کرنا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سب کیلئے دعا کرو۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا: الٰہی! تقویٰ کو ان کا توشہ بنا اور جنت کو ان کا ٹھکانہ کر۔

﴿احیاالعلوم﴾

غیب سے اشرفیاں اور مٹی آٹا بن گئی

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دو مجوسی بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نے سینتیس (۳۷) اور دوسرے نے پینتیس (۳۵) سال تک آگ کی پوجا کی۔ ایک دفعہ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ اے میرے بھائی! ہم اتنے عرصہ سے آگ کی پوجا کر رہے ہیں۔ آپ ذرا میرے ساتھ آئیں۔ ہم آزمائش کرتے

Marfat.com

ہیں کہ اگر یہ آگ تمام لوگوں کی طرح ہمیں بھی جلا دیتی ہے تو ہم کبھی اس کی پرستش نہیں کریں گے اگر اس نے ہم کو نہ جلایا تو ہم مرتے وقت تک اس کی اسی طرح عبادت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ ان دونوں بھائیوں نے آگ جلائی تو چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا: کیا پہلے آپ آگ میں ہاتھ رکھتے ہیں یا میں رکھوں؟

بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ پہلے تم آگ میں اپنا ہاتھ رکھو۔ آخرکار چھوٹے نے اپنے ہاتھ کو جونہی آگ میں رکھا تو اس نے اپنا کام دکھایا اور اس کے ہاتھ کو جلا دیا۔ اس نے کہا کہ اے آگ تجھ پر افسوس ہے نیز اپنے ہاتھ کو پیچھے کھینچتے ہوئے آگ سے کہا:

یا نار اعبدک منذ کذا و کذا افتؤ ذینی یاظالمۃ

ترجمہ: ''اے آگ! میں اتنے اتنے عرصہ سے تیری عبادت کر رہا ہوں اے ظالم! کیا تو مجھے بھی اذیت دیتی ہے؟''

پھر اس نے اپنے بڑے بھائی سے کہا: اے میرے بھائی جان! آپ آئیں اور ہم اس کی عبادت کرنا ترک کر دیں۔

بڑے بھائی نے کہا کہ میں آگ کی پرستش کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔

چھوٹے بھائی نے آگ کی پوجا کرنا چھوڑ دی اور حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ علیہ کے دروازے پر اپنے بچوں کو لے کر حاضر ہو گیا۔ آپ بیٹھے وعظ فرما رہے تھے۔ اس شخص نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص پر اور اس کے اہل و عیال پر اسلام کو پیش کیا۔ سارے لوگ فرط مسرت سے رونے لگے۔ (اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں تاکہ میں اپنے ساتھیوں سے آپ کیلئے کوئی مالی امداد جمع کروں۔

اس شخص نے کہا کہ میرا یہ ارادہ ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچنا چاہتا ہوں۔

Marfat.com

وہ شخص اپنے اہل وعیال کو لے کر وہاں سے چلا گیا اور اس نے شہر کی ویران جگہوں میں سے ایک ویران جگہ تلاش کی۔ اس مقام پر اہل وعیال سمیت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مشغول ہو گیا جب صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے اسے کہا کہ آپ بازار کی طرف جائیں کوئی کام تلاش کریں اور کھانے پینے کا کوئی سامان خرید کر لائیں۔ وہ شخص بازار گیا لیکن اسے مزدوری کرنے کیلئے کوئی کام نہ مل سکا۔ اس نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے کیوں کام نہ کریں۔ مسجد میں گیا اور رات تک وہاں نمازیں پڑھتا رہا پھر جب گھر لوٹا تو اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ بیوی نے اس سے کہا کہ کیا کوئی کام آپ کو نہیں مل سکا؟ اس شخص نے کہا کہ میں نے ایک مزدوری کی ہے اور اس نے کہا کہ آپ کو اس کی اجرت کل ملے گی۔ سب گھر والوں نے بھوکے رات گزار دی۔

جب صبح ہوئی تو وہ شخص بازار کی طرف چلا گیا لیکن آج بھی اسے کوئی کام نہ مل سکا۔ آج بھی اس نے کل کی طرح اللہ تعالیٰ کیلئے کام کیا۔ یعنی مسجد میں جا کر نمازیں پڑھتا رہا اور رات کو اپنے گھر کی طرف خالی ہاتھ لوٹ گیا۔ بیوی نے جب اس سے سوال کیا تو اس نے کل والا جواب دے دیا۔ یہ رات بھی انہوں نے بھوک کی حالت میں گزار دی۔

جب صبح ہوئی تو یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ اس میں بھی اسے کوئی کام نہ مل سکا تو وہ مسجد کی طرف چلا گیا اور نماز جمعہ کی دو رکعتیں ادا کیں اور اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا:

یا رب! بحرمة هذا الدين و بحرمة هذا اليوم ارفع حزن نفقة عيالي عن قلبي واني استحي من عيالي و اخاف عليهم ان يرجعوا الى دين اخي الا كبر لغلبة الجوع عليهم.

ترجمہ: ''اے میرے رب! اس دین کی حرمت کے طفیل، اس دن کی عزت وکرامت کے صدقہ سے میرے دل سے میرے عیال کے نفقہ کے غم کو دور کر دے مجھے اپنے گھر والوں سے حیا آتی ہے اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ شدت بھوک کی وجہ سے کہیں وہ میرے بڑے بھائی کے

Marfat.com

دین کی طرف دوبارہ نہ لوٹ جائیں۔"

ظہر کے وقت ہی ایک شخص اس ویرانے کے دروازے پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس شخص کی بیوی باہر نکلی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک حسین وجمیل چہرے والے شخص نے سونے کا ایک طبق اٹھایا ہوا ہے اور اسے رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا ہے۔ آنے والے شخص نے وہ طبق اس کی بیوی کو دیتے ہوئے یہ کہا:

خذی هذا و قولی لزوجک، هذا اجرة عملک الله تعالیٰ یوم الجمعة فان العمل القلیل فی هذا الیوم کثیر عند الله اجره.

تو اس کو لے لے اور اپنے شوہر سے کہنا کہ یہ تیرے جمعہ والے دن اللہ تعالیٰ کیلئے عمل کرنے کی اجرت ہے کیونکہ جمعہ کا دن وہ ہے کہ جس میں عمل قلیل کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔ جب اس نے وہ طبق لے لیا اور اس سے رومال کو ایک طرف کیا تو کیا دیکھتی ہے کہ اس میں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے ہیں۔

اس عورت نے ان میں سے ایک دینار کو لیا اور صراف کے پاس لے گئی جب صراف نے اس کا وزن کیا تو اس کا وزن دنیا کے دینار سے کہیں زیادہ تھا بلکہ اس ایک دینار کا سونا دنیا کے دو دیناروں کے سونے کے برابر تھا۔

جب صرف نے اس دینار کے نقوش کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ دنیا کا دینار نہیں ہے۔ صراف نے خاتون سے کہا کہ یہ دینار آپ کہاں سے لائی ہیں تو اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ صراف نے کہا کہ آپ مجھ پر بھی اسلام پیش کریں۔ اس خاتون نے صراف پر جونہی اسلام پیش کیا۔

وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اسے دنیا کے سونے کے دیناروں میں سے ایک ہزار دینار دیئے۔ جب وہ شخص نماز جمعہ پڑھ چکا تو خالی ہاتھ گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے اپنے رومال میں تھوڑی سی مٹی رکھ لی اور اپنے دل میں کہنے لگا اگر جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے کھانے کی خوشبو محسوس کی۔ اپنا رومال دروازے کے پاس رکھا تا کہ اسے پتہ نہ لگے پھر جو کچھ اس نے گھر کے اندر دیکھا اپنی بیوی سے اس کے متعلق

Marfat.com

دریافت کیا تو اس نے سارا قصہ بیان کیا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب کچھ ملنے کی وجہ سے سجدہ ریز ہو گیا اور رب ذوالجلال کا شکر ادا کیا۔

بیوی نے اس سے کہا کہ تو رومال میں کیا لایا ہے؟ اس شخص نے اسے کہا کہ تو اس کے بارے میں نہ پوچھ جب اس نے رومال کو کھولا تو وہ مٹی نماز جمعہ کی حرمت وعزت کے صدقے سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے آٹا بن چکی تھی۔ اس نوجوان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔

انبیاء کے عبادت کے دن

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کے پہاڑ کی طرف گئے۔ آپ نے ایک ایسی قوم دیکھی جو کوشش اور محنت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہی تھی جب آپ نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کی امت کے لوگ ہیں۔ ہم اس مقام پر ستر برس سے محنت اور کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ ہمارا لباس صبر کا لباس ہے۔ زمین کی جڑی بوٹیاں ہمارا طعام ہیں۔ بارش کا پانی ہمارے پینے کیلئے ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے لوگوں کی اس طرح عبادت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

یاموسیٰ ! لامة محمد صلى الله عليه وآله وسلم يوم فيه ركعتان خير من هذا كله فقال يا رب اى يوم هو؟ قال يوم الجمعة.

اے موسیٰ علیہ السلام! میرے حبیب حضرت محمد ﷺ کی امت کیلئے ایک دن ایسا ہے کہ جس میں ان کی صرف دو رکعتیں اس سے بہتر ہیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! وہ کون سا دن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حضرت موسیٰ علیہ السلام!

Marfat.com

يوم السبت لک، و يوم الاحد لعيسى عليه السلام و الا ثنين للخليل ابراهيم عليه السلام والثلا ثاء لزكريا عليه السلام والا ربعاء ليحيى عليه السلام والخميس لآدم عليه السلام و الجمعة لمحمد صلى الله وآله وسلم فتعجب موسیٰ عليه السلام من فضل هذه الامة.

ہفتہ کا دن آپ کیلئے ہے۔ اتوار کا دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے، سوموار کا دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے، منگل کا دن حضرت زکریا علیہ السلام کیلئے، بدھ کا دن حضرت یحییٰ علیہ السلام کیلئے۔ خمیس کا دن حضرت آدم علیہ السلام کیلئے اور جمعہ کا دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس امت کی فضیلت پر تعجب فرمانے لگے۔

﴿درۃ الناصحین﴾

تنہائی میں خدا کا احترام

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے بیس سال تک کبھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو تنہائی یا مجمع میں ننگے سر اور ٹانگیں پھیلائے نہیں دیکھا۔ اور جب میں نے عرض کیا کہ تنہائی میں کبھی تو ٹانگیں سیدھی کر لیا کیجئے تو فرمایا کہ مجمع میں تو بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں خدا کا احترام ختم کر دوں یہ میرے لئے ممکن نہیں۔

ستر (۷۰) قراء کی شہادت کا واقعہ

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا میرے والد بیان کرتے تھے کہ جب مسلمان بیرِ معونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے، تو ان سے عامر بن طفیل نے پوچھا یہ کون ہے اور اس نے ایک شہید

Marfat.com

مقتول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عمرو بن امیہ نے جواب دیا۔ یہ عامر بن فہیرہ ہیں۔ ان کا جواب سن کر عامر بن طفیل نے کہا: ان کو شہید ہونے کے بعد میں نے آسمان کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں ان کے اور زمین کے درمیان آسمان تک دیکھتا رہا، اس کے بعد ان کو روک دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان شہداء کی خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام کو ان کی شہادت کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

''اے ہمارے مہربان آقا! ہمارے بھائی کو ہماری شہادت کی اور نیز اس بات کی کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے، خبر پہنچا دے'' اور میں ان کی دعا کی مقبولیت کے سلسلے میں تم کو اطلاع دے رہا ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: کچھ لوگوں کو ہمارے ہاں بھیجیں تا کہ وہ ہمیں قرآن سکھائیں۔ تو آپ ﷺ نے ان کے قبیلے کو تعلیم دینے کیلئے ستر انصاری قراء کو روانہ فرمایا، مگر ان لوگوں نے راستے ہی میں گھیر کر ان سب کو شہید کر دیا، ان قراء نے بہ وقت شہادت دعا کی:

''اے پروردگار! رسول اللہ ﷺ کو ہماری حالت کی خبر کر دیجئے۔'' عین اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمانو! تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان دستوں نے یہ دعا مانگی ہے:

''اللھم بلغ عنا نبینا ان قد لقیناک فرضینا عنک و رضیت عنا''

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ فرمایا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ''اے لوگو! تمہارے بھائیوں پر مشرکین حملہ آور ہو گئے ہیں

Marfat.com

اوران کوٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اوران میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے۔ان کی دعا تھی:

اے رب! ہمارے حالات کی اطلاع ہمارے مسلمان بھائیوں کو کر دے اور بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے سایہ عاطفت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے تو میں تمہارے ان بھائیوں کی طرف رسول ہوں اور تمہیں خبر پہنچاتا ہوں کہ وہ خدا سے راضی ہو گئے اور خدا ان سے راضی ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بروایت ابوالاسود رضی اللہ عنہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت منذر بن عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اور کہا کہ عامر بن طفیل نے حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہاں! تو اس نے انہیں ہمراہ لے کر شہیدوں میں چکر لگایا اور ان سے ہر ایک کے بارے میں معلومات لیتا رہا،

آخر میں دریافت کیا، کیا تم ان شہداء میں کسی کو غیر موجود پاتے ہو؟ جواب دیا کہ ہاں! میں ایک صاحب کو جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، ان میں نہیں پاتا اور ان کا نام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

اس نے پوچھا: وہ تم لوگوں میں کیسے تھے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت تھے۔ عامر نے کہا: کیا میں تمہیں ان کا حال بتاؤں؟ انہیں بھالا مارا گیا، پھر اسے نکال لیا تو ایک شخص ان کو اٹھا کر آسمان میں لے گیا اور وہ پھر مجھے نظر نہ آئے اور جبار بن سلمیٰ کلابی نے ان کو بھالا مارا تھا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ جب نیزے کی انی ان کے جسم کو توڑ کر اندر داخل ہوئی تو انہوں نے نعرہ مارا: "فزت واللہ" یعنی قسم خدا کی! میں کامیاب ہو گیا۔

اس شخص نے کہا: اس کے بعد میں حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور انسے سارا واقعہ بیان کیا۔ مجھے اس مشاہدہ نے دعوت اسلام دی اور مجھ پر اسلام

Marfat.com

اور مسلمانوں کی صداقت اور ثبات و پامردی کا بہت گہرا اثر ہوا اور یہ ایک فطری اور قدرتی تاثر تھا، لہٰذا میں پورے اذعان ویقین کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔

اس کو نقل کرنے کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ممکن ہے کہ انہیں اٹھالیا گیا ہو اور پھر رکھ دیا گیا ہو، اس کے بعد وہ مفقود ہو گئے ہوں اور اگر اس طرح روایت کو مان لیا جائے تو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عروہ رضی اللہ عنہ والی روایت سے تطبیق ہو جائے گی۔

ہم نے موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مغازی'' میں اس روایت کے ضمن میں دیکھا ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا جسم نہ پایا گیا اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ فرشتوں نے ان کو دفن کر دیا ہے۔

ایک اور روایت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند حضرت عروہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصلاً ان لفظوں میں روایت کی کہ میں نے قتل کے بعد دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور میں نے ان کو آسمان وزمین کے درمیان دیکھا۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ پھر انہیں رکھ دیا اور متعدد سندیں تو یہی بتائی ہیں کہ آسمان پر لے جا کر ان کو پوشیدہ کر دیا گیا۔

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بروایت حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور کسی نے ان کے جسد کو نہیں پایا۔ فرشتوں نے ان کو روپوش کیا۔

Marfat.com

چار قوموں کی چار عیدیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی عید:

چار قوموں کیلئے چار عیدیں ہیں۔ ایک عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی عید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِيْمٌ

ترجمہ: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں پر نظر ڈالی اور کہا میری طبیعت خراب ہے۔''

اور یہ اس طرح کہ آپ کی قوم عید منانے شہر سے باہر گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے پیچھے رہ گئے۔ آپ نے اپنے آپ کو بیمار بتایا اور ان کے ساتھ تشریف نہ لے گئے کیونکہ آپ ان کے دین پر نہ تھے جب وہ چلے گئے تو آپ نے ایک کلہاڑا لے کر ان کے بتوں کو توڑ دیا اور کلہاڑا، ان میں سے سب سے بڑے بت کی گردن پر رکھ دیا جب وہ واپس آئے تو کہنے لگے:

اے ابراہیم علیہ السلام! ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا ہے؟

(آخر تک واقعہ)

اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کیلئے غیرت میں آ کر بتوں کو توڑنے کیلئے اپنے ہاتھوں کو مشقت میں ڈالا اور مخلوق کے رب کی دوستی میں اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی دوستی سے نوازا، ان کے ہاتھوں پر مردہ پرندوں کو زندہ کیا، ان کی پشت سے انبیاء و رسول علیہم السلام کو پیدا کیا اور ان کو تمام مخلوق میں سے بہترین شخصیت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جدِ امجد بنایا۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کی عید:

دوسری عید اللہ تعالیٰ کے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ" اس دن کو زینت کا دن اس لیے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو ان کے دشمنوں فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت سے زینت دی۔ فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ بہتر جادوگر آئے۔ کہا گیا ہے کہ وہ تہتر تھے اور ان کے پاس سات سو لاٹھیاں اور رسیاں تھیں۔ انہوں نے رسیوں سے لپیٹے ہوئے عصا کے درمیان پارہ بھر دیا اور لوگ سخت گرم زمین پر کھڑے تھے جب گرمی تیز ہوگئی تو پارے کے پگھلنے سے رسیوں میں لپیٹی ہوئی لاٹھیوں نے دوڑنا شروع کر دیا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ سانپ ہیں جو دوڑ رہے ہیں حالانکہ لاٹھیاں حرکت میں نہ تھیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں قوم کیلئے ڈر محسوس کیا، بہت سے لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ ان جادوگروں نے جو کچھ کیا وہ حق تھا تو ان کا ایمان ناقص ہوگیا یا وہ مرتد ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ آپ اپنا عصا مبارک ڈالیں تو اچانک وہ سانپ ان کی من گھڑت چیزوں کو نگل جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈالا تو وہ ایک بہت بڑے اونٹ کی طرح اژدھا بن گیا۔ اس کی دونوں آنکھوں سے آگ کے شرارے نکلنے لگے اور وہ نہایت ہیبت ناک تھا۔ یہ سانپ ان کے جادو کی رسیوں اور لاٹھیوں کی طرف بڑھا اور ان تمام کا ایک لقمہ بنالیا، اس سے نہ تو اس کا پیٹ پھولا نہ حرکت میں کچھ کمی آئی اور نہ لمبائی چوڑائی میں کچھ اضافہ ہوا چنانچہ جادوگر سجدے میں گر پڑے، ان میں سے بڑے کا نام شمعون تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے یعنی ہم نے حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب کی تصدیق کی۔ اس کے بعد وہ سانپ فرعون کے لشکر اور قوم کی طرف بڑھا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ ان میں سے پچاس ہزار آدمی مر گئے۔ یہ طویل واقعہ ہے۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی عید:

تیسری عید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَاءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ آخِرِنَا وَآیَۃً مِّنْکَ

یہ اس طرح کہ حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ علیہ السلام! کیا آپ کا رب ایسا کر سکتا ہے کہ آپ کے طلب کرنے پر آسمان سے خوان نعمت نازل کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اگر تم سچے ہو تو اس سے آزمائش کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ اگر وہ اتارا گیا پھر تم نے اس کو جھٹلایا تو تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کھائیں کیونکہ ہم بھوکے ہیں اور اس سے ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور جس ایمان اور تصدیق کی آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں، اس کے بارے میں ہمارے دلوں کو سکون حاصل ہو اور ہمیں یقین ہو جائے کہ آپ نبوت و رسالت کے دعوے میں سچے ہیں اور جب ہم بنی اسرائیل کی طرف جائیں تو اس دستر خوان پر گواہی دیں۔

حواری وہ لوگ تھے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس سے گزرے اور وہ بیت المقدس میں تھے تو انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور وہ اپنے کپڑوں کو سفید رکھتے تھے۔ نبطی زبان میں حواری ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اپنے کپڑوں کو سفید رکھتے ہیں وہ بارہ افراد تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ" یعنی کفر و سرکشی کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے دین کیلئے میری کون مدد کرے گا۔ آپ نے ان کو توحید اور اطاعت خداوندی کی دعوت دی۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے (دین کی) مدد کرنے والے ہیں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی وہ زمین میں جہاں بھی جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے اور ان عجائبات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک پر جاری ہونے والے معجزات کو دیکھتے جب وہ بھوکے ہوتے اور کھانے کی ضرورت محسوس کرتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ مبارک باہر نکال کر زمین پر ہر

Marfat.com

ایک کیلئے دو روٹیاں نکالتے اور اپنے لیے بھی یونہی کرتے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے ساتھ چلتے، ان کو عجائبات دکھاتے اور مختلف چیزوں کے ساتھ ان کی تائید و نصرت کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مسلسل عجائبات دکھاتے رہے لیکن وہ آپ کی تصدیق اور اتباع سے دور بھاگتے رہے، یہاں تک کہ ایک دن آپ باہر تشریف لائے، اس وقت آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کے پانچ ہزار جوان تھے۔ انہوں نے حواریوں کے ساتھ مل کر خوان نعمت کا سوال کیا، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّ لِنَا وَ اٰخِرِنَا

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کیلئے عید بن جائے۔“

یعنی وہ لوگ جو اس زمانے میں موجود ہیں، ان کیلئے بھی خوشی کا باعث بنے اور بعد والوں کیلئے بھی مسرت کا سبب ہو۔

تَكُوْنُ اٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

ترجمہ: ”وہ (خوان) تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں (خوان) عطا فرما، بے شک تو بہتر رزق دینے والا ہے۔“

یعنی جو بھی رزق دیتا ہے تو اس سے بہتر رازق ہے (کیونکہ رازق حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی اسی سے لے کر دیتے ہیں۔) اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّا اُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: ”بے شک میں (اس خوان کو تم پر) نازل کروں گا پس تم میں سے جو شخص (اس کے نازل ہونے کے بعد) انکار کرے اسے ایسا عذاب دوں

Marfat.com

کہ تمام جہانوں میں سے کسی کو نہ دیا گیا ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن پر خوان نعمت اتارا جس میں تازہ مچھلی، چپاتیاں اور کھجوریں تھیں۔ ایک قول کے مطابق وہ ایک دسترخوان تھا جس میں تلی ہوئی مچھلی تھی جس کے سر کے پاس نمک اور دم کے پاس سرکہ رکھا ہوا تھا۔ اس میں پانچ روٹیاں تھیں اور ہر روٹی پر زیتون تھا۔ پانچ انار اور کچھ کھجوریں تھیں جن کے گرد سبزیاں تھیں لیکن لہسن نہیں تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ وہ اس وقت ایک باغ میں تھے کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ شمعون نے دو چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اور پانچ روٹیاں پیش کیں، ایک حواری کچھ ستو لایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان مچھلیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے، روٹیوں کو بھی توڑ دیا اور اسی طرح رہنے دیئے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے حواریوں پر اونگھ طاری کر دی جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو کھانا اتنا زیادہ ہو چکا تھا کہ ایک قافلے کیلئے کافی ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ لیکن اٹھا کر نہ لے جانا۔ آپ نے ان کو حلقے باندھ کر بیٹھنے کا حکم دیا چنانچہ وہ بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانے لگے یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے، وہ پانچ ہزار مرد تھے۔ کہا گیا ہے کہ ایک ہزار مرد الگ اور آٹھ سو مرد و عورت مشترک تھے، ان میں کچھ فقیر تھے اور کچھ بھوکے تھے۔ کچھ ایک روٹی کے اور کچھ اس سے زیادہ کے محتاج تھے، ان سب نے سیر ہو کر کھایا اور اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خوان اس طرح ہے پھر ان کی نظروں کے سامنے وہ آسمان کی طرف اٹھالیا گیا، اس دن جس فقیر نے بھی اس سے کھایا اور وہ مالدار ہو گیا اور مرتے دم تک مالدار رہا، جس اپاہج یا بیمار نے اسے کھایا، وہ بھی صحت یاب ہو گیا۔

حضرت مقاتل فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو پکار کر فرمایا کہ تم کھا چکے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: "اٹھانا نہیں ہے۔" انہوں نے

Marfat.com

عرض کیا نہیں اٹھائیں گے لیکن اٹھا بھی لیا، انہوں نے جتنا بچا ہوا اٹھایا تھا۔ اس کی مقدار چوبیس مکیال (ایک پیمانہ جس نے غلہ وغیرہ ناپتے تھے) اٹھالیا۔ اس وقت وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی پھر وہ اپنی قوم بنی اسرائیل کے پاس پہنچے۔ اس وقت ان کے پاس بچا ہوا خوان تھا۔ بنی اسرائیل مسلسل ان ایمان لانے والوں پر پیچھے لگے رہے یہاں تک کہ ان کو سلام سے پھیر دیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا اور خوان نعمت کے نزول کے بھی منکر ہو گئے چنانچہ وہ سوئے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے چہرے مسخ کر کے انہیں خنزیر بنادیا، وہ سب مرد تھے ان میں کوئی بچہ یا عورت نہ تھی۔

بعض عارفین نے فرمایا کہ اس خوان پر محدود کھانا رکھا گیا، جبکہ کھانے والے بہت زیادہ تھے پھر بھی وہ باقی رہا، تو رضائے خداوندی کے دسترخوان اور اس کی رحمت کے بچھونے کی کیا کیفیت ہوگی جبکہ اس کی کوئی حد اور انتہا نہیں۔

حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ایک رحمت مخلوق میں اتاری ہے جس کے ساتھ وہ ایک دوسرے پر رحمت اور مہربانی سے پیش آتے ہیں، باقی ننانوے رحمتیں اس کے پاس ہیں جن کے ساتھ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت و بزرگی کا ایسا بچھونا بچھائے گا جس کے کناروں میں پہلوں اور پچھلوں کے گناہ سما جائیں گے، درمیان کا حصہ خالی رہے گا۔ یہاں تک کہ ابلیس اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے گا تاکہ اسے بھی اس بچھونے سے کچھ حصہ مل جائے۔

اس (رحمت خداوندی) کے باوجود کسی بھی عقلمند کیلئے مناسب نہیں کہ وہ اس پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائے اور خود فریبی میں مبتلا ہو جائے اور اس کے اوامر و نواہی کیلئے وقت نکالے اور اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے، توبہ و استغفار کی کثرت رکھے اور ہمیشہ پرہیز کرے، اتنا خوف نہ ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ سے مایوس کر دے اور اس قدر پر امید بھی نہ ہو کہ حرام کاریوں میں پڑ جائے اور احکام خداوندی کو ترک کر

Marfat.com

دے بلکہ اس کے درمیان راستہ تلاش کرے جیسے کسی نے کہا ہے اگر مومن کا خوف اور امید تولا جائے تو دونوں برابر ہوں گے لہٰذا اس کا خوف اور امید پرندے کے دو پروں کی طرح ہو اور پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔

امت محمدیہ کی عید:

چوتھی عید حضرت محمد مصطفیٰ نور مجسم ﷺ کی امت کی عید ہے۔ ایک ''عید الفطر'' اور دوسری ''عید الاضحیٰ'' ہے۔ اس میں اللہ کی رحمتیں بے پناہ نازل ہوتی ہیں اور بندوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا جہنم کے خوف سے رونا

حضرت زکریا علیہ السلام جب وعظ و نصیحت کرنے کیلئے بیٹھتے تو وہ پہلے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھ لیتے جب آپ کو آپ کو صاحبزادے حضرت یحییٰ علیہ السلام نظر نہ آتے تو پھر آپ عذاب والی آیات کا ذکر کرتے اور جب آپ اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھ لیتے تو ان پر شفقت اور مہربانی کرتے ہوئے عذاب پر مشتمل آیات کا ذکر نہ کرتے کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام دوزخ کا ذکر نہیں سن سکتے تھے۔ ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام وعظ و نصیحت کیلئے بیٹھے تو آپ نے پوری قوم کو دیکھ لیا لیکن لوگوں کی کثرت ہونے کی وجہ سے آپ اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے جبکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے کوٹ کے ساتھ اپنا سر لپیٹے ہوئے لوگوں کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے عذاب پر مشتمل آیات کا ذکر کیا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ذکر فرمایا کہ دوزخ میں سکران نامی ایک پہاڑ ہے اور اس کی بنیادوں میں غضبان نامی وادی ہے۔ جس کو رحمٰن کے غضب سے

Marfat.com

پیدا کیا گیا ہے اور اس وادی میں آگ کے گہرے کنوئیں ہیں جن میں سے ہر ایک کنوئیں کی گہرائی دو سو سال کی مسافت کے برابر ہے اور ان کنوؤں میں آگ کے بنے ہوئے توابیت ہیں اور ان توابیت میں بیڑیاں اور زنجیریں ہیں۔ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ سب کچھ سنا تو آپ جلدی سے کھڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے:

آہ من السکران آہ من الغضبان

حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ اٹھے اور اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قدموں کے نشان پر چلتے ہوئے باہر تشریف لے گئے لیکن ان دونوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نہ پایا۔ ان دونوں نے ایک چرواہے کو دیکھا اور اس سے کہا: کیا تو نے اس اس طرح کا نوجوان دیکھا ہے؟

چرواہے نے کہا کہ شاید آپ لوگ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تلاش کر رہے ہیں؟

انہوں نے فرمایا کہ "ہاں"۔

چرواہے نے کہا کہ میں اسے اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہوں اور وہ یہ کہہ رہے تھے:

لا اطعم طعاما ولا اشرب شرابا حتی اعلم أ منزلی فی الجنة ام فی النار؟

میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ میں کچھ پیوں گا جب تک کہ مجھے معلوم نہ ہو جائیکہ کیا میرا ٹھکانہ جنت میں ہے یا دوزخ میں؟

حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ واقعی یہی آواز لگا رہے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ سے کہا کہ اے میرے بیٹے! میں تجھے اپنے اس حق کا واسطہ دیتی ہوں کہ میں نے تجھے اتنا عرصہ تک اپنے پیٹ میں رکھا اور اتنا عرصہ اپنی چھاتی پر تجھے دودھ پلایا۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہمارے ساتھ گھر کی طرف چلیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام ان کی طرف آئے اور اپنے والدین کے ساتھ گھر کی طرف چل پڑے۔ آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ ایک حاجت ہے۔

Marfat.com

وہ یہ کہ آپ اپنا یہ کوٹ اتار کر یہ جبہ پہن لیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس طرح کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدی ماجدہ نے اپنے بیٹے کیلئے مسور کی دال کا شوربہ پکایا۔ آپ نے اسے کھایا۔ اسی دوران آپ کو نیند آ رہی تھی چنانچہ آپ سو گئے نیند کی حالت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہ ندا دی گئی۔ اے یحییٰ علیہ السلام! آپ نے میرے دار سے بہتر دار پالیا ہے اور میرے جوار سے بہتر جوار پالیا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام پریشانی کی حالت میں روتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میرا کوٹ مجھے واپس کر دو اور تم اپنا جبہ مجھ سے لے لو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ بے شک تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے بیٹے کو چھوڑ دو تا کہ وہ اپنے لیے جو چاہے عمل کرے تا کہ وہ دوزخ سے نجات حاصل کریں جب ان کی عبادت بہت بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرتِ زکریا علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بے شک میں تم پر دوزخ کی آگ حرام کر دیا ہے پھر ان کے دل مطمئن ہو گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مزید اضافہ کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:

فاستجبنا له ووهبنا له يحيى واصلحنا له زوجه انهم كانوا يسارعون في الخيرات ويدعوننا رغبا ورهبا و كانوا النا خاشعين.

ترجمہ: ''تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور اس کیلئے اس کی بی بی سنواری۔ بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔''

Marfat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اس سے مجھے عداوت تھی۔ میں بدر میں مشرکوں کے ساتھ حاضر ہوا پھر میں آزاد ہو کر جنگ احد میں شریک ہوا۔ وہاں سے فارغ ہو کر غزوۂ خندق میں لڑا مگر میں وہاں بھی زندہ رہا۔ اس وقت میں نے دل میں کہا کہ میں کہاں کہاں رسوا ہوتا رہوں گا۔ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور قریش پر غالب رہیں گے۔ پھر جب میں حدیبیہ میں شریک ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح کی حالت میں واپس ہوئے اور قریش مکہ کی طرف لوٹ گئے تو میں دل میں کہنے لگا۔ آئندہ سال محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اب نہ مکہ مکرمہ رہنے کی جگہ رہی ہے اور نہ طائف۔ اور نکل بھاگنے سے بہتر کوئی چیز ہے ہی نہیں اور میں اسلام سے اس وقت تک دور ہی تھا۔

میں خیال کرتا تھا کہ اگر تمام قریش اسلام لے آئے تو میں تب بھی اسلام نہ لاؤں گا۔ غرض کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں نے اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو جمع کیا چونکہ وہ لوگ میری رائے کو وقعت کی نظر سے دیکھتے اور میری بات مانا کرتے تھے۔ اور دشوار معاملات میں میری رائے مقدم رکھا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تم لوگوں میں کیسا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ تم ہم میں صائب الرائے ہو۔ میں نے کہا کہ تم مجھے جانتے ہی ہو۔ خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ایسا عظیم ہے کہ باوجود ناگوار ہونے کے ان کا معاملہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب میں ایک رائے رکھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ کہا کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور ہم اس کے ساتھ رہیں۔ پھر اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہوا تو ہم نجاشی کے پاس رہیں گے اور نجاشی کے ہاتھ کے نیچے رہنا ہمارے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے نیچے رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور اگر قریش غالب آ

Marfat.com

گئے تو ہمیں تو وہ سب خوب جانتے ہی ہیں۔ یہ سن کر ان سب نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک اور مناسب ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ تم جو نجاشی کو ہدیہ دینا چاہو، اسے جمع کرلو۔ چونکہ ہم لوگ اپنی سرزمین سے اس کی طرف جو تحائف زیادہ تر بھیجا کرتے تھے وہ چمڑا ہوتا تھا تو ہم نے بہت کثرت سے چمڑا جمع کیا۔ اس کے بعد ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم نجاشی کے پاس پہنچ گئے۔ خدا کی قسم ابھی ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اچانک حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نجاشی کے پاس آئے چونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی دے کر نجاشی کے پاس انہیں بھیجا تھا اور اس خط میں حضور نبی کریم ﷺ نے لکھا تھا کہ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا کا حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عقد کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں نجاشی کے پاس سے آیا اور میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر میں نجاشی کے پاس گیا تو میں اس سے ان کو مانگ لوں گا اور اگر اس نے مجھے ان کو دے دیا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو اس سے قریش خوش ہوں گے۔ جب میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے قاصد کو قتل کر دوں گا تو یہ میرے لیے قریش کی طرف سے بدلہ ہوگا۔

تو میں نجاشی کے پاس گیا اور میں نے اسے سجدہ کیا جیسا کہ میں کیا کرتا تھا۔

اس نے کہا اے میرے دوست مرحبا! کیا تم میرے لیے اپنے علاقہ سے کوئی ہدیہ لائے ہو؟

میں نے کہا کہ ہاں اے بادشاہ! میں تمہارے لیے بہت سا چمڑہ لایا ہوں۔ پھر میں نے ان کو اس کے سامنے کیا اس نے دیکھ کر تعجب کیا اور اس نے اس میں سے کچھ اپنے بطریقوں کے درمیان تقسیم کیا اور بقیہ چمڑوں کے بارے میں حکم دیا کہ اسے خزانے میں داخل کر دیا جائے۔ جب میں نے اسے بہت خوش دیکھا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! میں نے تمہارے پاس سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ہے اور وہ ہمارے ایسے دشمن کا قاصد ہے جس نے ہمیں اکیلا کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے بڑوں کو اور ہمارے اچھے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا تم مجھے اسے عنایت کر دو تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔

Marfat.com

نجاشی میری بات سن کر غضبناک ہو گیا اور اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اس زور سے میری ناک پر مارا کہ میں نے گمان کیا کہ شاید میری ناک ٹوٹ گئی ہے اور میرے نتھنوں سے خون بہنے لگا اور میں اس خون کو اپنے کپڑے میں لینے لگا اور مجھے اتنی ذلت پہنچی کہ اگر میرے لیے زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما جاتا۔ جب خون رک گیا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! اگر میں جانتا کہ میں نے جو بات کہی ہے تمہیں اتنی بری لگے گی تو میں ہرگز نہ کہتا اور تم سے اسے نہ مانگتا۔

نجاشی نے کہا کہ اے عمرو! تم مجھ سے اس ہستی مقدس کے قاصد کو مانگتے ہو جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ تاکہ تم اسے قتل کر دو پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی اس حالت کو جس پر میں اب تک تھا بدل ڈالا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس حق کو عرب اور عجم نے پہچان لیا لیکن تو ابھی تک اس کی مخالف میں کمر بستہ ہے۔ میں نے کہا کہ اے بادشاہ! کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو۔

نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہیں۔ اے عمرو رضی اللہ عنہ! اب میرا کہا مان اور تو ان کی اطاعت قبول کر لے۔ خدا کی قسم وہ یقیناً حق پر ہیں اور جس نے بھی ان کی مخالف کی ہے ضرور وہ ان سب پر غالب ہوں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے۔

میں نے پوچھا کیا تم اسلام پر ان کی جانب سے میری بیعت قبول کرتے ہو؟ نجاشی نے کہا کہ میں ضرور قبول کروں گا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور اسلام پر میری بیعت لے لی۔ (اسے ابن اسحاق اور بیہقی رحمہما اللہ ایک اور سند کے ساتھ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔)

﴿ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم﴾

Marfat.com

بے وضو قرآن چھونے کا وبال

حضرت شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ جس وقت کوہ لبنان پر مقیم تھے تو بادشاہِ وقت نے حسب معمول وہاں کے فقراء میں ایک ایک دینار تقسیم کیا لیکن آپ نے اپنا دینار ایک ساتھی کو دے کر شہر کا رخ کیا۔ اتفاق سے اس دن آپ نے بلا وضو قرآن کو ہاتھ لگا دیا تھا جس کی وجہ سے بہت فکرمند اور پریشان تھے اور جب اس پریشانی کے عالم میں آپ شہر کے بازار میں پہنچے تو وہاں لوگوں نے چوری کے جرم میں کچھ افراد کو گرفتار کر رکھا تھا اور وہاں کے صوفیاء نے آپ کو بھی پریشان دیکھ کر چوری کے جرم میں گرفتار کروا دیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ صرف مجھے گرفتار کر کے باقی تمام افراد کو چھوڑ دو کیونکہ میں ہی ان سب کا سرغنہ ہوں اور جو سزا تم ان سب کو دینا چاہتے ہو وہ سب مجھ کو دے دو۔ چنانچہ آپ کا ہاتھ کاٹ کر باقی ماندہ افراد کو رہا کر دیا گیا اور جب بعد میں یہ علم ہوا کہ آپ حضرت ابوالخیر ہیں تو ندامت کے ساتھ سب نے آپ سے معافی چاہی اور آپ کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد جب آپ گھر پہنچے تو اہل خانہ نے کٹا ہوا ہاتھ دیکھ کر بہت نوحہ وزاری شروع کر دی مگر آپ نے فرمایا کہ رنج وغم کے بجائے اس لئے خوشی مناؤ کہ اگر ہاتھ نہ کاٹا جاتا قلب کاٹ دیا جاتا، اس لئے کہ یہ وہ ہاتھ ہے جس سے میں نے بلا وضو قرآن چھو لیا تھا۔

جہنم کا خوف

منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک اندھیری رات کو کوفے کی گلیوں میں گھوم رہا تھا اچانک ایک مکان سے ایک آواز آئی کہ کوئی کہتا تھا:

Marfat.com

اے میرے پرودگار! مجھے تیری عزت وجلال کی قسم! تو میرے گناہوں کی طرف نہ دیکھ اور اپنی رحمت کے صدقے میرے گناہوں کو بخش دے اور میری یہ دعا قبول کر، اگر تو میری دعا قبول نہ کرے گا تو میرا کیا حال ہوگا جب میں نے یہ آواز سنی تو یہ آیت پڑھی:

یا یھا الذین امنو قو انفسکم

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو بچاؤ۔''

پھر میں نے ایک اور آواز اور حرکت سنی اس کے بعد وہ حرکت ٹھہر گئی اور زندگی میں کوئی نشانی نہ پائی جب صبح ہوئی پس میں گزرا اور اسی راستے جس راستے سے آیا تھا میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ اس مکان میں رو رہے ہیں اور ایک بڑھیا مردے کی ماں تھی اور وہ کہہ رہی تھی: اے اللہ! میرے بیٹے کے قاتل کو جزائے خیر نہ دے اور وہ وہی ہے جس نے عذاب کی آیت پڑھی تھی اور وہ محراب میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔ پس جب اس نے یہ آیت سنی اس کے دل نے برداشت نہ کی حتی کہ وہ چیخا اور بے ہوش ہو کر مر گیا۔ پس جب میں نے اسے اس رات بلند مقام پر دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو احد اور بدر کے شہیدوں کے ساتھ کیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کس طرح ہوا؟ وہ لوگ تو کفار کی تلواروں سے مارے گئے اور میں بادشاہ غفار کی تلوار سے مارا گیا۔

کیا میں تم کو بتادوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، اہل کتاب کے کچھ لوگ اپنی کتابیں اٹھائے ہوئے آئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، نہ انہیں مجھ سے کچھ حاصل اور نہ مجھے ان سے کچھ حاصل۔ وہ

Marfat.com

ایسی باتیں مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں جن کو میں از خود نہیں جانتا۔ میں تو بندہ ہوں۔ اتنا ہی جانتا ہوں جتنا میرے رب نے مجھے بتایا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر رخ انور پھیر کر مجھ سے فرمایا اور میں نے روئے تاباں پر خوشی و سرور کے آثار دیکھے۔ انہیں آنے کی اجازت دے دو تو وہ لوگ آئے۔

آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ قبل اس کے کہ تم بولو۔ انہوں نے کہا، ضرور ہمیں بتایئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم مجھ سے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ ان کا ابتدائی واقعہ یہ ہے کہ وہ فرزندان روم میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکومت عطا فرمائی اور انہوں نے سیر کی۔ یہاں تک کہ وہ ارض مصر کے ساحل پر آئے اور انہوں نے ایک شہر بسایا۔ اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس فرشتہ بھیجا اور وہ انہیں لے کر زمین آسمان کے درمیان چڑھا۔ پھر ان سے کہا، اپنے نیچے دیکھو۔ انہوں نے دو شہر دیکھے۔ پھر وہ فرشتہ انہیں لے کر اور اوپر چڑھا اور کہا، اپنے نیچے دیکھئے۔ انہوں نے کہا، میں اپنے نیچے کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا، وہ دونوں شہر جسے آپ نے دیکھا، وہ بحر مستدیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک خاص راستہ مقرر کیا ہے جس پر تم چلو گے۔ جاہل کو تم سکھاؤ گے اور عالم کو برقرار رکھو گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتہ نے انہیں اتارا اور انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان دیوار بنائی۔ وہ پہاڑ اتنے چکنے تھے کہ کوئی چیز ان پر آئے جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی مانند ہیں۔ جب ان سے آگے بڑھے تو ایک اور قوم ملی، پھر آگے بڑھے تو ایسی قوم ملی جو سانپوں کی مانند تھی اور ان میں سے ایک سانپ بڑے پتھر کو نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ غرانیق پر آئے۔ اہل کتاب نے یہ حال سن کر کہا، ہم اپنی کتابوں میں اسی طرح پاتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

Marfat.com

بدبختی کی گیارہ علامتیں

بدبختی کی گیارہ (۱۱) علامتیں ہیں:
(۱) مال جمع کرنے پر حریص ہو، (۲) اس کی ہمت شہوت اور دنیا کی لذت میں ہو، (۳) فحش باتیں کرنے والا ہو اور غیبت کرنے والا ہو، (۴) پانچ وقت کی نمازوں میں سستی کرنے والا ہو، (۵) اس کی صحبت برے لوگوں کے ساتھ ہو، (۶) بداخلاق والا ہو، (۷) متکبر اور فخر کرنے والا ہو، (۸) لوگوں کا نفع نہ چاہنے والا ہو، (۹) مومن کیلئے کم رحم کرنے والا ہو، (۱۰) بخیل ہو اور (۱۱) موت کو بھولنے والا ہو۔

خوف خداوندی پر انعام ربانی

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا، وہ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور دن کو خرید وفروخت کا کاروبار کرتا تھا اور وہ اپنے نفس سے کہتا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔
ایک دن وہ اپنے گھر سے اپنے سامان کو بیچنے کیلئے نکلا۔ وہ ایک امیر کے دروازے پر آیا۔ اپنے سامان کا نام لے کر اس نے آواز دی۔ امیر کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر ایک انتہائی خوبصورت تاجر کھڑا ہے۔ اس نے اس جیسا حسین وجمیل پہلے نہیں دیکھا تھا۔ امیر کی بیوی کا دل اس پر عاشق ہو گیا۔
عورت نے اس تاجر کو اپنے گھر کی طرف بلایا اور کہنے لگی کہ اے تاجر! مجھے تیرے ساتھ محبت ہے۔ میرے پاس بہت زیادہ مال ہے، بہت سارے ریشم کے اور اس کے علاوہ کپڑے ہیں تو اپنے اس تھوڑے ساز و سامان کو چھوڑ، اپنا لباس اتار دے، مجھ

Marfat.com

سے لے کر ریشم کا لباس پہن، مجھ سے ہی بہت سارا مال لے لے۔ تاجر کا دل بھی اس کی طرف راغب ہو گیا۔

لیکن اس تاجر نے اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس نے کہا کہ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

عورت نے کہا: قسم بخدا! میں اس وقت تک دروازہ نہیں کھولوں گی جب تک کہ تو اپنے نفس کو میرے حوالے نہ کر دے۔ تاجر نے اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس! تو اللہ تعالیٰ سے ڈر پھر اس نے ایک لحہ کیلئے اس عورت سے نجات حاصل کرنے کیلئے غور و فکر کیا پھر کہا:

اے امیر شخص کی زوجہ! تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر لوں چنانچہ اس نے وضو کیا۔ گھر کے اوپر چڑھ کر دو رکعت نماز ادا کی اور اس نے جب زمین کی طرف نظر کی تو اسے زمین بیس ہاتھ کی مقدار دور نظر آئی۔ پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے اپنے رب سے نجات طلب کرنے کیلئے مناجات کی اور عرض کیا:

> اے میرے رب! میں نے ستر (۷۰) سال تیری عبادت کی تو مجھے اس عورت کے شر سے چھٹکارا عطا فرما ورنہ پھر میں بھی اس کے ساتھ ہی تیری بارگاہ میں آؤں گا اور اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس! تو اللہ تعالیٰ سے ڈر، اے میرے نفس! تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

چنانچہ اس نے اسی وقت اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام! تو جلدی سے میرے اس بندے کو زمین پر گرنے سے پہلے اس کا ہاتھ پکڑ لے کیونکہ اس نے میرے خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو زمین پر گرایا ہے۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام جلدی سے نیچے اترے اور اس بندے کو زمین پر گرنے سے پہلے پہلے اٹھا لیا۔ جس طرح کہ ماں اپنے بچے کو اٹھا لیتی ہے اور پرندہ کی طرح اسے زمین پر بٹھا دیا۔

Marfat.com

پھر وہ شخص اس عورت کے شر سے چھٹکارا حاصل کرنے اور رہائی ملنے پر خوش خوش ہوتا ہوا گھر چلا گیا۔ اسی دوران اس کے گھر والے انتہائی سخت بھوک، غم اور پریشان کی حالت میں اس کے اردگرد آ کر بیٹھ گئے۔ اس کے پڑوسیوں میں سے ایک شخص اس عابد کے پاس آیا تا کہ اس سے ایک روٹی بطور قرض لے۔

عابد نے کہا: قسم بخدا! ہمارے پاس تو اتنے دنوں سے روٹی نہیں ہے اگر آپ کو یقین نہ آئے تو ہمارے تنور کو دیکھ لیں جب قرض لینے والے نے عابد کے تنور کو جا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں پکی ہوئی روٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ اس نے عابد کو اطلاع دی سب نے وہ روٹیاں کھائیں۔ گھر والے تعجب کرنے لگے اور اسے کہا کہ یہ تیری کرامت ہے۔ ہماری طرف سے تو کچھ بھی نہیں تھا لیکن اس میں راز کیا ہے؟ عابد نے راز کو منکشف کیا۔ اس کے تمام اہل وعیال نے بکثرت اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب

ترجمہ: ''اور جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔''

نیت کا اثر

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص ایک درخت کے پاس سے گزرا جس کی اللہ کے سوا پوجا کی جاتی تھی۔ وہ غصے میں آیا اور کلہاڑی لے کر گدھے پر سوار ہو کر چلا۔ اس کو کاٹنے کیلئے، پس ابلیس آدمی کی صورت میں بن کر اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تو کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس درخت کو کاٹ دوں گا جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے۔ ابلیس نے کہا کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ تجھے

Marfat.com

کیا ملے گا؟ پس آدمی نے کہا نہ مانا اور دونوں میں بہت بحث ہوئی آخر اس آدمی نے ابلیس کو تین دفعہ پچھاڑا کیا۔ پس ابلیس عاجز ہوا اور اس سے کہا کہ تو لوٹ جا اور میں تجھ کو ہر روز چار درہم دیا کروں گا۔ اس نے کہا کہ کیا تو ایسا کرے گا؟ ابلیس نے کہا کہ ہاں تو وہ آدمی سن کر واپس لوٹ گیا اور تین دن تک جائے نماز کے نیچے چار درہم پائے جب چوتھا دن ہوا تو اسے کچھ نہ ملا پھر وہ ایک کلہاڑی لے کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر درخت کی طرف چلا۔ پس ابلیس نے پہلی صورت میں آ کر کہاں کہ تو کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا کہ میں درخت کو کاٹنے کیلئے جا رہا ہوں۔ پس ابلیس نے کہا کہ تمہاری مجال نہیں کہ تو درخت کو کاٹے پس دونوں میں پھر بحث ہوئی۔ پس ابلیس نے اس کو تین بار پچھاڑا تو آدمی نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تو مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ اس سے پہلے میں تجھ پر غالب تھا تو ابلیس نے کہا کہ پہلے تو اللہ تعالیٰ کی طرف نکلا تھا جس وجہ سے تو مجھ پر غالب آ گیا تھا مگر جب تو نے جائے نماز کے نیچے درہم نہیں پائے تو تو نکلا ہے یہ تیرا نکلنا اللہ کیلئے نہیں ہے۔ پس اب تو لوٹ جا ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا پس وہ آدمی لوٹ آیا اور درخت کو نہ کاٹ سکا۔

عید منانے کا نرالا انداز

حضرت صالح بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا جب عید کا دن آتا ہے تو آپ عیدگاہ کو جاتے ہو اور نماز پڑھ کر اپنے گھر لوٹ آتے ہو اور اپنے اہل و عیال کو اپنے پاس جمع کرتے اور اپنی گردن میں ایک لوہے کی زنجیر ڈالتے، اپنے سر اور بدن پر راکھ ڈال کر روتے۔ گھر والے ان سے کہتے کہ یہ عید کا دن ہے اور خوشی کا دن ہے، یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ پس کہتے کہ یہ میں نے جانا کہ مگر میں ایک بندہ ہوں۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا اس کیلئے کوئی نیک عمل کر، پس میں نے عمل کیا لیکن معلوم نہیں

Marfat.com

ہے کہ اسے قبول کیا گیا ہے یا نہیں۔ آپ عیدگاہ کے کنارے پر بیٹھے تھے اور لوگ ان سے پوچھتے تھے کہ تم عیدگاہ کے درمیان کیوں نہیں بیٹھتے۔ وہ کہتے تھے کہ میں رحمت کے سوال کیلئے آیا ہوں اور سوال کرنے والوں کے بیٹھنے کی یہی جگہ ہے۔

﴿درۃ الناصحین﴾

سچ کی برکت

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حجاج بن یوسف کے سپاہیوں سے چھپتے ہوئے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گاہ میں پہنچ گئے اور جب سپاہیوں نے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو آپ نے صاف بتا دیا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عبادت گاہ کے اندر ہیں لیکن پورے عبادت خانے کی تلاشی کے باوجود بھی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا سراغ نہ مل سکا اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سات مرتبہ سپاہیوں نے میرے اوپر ہاتھ رکھا لیکن مجھے نہ دیکھ سکے پھر سپاہیوں نے حضرت حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حجاج تم کو دروغگوئی کی سزا دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ حسن بصری میرے سامنے عبادت گاہ میں داخل ہوئے تھے لیکن اگر وہ تمہیں نظر نہیں آئے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ چنانچہ دوبارہ پھر تلاشی لی لیکن ان کو نہ پا کر واپس چلے گئے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے باہر نکل کر حضرت حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے تو استاد کے حق کا بھی کچھ پاس نہیں کیا اور صاف صاف انہیں میرا پتہ بتا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ میں نے سچ کہا اس لئے آپ سچ کی برکت سے محفوظ رہے اور اگر میں دروغگوئی سے کام لیتا تو پھر یقیناً ہم دونوں گرفتار کر لئے جاتے۔ یہ سن کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آخر تم نے کیا پڑھا تھا کہ جس کی وجہ سے میں سپاہیوں کو نظر نہ آ سکا۔ آپ نے فرمایا کہ دو مرتبہ ''آیۃ الکرسی''، دو مرتبہ ''قل ھو اللہ

Marfat.com

احد" اور دو مرتبہ "امن الرسول" پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ حسن کو تیرے حوالے کیا تو ہی ان کی حفاظت کرنا۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

کتے کیلئے راستہ چھوڑ دیا

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ارادت مندوں کے ہمراہ ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کتا آ گیا۔ چنانچہ آپ نے اور مریدین نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ کتا گزر گیا۔ اسی وقت کسی مرید نے پوچھا کہ جب خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو پھر آپ نے کتے کے لئے راستہ کیوں چھوڑ دیا۔ اس سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتے کو ہم پر برتری حاصل ہے اور یہ بات خلاف عقل بھی ہے اور خلاف شرع بھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کتے نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ازل میں مجھ کو کتا اور آپ کو سلطان العارفین کیوں بنایا گیا اور اس میں میرا کیا قصور تھا اور آپ کی کیا فضیلت تھی۔ چنانچہ میں نے اس خیال سے کہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے کتے پر فضیلت عطا کر دی اس لئے میں نے راستہ چھوڑ دیا۔

کتے سے درس عبرت

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ راہ میں کتا ملا تو آپ نے دامن سمیٹ لیا جس پر اس کتے نے عرض کیا کہ آپ نے دامن کیوں بچایا۔ اس لئے کہ اگر میں بھیگا ہوا نہیں ہوں تو مجھ سے ناپاکی کا خطرہ نہیں اور اگر بھیگا ہوا ہوتا تو آپ اپنے کپڑے پاک

Marfat.com

کر سکتے تھے لیکن یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ فرمایا یہ تو سات سمندروں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اس لئے کہ تیرا تو ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہٰذا ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنا چاہئے تاکہ کچھ پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہو جائے لیکن کتے نے کہا کہ ہم دونوں کا ساتھ رہنا ممکن نہیں کیونکہ میں مردود ہوں اور آپ بارگاہ خداوندی میں مقبول۔ دوسرا یہ کہ میں دوسرے دن کے لئے ایک ہڈی بھی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلہ جمع کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ صد افسوس ہے جب میں کتے کے ہمراہ رہنے کے قابل بھی نہیں تو پھر خدا کا قرب کیسے حاصل ہوسکتا ہے اور پاک ہے وہ اللہ جو بدترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درس عبرت دیتا ہے۔

خوش نصیب بچہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نماز عید ادا کرنے کیلئے گھر سے باہر نکلے۔ بچے کھیل رہے تھے۔ ان کے سامنے ایک ایسا بچہ بیٹھا ہوا تھا کہ جس پر (عید والے دن بھی) پرانے کپڑے تھے اور وہ رو رہا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس رونے والے بچے سے فرمایا:

ایها الصبی مالک تبکی فلا تلعب معهم؟ فلم یعرفه الطبی.

ترجمہ: ”اے بچے! تجھے کیا ہوا کہ رو رہا ہے اور باقی بچوں کے ساتھ کھیلتا نہیں ہے؟ اس بچے نے نبی نبی کریم ﷺ کو نہ پہچانا۔“

بچے نے جواباً عرض کیا:

ایها الرجل مات ابی بین یدی رسول اللہ ﷺ فی غزوة کذا و تزوجت امی واکلت اموالی و اخرجنی زوجها من بیتی

Marfat.com

ولیس لی طعام ولا شراب والا بیت. فلما نظرت الیوم الی الصبیان ذوی الآ باء اخزتنی مصیبة ابی فلذلک ابکی.

اے بزرگ! فلاں غزوہ میں میرا والد نبی کریم ﷺ کے سامنے شہید ہو گیا، میری ماں نے دوسرے آدمی سے نکاح کیا، میرا مال و اسباب سب کھا لیا اور اس کے شوہر نے مجھے میرے گھر سے نکال دیا۔ اب نہ میرے لیے کھانا ہے نہ کچھ پینے کے لیے ہے نہ ہی میرے پاس کپڑے اور گھر ہے۔ آج (عید والے دن) جب میں نے اپنے ماں باپ والے بچوں کو دیکھا تو مجھے میرے والد کے دنیا سے جانے کا غم یاد آ گیا جس کی وجہ سے میں رو رہا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس خوش نصیب بچے کا ہاتھ پکڑ کر اس سے ارشاد فرمایا:

یاصبی هل ترضانی ان اکون ابا. وعائشة رضی اللہ عنها اما وعلیا رضی اللہ تعالیٰ عما. والحسن والحسین رضی اللہ عنهما اخوین و فاطمة رضی اللہ عنها اختالک؟ فعرف الصبی انه رسول اللہ ﷺ.

ترجمہ: ”اے بچے! کیا تو اس بات پر راضی نہ ہوگا کہ میں محمد ﷺ تیرا باپ، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تیری ماں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیرے چچا، حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہ تیرے بھائی اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تیری بہن بن جائیں۔ بچے نے پہچان لیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔“

بچے نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں کیوں راضی نہ ہوں گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے اس بچہ کو اپنے ساتھ لیا۔ کاشانہ اقدس پر تشریف لائے، اسے اچھے کپڑے پہنانے، پیٹ بھر کر کھانا کھلانے، خوبصورت بنانے اور اسے خوشبو لگانے کا حکم فرمایا۔ بچہ بن سنور کر جب گھر سے نکلا تو خوش اور اپنی قسمت پر بڑا نازاں تھا۔ جب باقی بچوں نے اسے دیکھا تو اس سے کہنے لگے:

کنت قبل هذا الا ن تبکی فما بالک صرت الان مسرورا؟

Marfat.com

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو رو رہا تھا تو تجھے کیا ہوا کہ تو اب بڑا ہی خوش دکھائی دے رہا ہے؟

بچے نے ان دوسرے بچوں کو جواب دیتے ہوئے کہا:

کنست جائعا فشبعت و کسنت عاریا فلبست و کنت یتیما فکان رسول اللہ ابی وعائشۃ امی والحسن والحسین اخوی و علی عمی وفاطمۃ اختی افلا افرح؟

میں بھوکا تھا مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا۔ میرے کپڑے نہیں تھے مجھے لباس مل گیا۔ میں یتیم تھا، رسول اللہ ﷺ میرے باپ' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میری ماں' حضرت امام حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ میرے بھائی' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے چچا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا میری بہن بن گئیں۔ تو کیا میں خوش ہو کر اپنی قسمت پر ناز نہ کروں؟

جن بچوں کے والدین زندہ تھے اور وہ عید کی خوشیاں منا رہے تھے۔ اس بچہ کا یہ جواب سن کر کہنے لگے:

یالیت آبائنا قتلو الی سبیل اللہ فی تلک الغزو فتکون کذلک.

کاش کہ ہمارے باپ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہوتے' آج ہمارے لیے اس طرح ہو جاتا۔

جب حضور نبی کریم ﷺ نے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمایا۔

خرج الصبی وھو یحتو التراب علی راسه فاستغاث وقال الآن صرت غریبا و یتیما. فضمه ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نفسه.

وہ بچہ باہر نکلا۔ اپنے سر پر مٹی ڈال رہا تھا' مدد طلب کر رہا تھا اور ساتھ ہی یہ کہہ رہا تھا کہ اب میں غریب اور یتیم ہو گیا ہوں۔ اس کی یہ باتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔

Marfat.com

چار درہم کے بدلہ چار دعائیں

کسی دولت مند نے اپنے غلام کو بازار سے کچھ خریدنے کے لئے بھیجا تو وہ غلام راستے میں حضرت منصور عمار رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ سننے لگا، وہیں ایک نادار درویش بھی کھڑا تھا جس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس کو چار درہم دے کر مجھ سے چار دعائیں لے۔

یہ سن کر اس غلام نے جو چار درہم کا سامان خریدنے آیا تھا اس درویش کو چاروں درہم عطا کر دیئے اور جب آپ نے غلام سے پوچھا کہ اپنے حق میں کیا دعائیں چاہتا ہے تو اس نے عرض کیا:

"(۱) میں آزاد ہو جاؤں (۲) اللہ تعالیٰ میرے مالک کو توبہ کی توفیق دے
(۳) ان چار درہم کے معاوضہ میں مجھے چار درہم مزید مل جائیں
(۴) اللہ تعالیٰ مجھ پر اور تمام حاضرین مجلس پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔"

چنانچہ آپ نے اسی کے مطابق دعائیں فرما دیں اور وہ غلام جب اپنے آقا کے پاس پہنچا تو اس نے خفگی کے ساتھ تاخیر کا سبب دریافت کیا اور جب غلام نے پورا واقعہ بیان کر دیا تو اس کو آزاد کر کے مزید چار سو درہم آقا نے اس کو اور عطا کئے اور خود تائب ہو گیا۔ اور اس شب خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تیری بد خصلتی کے باوجود تجھ پر اور تیرے غلام پر نیز منصور عمار اور اہل مجلس پر رحمتوں کا نزول کر دیا۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

Marfat.com

ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں ہونیوالے عظیم واقعات

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

(۱) ماہ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو معافی عطا فرمائی تو جو شخص اس ماہ مقدس کی یکم کو روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔

(۲) اس ماہ مبارک کی دو تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما کر ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے ایک سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اس نے آنکھ کے جھپکنے کی دیر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انقطاع نہیں کیا۔

(۳) ماہ ذوالحجہ کی تیسری تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا تو جس خوش نصیب انسان نے اس دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائے گا۔

(۴) اس ماہ مقدس کی چار تاریخ کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس سے محتاجی اور تنگدستی کو دور فرما دے گا اور وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے معزز نیک بندوں کے ساتھ ہوگا۔

(۵) اس بابرکت ماہ کی پانچ تاریخ کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے نفاق اور عذاب قبر سے بری کردے گا۔

(۶) اس مہینہ کی چھ تاریخ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے خیر کے دروازے کھول

Marfat.com

دیئے تو جو شخص اس دن کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور اس کے بعد اس بندے کو ہمیشہ تک عذاب نہیں دے گا۔

(۷) اس ماہ کی سات تاریخ کو دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جب تک یہ دس دن گزر نہ جائیں ان کو کھولا نہیں جاتا۔

(۸) ماہ ذوالحجہ کے آٹھویں دن کو یوم الترویہ کہتے ہیں جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا اسے اتنا اجر عطا کیا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۹) ذوالحجہ کے نویں دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں جس خوش نصیب نے اس دن کا روزہ رکھا تو یہ اس کا روزہ رکھنا گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جائے گا اور یہی وہ دن کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

الیوم اکملت لکم دینکم وا تممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الا سلام دینا ط

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔''

﴿المائدہ:۳﴾

(۱۰) ماہ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو ''یوم الاضحیٰ'' (قربانی کا دن) کہا جاتا ہے۔ جو شخص اس دن میں قربانی کرے تو اس قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے اور اس کے اہل وعیال کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور جو شخص اس دن میں کسی مومن کو کھانا کھلائے یا اس پر صدقات میں سے کوئی صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہر خوف سے امن دے کر اٹھائے گا اور اس کا میزان جبل احد سے بھی زیادہ وزنی ہوگا۔

Marfat.com

شیر سے بے خوف اور مچھر کے کاٹنے سے تکلیف

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کسی مرید کے ہمراہ جنگل میں تھے کہ اچانک شیر کے غرانے کی آواز آئی اور وہ مرید خوفزدہ ہو کر ایک درخت پر چڑھ گیا لیکن اس کے باوجود بھی اس کے خوف میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی مگر آپ نے بے خوف ہو کر مصلیٰ پر نماز کی نیت باندھ لی اور جب شیر نے قریب آ کر آپ کو مشغول عبادت پایا تو کچھ دیر اِدھر اُدھر چکر لگا کر واپس لوٹ گیا اور جب وہ مرید نیچے اترا تو آپ اس مقام سے کچھ فاصلے پر جا چکے تھے وہاں آپ کے پاؤں میں ایک مچھر نے ایسا کاٹا کہ آپ شدت تکلیف سے مضطرب ہو گئے۔ اس وقت مرید نے پوچھا کہ آپ شیر سے تو ذرا سا بھی خوفزدہ نہیں ہوئے لیکن مچھر کے کاٹنے پر اس قدر بے چین ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے آپے سے باہر کر دیا تھا اور اس وقت میں اپنے آپے میں ہونے کی وجہ سے مچھر کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔

چار کام کر کے سویا کرو

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:
اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا! تو اس تک نہ سو جب تک کہ تو ان چار چیزوں پر عمل نہ کر لے۔

(۱) قران مجید ختم کر کے۔

(۲) قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام تیری سفارش کریں۔

Marfat.com

(۳) دو مسلمانوں کو تو نے اپنے سے راضی کر کے سو۔
(۴) ایک حج اور عمرہ کر کے سویا کر۔
جب حضور نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تو وہ بستر پر تھیں۔ یہاں تک کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز مکمل کی جب حضور نبی کریم ﷺ نے نماز مکمل فرمالی تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔آپ نے مجھے چار چیزوں کے کرنے کا حکم دیا لیکن اس گھڑی میں میں ان چار کاموں کو نہیں کرسکتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا:
(۱) اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو نے "قل هو الله احد" کو تین مرتبہ پڑھا تو گویا کہ تو نے مکمل قرآن مجید کو ختم کرلیا۔
(۲) جب تو نے مجھ پر اور مجھ سے پہلے دیگر انبیاء کرام پر درود شریف پڑھا تو ہم سب قیامت کے دن تیری سفارش کریں گے۔
(۳) جب تو نے تمام مومنین کیلئے بخشش طلب کی تو وہ سب کے سب تجھ سے راضی ہو گئے۔
(۴) جب تو نے "سبحان الله والحمد لله" اور "لا اله الا الله والله اکبر" کہا تو تحقیق تو نے حج اور عمرہ کرلیا۔

سات شمعیں روشن

ایک مرتبہ ایک بزرگ حضرت احمد حضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لائے تو آپ نے ازراہِ مہمان نوازی اس دن سات شمعیں روشن کیں یہ دیکھ کر اس بزرگ نے اعتراض کیا کہ یہ تکلفات تو تصوف کے منافی ہیں۔آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہ تمام شمعیں صرف خدا کے لیے روشن کی ہیں۔اور اگر آپ غلط سمجھیں تو پھر ان میں سے جو شمع خدا کے لئے

Marfat.com

روشن نہ ہو اس کو بجھا دیں۔ یہ سن کر وہ بزرگ تمام شب شمعوں کو بجھانے میں مشغول رہے لیکن ایک بھی نہ بجھ سکی۔ پھر صبح کو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو، میں تمہیں قدرت کے عجائبات کا نظارہ کرانا چاہتا ہوں چنانچہ جب ایک گرجا کے دروازے پر پہنچے تو وہاں ایک کافر بیٹھا ہوا تھا اور اس نے آپ کو دیکھتے ہی بہت تعظیم کے ساتھ دستر خوان بچھوایا اور کھانا چن کر عرض کیا کہ آئیے ہم دونوں کھانا کھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے دوست خدا کے غنیم کے ساتھ کیسے کھا سکتے ہیں۔ یہ سن کر وہ ایمان لے آیا اور اس کے ہمراہ مزید انتیس (۲۹) افراد مسلمان ہو گئے۔ اور اسی شب آپ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے دیکھا کہ اے احمد تو نے ہمارے لئے سات شمعیں روشن کیں اور اس کے صلہ میں ہم نے تیرے ہی وسیلے سے ستر قلوب کو نور ایمان سے منور کر دیا۔

خلیفہ وزیروں سمیت زمین میں غرق

ایک مرتبہ حالت نماز میں خلیفہ وقت نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لیا تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسی نماز قطعی بے حقیقت ہے اور قیامت میں تیری نماز گیند کی طرح تیرے منہ پر ماردی جائے گی۔ خلیفہ نے جھڑک کر کہا کہ خاموش رہو۔ آپ نے فرمایا کہ حق گوئی میں خاموشی کیسی۔ یہ سنتے ہی خلیفہ نے غضبناک ہو کر حکم دے دیا کہ اس کو پھانسی دے دو اور دوسرے دن ٹھیک پھانسی کے وقت آپ ایک بزرگ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے زانو پر سر رکھے ہوئے پیر پھیلا کر آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے۔ اور لوگوں نے کہا کہ پھانسی کا وقت قریب ہے تو فرمایا کہ مجھے اس کا ذرہ برابر خوف نہیں لیکن حق گوئی سے کبھی باز نہ آؤں گا۔

پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ خلیفہ مجھے بے قصور سزا دینا چاہتا ہے اس لئے اس کو بدلہ ملنا چاہئے۔ اس دعا کے ساتھ ہی ایک دھماکہ کے ساتھ زمین شق ہوئی

Marfat.com

اور خلیفہ اور وزراء سمیت اس میں دھنستا چلا گیا اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ اتنی زود اثر دعا ہم نے کبھی نہیں دیکھی تو فرمایا کہ میرے اظہار حق کی وجہ سے دعا زود اثر بن گئی۔ پھر جب دوسرا خلیفہ پہلے خلیفہ کا قائم مقام ہوا تو آپ کے عقیدت مندوں میں شامل رہا۔

اللہ کے نام کے سوا کچھ یاد نہیں

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارادت مند جو تیس سال سے آپ کا خادم بنا ہوا تھا وہ جب بھی سامنے آتا آپ پوچھتے کہ تیرا کیا نام ہے۔ ایک مرتبہ اس نے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں جب بھی سامنے آتا ہوں آپ نام پوچھتے ہیں فرمایا کہ میں مذاق نہیں کرتا بلکہ میرے قلب و روح میں اس طرح اللہ کا نام جاری و ساری ہے کہ اس کے نام کے سوا مجھے کسی کا نام یاد نہیں رہتا۔

جنازہ میں فرشتوں کی شرکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مقام تبوک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے ہمیں ایسا سورج نظر آیا کہ اس سے پہلے ہم نے ایسی روشنی نہیں دیکھی تھی۔

اس کے اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک ماہ کا فاصلہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سورج متغیر ہو گیا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے متغیر ہونے کی وجہ پوچھی تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: فرشتوں کے پروں کی کثرت کی بناء پر ایسا

Marfat.com

ہے تو سرکار مدینہ ﷺ نے پوچھا ایسا کیوں ہے؟

تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کیونکہ معاویہ بن القرۃ کا آج مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ میں ستر (۷۰) ہزار فرشتوں کو بھیجا کیونکہ وہ اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے سورۃ اخلاص پڑھا کرتے تھے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کیا آپ بھی ان کی نماز جنازہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہاں! تو پھر جبرئیل علیہ السلام نے دونوں پر زمین پر مارے اور زمین تنگ ہوگئی اور ان کا جنازہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ کے پیچھے فرشتوں کی صف تھی اور ہر صف ستر (۷۰) ہزار فرشتے تھے۔ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آپ ﷺ مقام تبوک کی طرف لوٹ آئے۔

واقعہ معراج اور مشرکین کی خباثت

یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی، ابوصالح رحمہما اللہ سے انہوں نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ علی الصبح اندھیرے میں میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت تک اپنے بستر پر تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں خبر ہے کہ میں آج مسجد حرام میں سویا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے مسجد کے دروازے تک لائے وہاں پر ایک چوپایہ جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اور کان پھڑ پھڑا رہا تھا، مجھ کو اس پر سوار کر کے لے چلے، جب وہ نشیب میں اترتا تو اس کے ہاتھ دراز ہو جاتے اور پیر چھوٹے اور جب وہ چڑھائی پر چڑھتا تو اس کے پاؤں دراز ہو جاتے اور ہاتھ

Marfat.com

چھوٹے، کسی لمحے حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ سے جدا نہ ہوئے، حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچے تو انہوں نے اس حلقہ سے اسے باندھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے، پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میرے سامنے آئی، ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان سے باتیں کیں، اس کے بعد سرخ وسفید پیالے میرے سامنے لائے گئے، میں نے سفید کو لے کر پی لیا، یہ دیکھ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: "اے رسول خدا ﷺ! آپ نے دودھ کو نوش کیا اور شراب کو چھوڑا ہے، اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت راہِ ہدایت سے بھٹک جاتی۔"
پھر مجھے سوار کر کے مسجد حرام لے آئے اور میں نے صلوٰۃِ فجر پڑھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ سن کر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ردائے مبارک کو پکڑ لیا اور کہا: اے ابن عم! میں آپ کو قسم دیتی ہوں اگر آپ نے اسراء اور انبیاء کی باتیں قریش کو بتائیں تو جو آپ کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی آپ کو جھٹلائے گا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ ردا پر مارا اور چادر کا حصہ میرے گرفت سے نکل گیا، چادر آپ کے شکم مبارک سے اوپر ہوگئی اور میں نے آپ کے شکم مبارک کی شکنوں کو دیکھا، گویا وہ ایک شکن آلود کاغذ کی شکنوں کی طرح تھیں اور اس وقت میں آپ ﷺ کے قلب اطہر کے پاس سے ایسا نور چمکتا ہوا دیکھا جس سے میری آنکھیں خیرہ ہوگئیں، تو میں سجدہ میں گر پڑی جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور میں نے لونڈی سے کہا: خدا تیرا بھلا کرے تو حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے جا اور سن کہ حضور نبی کریم ﷺ کیا فرماتے ہیں اور قریش کیا جواب دیتے ہیں؟ جب لونڈی واپس ہوئی تو اس نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ جماعت قریش کے پاس تشریف لے گئے، جن میں مطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آج رات میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور فجر کی بھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقفہ میں بیت المقدس ہو کر آیا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک

Marfat.com

جماعت مجھے ملی، جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے، میں ان سب کو نماز پڑھائی اور ان سے باتیں کی ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے جب اپنی باتیں ختم کیں تو عمرو بن ہشام نے کہا: "جن انبیاء کے نام آپ نے گنائے ذرا ان کا حلیہ تو بیان کیجئے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو میانہ قد سے متجاوز اور طویل القامت سے کم، فراخ سینہ، سرخی مائل سفید رنگ اور گھنگریالے بالوں کے سرخی مائل شخص تھے، یہ سمجھو کہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قوی الجثہ، گندمی رنگ اور لمبے قد والے تھے، یہ سمجھ کہ وہ ازدشنوہ کے افراد کے مشابہ ہیں، کثیر بالوں والے، آنکھیں بیٹھی ہوئی، دانتوں پر دانت چڑھے ہوئے، لب کسی قدر اٹھے ہوئے اور کسی قدر مسوڑھے ابھرے ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ سمجھو کہ وہ تو میرے مشابہ ہیں۔"

قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کے بیان کو سن کر تمسخر اڑایا، مطعم نے کہا: تمہارا آج کا بیان اور گزشتہ کلام میں بڑا تضاد اور فرق ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں۔ ہم تیز رفتار سرخ اونٹوں پر ایک ماہ تک سفر کر کے اس علاقے تک آتے اور جاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ رات کے ایک تھوڑے حصے میں جا کر واپس بھی آ گئے۔ مطعم کا انکار سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> "اے ابن عدی! تو نے حضور نبی کریم ﷺ کو محض اپنا بھتیجا یا ایک عام عرب قریشی سمجھ کر جھٹلا دیا ہے خدا تجھ کو طبع سلیم دے، میں پختہ یقین کے ساتھ اعلان کرتا اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ سچے اور صادق ہیں۔"

قریش نے پوچھا: "اے محمد (ﷺ)! بیت المقدس کی شناخت اور کچھ مخصوص علامات تو بیان کرو؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'میں رات کے کچھ تھوڑے ہی حصے میں گیا اور واپس آیا ہوں۔" معاً بہ حکم خداوندی حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کا

Marfat.com

نقشہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے لے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کو دیکھ کر مشرکین قریش کو بتاتے رہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ تائید و تصدیق کرتے رہے، پس حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آج سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام ''الصدیق'' رکھ دیا۔'' پھر قریش نے کہا: ''محمد (ﷺ) ہمارے قافلوں کے بارے میں بتاؤ۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے فلاں قبیلہ کو روحا میں پایا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے، میں ان کے کجاووں تک گیا، مگر پڑاؤ پر کوئی موجود نہ تھا، میں نے وہاں پر پانی کا پیالہ دیکھا اور اس کا پانی پی لیا۔ اس کے بعد میں فلاں قبیلہ والوں کے قافلہ کے پاس پہنچا اور ان کے اونٹ مجھ سے ڈر کر بھاگے اور ان میں ایک سرخ رنگ کا اونٹ بیٹھ گیا، اس پر سفید دھاریوں کی چادریں تھیں، اب میں نہیں جانتا کہ اس اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں، یا نہیں۔ اس کے بعد میں فلاں لوگوں کے قافلہ کے پاس پہنچا، جو تنعیم میں ہے ان کے آگے دھاری دار اونٹ ہیں، یہ لوگ قریب ہی پہنچ گئے ہوں گے اور وہ ثنیہ سے نظر آئیں گے۔'' آپ ﷺ سے ایسی صحیح اطلاعات سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا: ''یہ ساحر ہے۔''

اس کے بعد کچھ لوگ دیکھے گئے اور انہوں نے بغیر کسی ادنیٰ فرق کے سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا، مگر کج فہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے قول کی صداقت کو جادو ہی کا کرشمہ قرار دیا اور اکثر لوگوں نے کہا: ''ولید بن مغیرہ نے ٹھیک کہا یہ سب جادو کا معاملہ ہے۔''

اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو''

﴿ابویعلیٰ، ابن عساکر﴾

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب اس رات کسی کو نظر نہ

Marfat.com

آئے، تو عبدالمطلب کی اولاد آپ ﷺ کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کی تلاش میں مقام ذی لوئ تک پہنچے، وہ بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جواب میں لبیک فرمایا: انہوں نے فرمایا: اے ابن عم! تم کہاں تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس سے آ رہا ہوں، انہوں نے کہا: ''رات ہی رات میں'' آپ نے فرمایا: ہاں!

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ کو معراج میرے ہی گھر سے ہوئی ہے۔ اس رات آپ ﷺ ہمارے یہاں عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور جب صبح کا ابتدائی وقت ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز صبح کیلئے جگایا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نماز کو کھڑے ہوئے جب نمازِ فجر ہوئی تو فرمایا: اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! میں نے عشاء کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، پھر بیت المقدس گیا اور وہاں میں نے نماز پڑھی پھر واپس آ کر صبح کی نماز تمہارے نے یہاں پڑھی، اس کے بعد آپ تشریف لے جانے کیلئے کھڑے ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اس بات کو آپ ﷺ لوگوں سے بیان نہ کریں، اس لیے کہ وہ یقین کرنے والے نہیں تکذیب کرنے والے ہیں اور اذیت پہنچانے والے۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نہیں، میں ان کو ضرور بتاؤں گا اور آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے جا کر مشرکین مکہ کو ''واقعہ اسراء'' کے بارے میں بتایا، جس کو انہوں نے خود ساختہ اور فرضی اور جھوٹی کہانی تصور کیا۔ شب اسریٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا: اے جبرئیل علیہ السلام! معراج کے واقعات سن کر میری قوم کے لوگ تصدیق نہیں کریں گے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپکی تصدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں اور بہت سے ان لوگوں کی آزمائش ہوگی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں حجر اسود کے پاس کھڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیت المقدس کو میرے روبرو کر دیا پس میں اپنے مشاہدے کی مدد سے مشرکین مکہ کو نشانیاں بتلاتا رہا۔''

Marfat.com

پھر ان میں سے کسی نے دریافت کیا: ''مسجد اقصیٰ کے کتنے دروازے ہیں؟'' چونکہ میں نے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا اس وجہ سے میں نے دروازوں کو گنا اور ان کو تعداد بتائی۔ راہ میں قافلوں کی بابت ان کے سوالات کے واضح جوابات دیئے اور انہوں نے ان کو درست پایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْ يَا الَّتِیْ اَرَيْنَاکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو''

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کا دیکھنا دراصل عینی مشاہدہ تھا، جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چشم سر سے دیکھا۔

(اس پوری روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔)

فرشتوں کا وظیفہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب مجھے آسمانوں کی سیر اکرائی گئی تو میں نے عرش کے اوپر تین لاکھ ساٹھ ہزار ستون دیکھے۔ ایک ستون سے دوسرے ستون تک کا فاصلہ تین لاکھ سالوں کا ہے اور ہر ستون کے نیچے بارہ (۱۲) ہزار میدان ہیں اور ہر میدان میں اسی (۸۰) ہزار فرشتے ہیں۔ جس کا وظیفہ سورۂ اخلاص ہے جب اس کام سے فرغ ہوتے ہیں تو عرض کرتے ہیں اے اللہ! ہم نے یہ سارا ثواب مرد یا عورت کو بخش دیا ہے جو سورۂ اخلاص کا وظیفہ کرتے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سن کر حیران ہوئے تو سرکار مدینہ ﷺ نے کہا کیا تم یہ سن کر تعجب کرتے ہو کہ میرے رب کی قسم! ''قل ھو اللہ احد'' جبرئیل علیہ السلام کے پروں کے اوپر لکھی ہوا ہے اور ''اللہ الصمد'' میکائیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔ ''لم

Marfat.com

یلد ولم یولد" عزرائیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔تو میرا جو بھی امتی سورۂ اخلاص پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو زبور، انجیل، تورات پڑھنے کا ثواب عطا کرے گا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو۔انہوں نے عرض کی: ہاں! یارسول اللہ ﷺ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا قسم ہے ان ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک "قل ہو اللہ احد" ابوبکر صدیق کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے جو شخص بھی اس سورۃ پاک کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ابوبکر، عمر، عثمان اور علی ؓ کا ثواب عطا کرے گا۔

رزق میں برکت کا وظیفہ

روایات میں آتا ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اپنی غربت کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی گھر میں آیا تو سورۃ اخلاص پڑھا کرو تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی باتوں پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق میں برکت نازل کردی۔

قبر کی تکلیف سے محفوظ رہنے کا وظیفہ

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے جس شخص نے سورۃ اخلاص کو مرض الموت میں پڑھا۔قبر کی تکلیف سے محفوظ ہوگا۔فرشتے اس کو اپنے پروں پر اٹھالینگے اور جنت سے گزار کر پل صراط پر اتار دیں گے لیکن سورۃ اخلاص کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا شرط ہے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کی پانچ خصوصیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے ایسی پانچ خصوصیات عطا ہوئیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں: (۱) میں اسود و احمر یعنی تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۲) روئے زمین کو میرے لیے ذریعہ طہارت اور سجدہ گاہ بنادیا گیا ہے۔ (کہ اس سے پہلے نہ تیمم جائز تھا نہ ہر جگہ عبادت کرنا) (۳) ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن پر رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔ (۴) میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔ (۵) مجھے خصوصی سفارش کا حق ملا ہے جسے میں نے اپنی امت کیلئے محفوظ کرلیا ہے۔

حج کے موقع پر مشرکین کی شرارت اور نبوت کا چرچا

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کے چند افراد جمع ہوئے، ولید ان میں عمر رسیدہ تھا اسی نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''زمانہ حج نزدیک ہے میرا خیال ہے مختلف علاقوں کے وفود تمہارے پاس آکر محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں گے کیونکہ انہوں نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ سن رکھا ہوگا، لہٰذا تم سب کسی رائے پر اتفاق کرلو تاکہ ہماری باتوں میں تناقض اور تضاد نہ ہو۔''

لوگوں نے جواب میں کہا: ''اے عبدشمس! آپ ہی مشورہ دیجئے کہ کیا کہا جائے؟''
ولید سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا: ''تمہیں! میں تمہارے خیالات سننا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔''
قریش نے کہا: ''ہم کاہن بتائیں گے۔'' ولید نے کہا: ''وہ کاہن تو نہیں ہیں، تم نے کاہنوں

Marfat.com

کو دیکھا ہے اور کلام بھی سنا ہے مگر ان کا کلام تو کاہنوں کا سا بے معنی زمزمہ نہیں ہے۔" اس کے بعد لوگ کہنے لگے: "مجنون بتا دیں گے۔" ولید نے پھر مخالفت کی اور کہا: "وہ حواس باختہ، پریشان خیال اور جذباتی نہیں، حالانکہ ہر مجنون میں ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔"

لوگوں نے پھر کہا: "شاعر بتایا جا سکتا ہے۔" ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں کہ ہم اصناف شعر "رَجز ہَزَج قَرِیْضَہ مَقْبُوْضَہ مَبْسُوْطَہ" وغیرہ سب سے واقف ہیں مگر محمد ﷺ کا کلام بے نظیر اور بے مثال ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے کہا: "ساحر کہہ دیں گے۔" ولید نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں، ہم میں سے ہر ایک نے ساحروں کو دیکھا ہے ان کے اندازِ کلام میں تو جھاڑ پھونک اور گرہ بندی لازمی ور پر ہوتی ہے۔

لوگوں نے کہا: "اے عبدشمس! تم ہی بتاؤ، لوگوں کو محمد ﷺ کے بارے میں کیا جواب دو گے؟" اب ولید نے کہا شروع کیا: "واللہ! ان کے کلام میں تو عجیب وحلاوت ہے، تازگی اور لذت ہے تو تم بیان کردہ باتوں میں سے جو بھی کہو گے، جھوٹ سمجھا جائے گا۔

بہرحال قرین عقل یہ ہے کہ ساحر کہو اور بتاؤ کہ یہ ساحر لوگوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ لوگوں کو باپوں سے، بیویوں سے بھائیوں سے اور خاندان سے کاٹ دیتا ہے۔" پس لوگ اس کی رائے سے اتفاق کر کے اس اجتماع سے رخصت ہو گئے اور جب حج کا زمانہ آیا تو ہر طرف سے لوگ آ آ کر بیت اللہ کے طواف کیلئے جمع ہونے لگے اور مشرکین قریش ان کو حضور نبی کریم ﷺ سے برگشتہ کرنے کیلئے ان کے اجتماعات اور دارالاقامتوں میں جانے آنے لگے۔ جو بھی ان کے پاس آتا وہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں اسے ڈراتے اور بچنے کی ترغیب دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں "ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًاo (الٰی قولہٖ) سَاُصْلِیْهِ سَقَرَo آیتیں نازل فرمائیں اور نیز ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس جھوٹے پیروپیگنڈے میں ولید کو اپنا قائد اور پیشوا بنا لیا تھا۔ آیت کریمہ "اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ فَوَ رَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ" نازل

Marfat.com

ہوئی، یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاس بٹھاتے اور حضور نبی کریم ﷺ کی برائی اور بدگوئی ان سے کرتے۔

راوی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حج سے فراغت کے بعد جب لوگ اپنے اپنے علاقوں اور قبائل میں واپس ہوئے تو چپہ چپہ پر حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کی نبوت کا چرچہ ہوگیا اور اس طرح تمام بلادِ عرب ذات نبی کریم ﷺ سے واقف ہوگیا۔

﴿ابن عباس، بیہقی﴾

نابینا عورت کی بینائی لوٹ آنے کا عجیب واقعہ

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کہ جن کے مالک ان کے توحید پرست اور مرید رسالت ہونے کی بناء پر سخت ترین عذاب اور وحشت ناک تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت زنیرہ تھی۔

حتی کہ ان بے چاری کی بینائی شدت عذاب سے زائل ہو چکی تھی اور طرفہ ستم یہ تھا کہ مشرکین کہتے کہ اس بدبخت کی بصارت لات وعزیٰ نے چھین لی ہے۔ وہ خاتون اپنے خدائے واحد و کارساز حقیقی سے دعا کرتیں، تو ان کے مہربان خدا نے ان کی دعا سن لی اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

﴿بیہقی﴾

Marfat.com

نجاشی کے دربار میں عظمت مصطفی ﷺ کا اظہار

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر ابی طالب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر پناہ لینے حبشہ کی طرف گئے اور قریش نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو بھیجا اور وفد کے ساتھ نجاشی کیلئے تحفہ میں ایک عربی گھوڑا اور دیبا کا بنا ہوا شاہی طرز کا جبہ اور دوسرے مقربین شاہ کیلئے بھی تحائف بھیجے تو نجاشی نے تحائف قبول کیے اور عمرو کو شرف باریابی بخشا۔

عمرو نے کہا: اے محترم بادشاہ! ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر، آپ کی سرزمین میں آ گئے ہیں، ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرما دیا جائے۔ یہ لوگ اس شخص کے فرمانبردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان سے اٹھ کر دعویٰ نبوت کیا ہے۔ یہ نبی جن بنیادی عقائد کو پھیلا رہا ہے ان میں سے چند یہ ہیں: ''وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''ابن اللہ'' نہیں مانتے۔ وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے نہ حکم مانتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں۔''

نجاشی نے مہاجرین عرب مسلمانوں کو بلوایا۔ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان دربار شاہی میں پہنچے تو وہاں کے روایتی آداب کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے یک زبان ہو کر کہا:

''اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ! یہ وہی صورتحال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔'' نجاشی نے مسلمان وفد سے کہا: ''اے عرب مہمانو! کیا تم لوگ بتاؤ گے کہ ہماری تعظیم کس وجہ سے نہیں کی گئی اور مجھے بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا ہے؟ کیا تم

Marfat.com

نصرانیت سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ''ہم نصاریٰ یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے۔'' نجاشی نے دریافت کیا: ''تو کیا تم یہودیت سے متعلق ہو؟''

مسلمانوں نے جواب دیا: ''ہم تو یہودی نہیں ہیں۔'' نجاشی نے پھر سوال کیا: ''تم عرب قوم کی طرح بت پرست ہو؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ہم بت پرستی کی تو مخالفت کرتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا: ''تو پھر تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ہمارا دین اسلام ہے۔'' نجاشی نے سوال کیا: ''اسلام کیا ہے؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمد (ﷺ) کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرمانبرداری میں خود کو دے دینا۔'' نجاشی نے پھر پوچھا: ''یہ اسلام تمہیں کیسے ملا؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''اس کو ایک نجیب اور شریف خاندان کا ایک عرب لے کر آیا۔ وہ مثل انبیاء سابقین کے مبعوث ہوئے، ان پر احکام والہام اور وحی اللہ تعالیٰ کا امین فرشتہ لے کر آیا ہے۔ وہ ہم کو والدین کے ساتھ حسن سلوک راست گوئی، وفائے عہد اور ادائے امانت کو حکم دیتے ہیں اور بتوں کی پرستش سے ہمیں منع کرتے ہیں اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں، ان کی یہ تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن مجید کو ہم نے اس کے اعجاز اور امتیاز کی وجہ سے کلام الٰہی جانا اور اس پر عمل کیا تو ہماری قوم دشمن ہو گئی اور نبی صادق ﷺ کو انہوں نے ایذا پہنچائی۔ ان کے دشمن ہو گئے اور قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے، ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے جانیں بچا کر دین کی خاطر آپ کے پاس پناہ لینے آئے ہیں۔''

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی یہ مختصر تقریر سننے کے بعد نجاشی نے کہا: ''اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اس مرکز نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور ہوا تھا۔''

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: ''رہا تعظیم کرنے کا سوال تو اس کے بارے

Marfat.com

میں حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اہل جنت کی تحیت یعنی تعظیم ''السلام'' ہے۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی طرف القاء کیا گیا اور اس کی روح ہیں، وہ پاک ستھری بتول کے فرزند ہیں۔''

اس قدر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھایا، اس میں ایک تنکا تھا اور کہا تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ مشرکین عرب کے نمائندہ وفد کو ان کے تحفے واپس کر دو اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں اور ارا کین مملکت کو ان کے آرام و آسائش کی ہدایت کی اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت دی۔

﴿بیہقی﴾

متوکل بیٹی

شاہ کرمان نے حضرت شاہ سجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو آپ نے تین دن کی مہلت طلب کی اور تین دنوں میں مسجد کے اطراف اس نیت سے چکر کاٹتے رہے کہ کوئی درویش کامل مل جائے تو میں اس سے نکاح کر دوں چنانچہ تیسرے دن ایک بزرگ خلوص قلب کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے مل گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا تم نکاح کے خواہش مند ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں تو بہت مفلوک الحال ہوں مجھ سے کون اپنی لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے، آپ نے فرمایا کہ میں اپنی لڑکی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں چنانچہ باہمی رضامندی سے نکاح

Marfat.com

ہو گیا۔ اور جب صاحبزادی اپنے شوہر کے پاس پہنچیں تو دیکھا کہ ایک کوزے میں پانی اور ایک ٹکڑا سوکھی ہوئی روٹی کا رکھا ہوا ہے۔ اور جب شوہر سے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ آدھا پانی اور آدھی روٹی کل کھالی تھی اور آدھی آج کے لئے بچا رکھی تھی۔ یہ سن کر جب بیوی نے اپنے والدین کے ہاں جانے کی خواہش کی تو شوہر نے کہا کہ میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ شاہی خاندان کی لڑکی فقیر کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتی۔ لیکن بیوی نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ میں تو اپنے والد سے یہ شکایت کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرا نکاح کسی متقی سے کر رہا ہوں مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا نکاح تو ایسے شخص سے کر دیا گیا ہے جس کا خدا پر توکل نہیں ہے اور دوسرے دن کے لئے کھانا بچا کر رکھتا ہے جو توکل کے قطعاً منافی ہے لہٰذا اس گھر میں یا تو میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی۔

ایک چھاگل سے تمام لشکر سیراب ہو گیا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ سے پیاس کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور ایک شخص کو بلایا اور فرمایا: تم دونوں جاؤ اور میرے لیے پانی تلاش کر کے لاؤ تو وہ دونوں گئے اور انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اونٹ کی جانب چھاگلوں میں پانی بھر کے لا رہی تھی، ان دونوں نے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ کل میں اس وقت پانی پر تھی، (یعنی یہاں سے ایک دن رات کی مسافت پر ہے۔)

پھر یہ دونوں اس عورت کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ نے برتن طلب فرمایا اور دونوں چھاگلوں کے دہانے کھول کر دہن اقدس میں پانی لیا اور اس پانی سے دونوں چھاگلوں میں کلی کر کے دونوں چھاگلوں کے دہانوں کو باندھ دیا اور چھاگل کے نچلے چھوٹے دہانے کو کھول دیا اور لوگوں کو آواز دی کہ پانی پی لیں اور بھر لیں تو جس نے چاہا پیا اور جتنا چاہا بھر لیا، وہ عورت کھڑی دیکھتی رہی، اس کے پامہ کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہر ایک چھاگل سے پانی لیا گیا اور ہم خیال کرتے رہے کہ وہ چھاگل پہلے سے زیادہ لبریز ہے جتنا کہ پانی لینے سے پہلے بھری ہوئی تھی اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اس عورت کیلئے کھانے کی چیزیں جمع کرو تو صحابہ کرام نے کھجوریں، آٹا اور ستو اتنا جمع کیا کہ وہ اس کے پاس بہت وافر ہو گیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا، تم جانتی ہی ہو کہ ہم نے تمہارا پانی قطرہ بھر کم نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے، پھر وہ عورت اپنے گھر چلی گئی چونکہ اس عورت کو دیر ہو گئی تھی، اس بنا پر اس سے اس کے گھر والوں نے پوچھا: اے فلانی! تجھے کیسے دیر ہو گئی؟

اس عورت نے کہا کہ میں نے عجیب بات دیکھی ہے، وہ یہ کہ راستے میں مجھے دو آدمی ملے اور وہ دونوں مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں اور انہوں نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا، جو واقعہ گزرا اسے بیان کیا۔ خدا کی قسم! وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان بڑا ساحر ہے اور اس عورت نے انگوٹھے اور ان کے برابر کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ بات کہی، پھر کہا کہ وہ شخص یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے اس کے بعد اس کے گردونواح کے مشرکوں پر تخت و تاراج کیا مگر ان لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا، جن میں وہ عورت تھی اور جہاں وہ پانی لینے جمع ہوتے تھے، اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ یہ مسلمان تم لوگوں کو قصداً چھوڑ دیتے ہیں اور تم سے تعرض نہیں کرتے تو کیا تم لوگوں کو قبول اسلام کی رغبت ہے؟ ان سب نے اسکی بات مان لی اور وہ سب اسلام میں داخل ہو گئے۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

Marfat.com

اولیاء سے بداعتقادی مصیبت کا باعث ہے

حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دو درویش طویل سفر کے بعد جب آپ کے ہاں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ شاہی دربار میں ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے سوچا کہ یہ کس قسم کے بزرگ ہیں جو دربار شاہی میں حاضری دیتے ہیں۔ یہ سوچ کر دونوں بازار کی جانب نکل گئے اور اپنے خرقہ کی جیب سلوانے کے لئے درزی کی دکان پر پہنچے اسی دوران درزی کی قینچی گم ہوگئی اور اس نے ان دونوں کو چوری کے شبہ میں پولیس کے حوالے کر دیا اور جب پولیس دونوں کو لے کر شاہی دربار میں پہنچی تو حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ سے سفارش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں چور نہیں ہیں لہٰذا ان کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی سفارش پر ان کو رہا کر دیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ میں دربار شاہی میں صرف اسی غرض کے لئے موجود رہتا ہوں۔ یہ سن کر وہ دونوں معذرت خواہی کے بعد آپ کے ارادت مندوں میں داخل ہو گئے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خدا کے مقبول بندوں سے بے اعتقادی بھی وجہ مصیبت بن سکتی ہے۔

شیر پر لکڑیوں کا گھٹا لادنا

حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ تھا کہ خرقان آنے کے وقت مجھ پر حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا خوف اس درجہ طاری تھا کہ بات کرنے کی بھی سکت نہیں تھی جس کی وجہ سے مجھے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ شاید مجھے ولایت کے مقام سے معزول کر دیا گیا

Marfat.com

ہے۔ جب شیخ بوعلی سینا آپ کی شہرت سے متاثر ہو کر بغرض ملاقات خرقان میں آپ کے گھر پہنچے اور آپ کی بیوی سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں تو بیوی نے جواب دیا کہ تم ایک زندیق وکاذب کو شیخ کہتے ہو، مجھے نہیں معلوم کہ شیخ کہاں ہیں۔ البتہ میرے شوہر تو جنگل سے لکڑیاں لانے گئے ہیں۔ یہ سن کر شیخ بوعلی سینا کو خیال آیا کہ جب آپ کی بیوی ہی اس قسم کی گستاخی کرتی ہے تو نہ معلوم آپ کا کیا مرتبہ ہے گو میں نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ بہت ادنیٰ درجہ کے انسان ہیں۔ پھر جب آپ کی جستجو میں جنگل کی جانب روانہ ہوئے تو دیکھا کہ آپ شیر کی کمر پر لکڑیاں لادے تشریف لا رہے ہیں۔ یہ واقعہ دیکھ کر شیخ بوعلی سینا کو بہت حیرت ہوئی اور قدم بوس ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو ایسا بلند مقام عطا فرمایا ہے اور آپ کی بیوی آپ کے متعلق بہت بُری باتیں کہتی ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اگر میں ایسی بکری کا بوجھ برداشت نہ کر سکوں تو پھر یہ شیر میرا بوجھ کیسے اٹھا سکتا ہے۔ پھر آپ شیخ بوعلی سینا کو اپنے گھر لے گئے اور کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد فرمایا کہ اب مجھے اجازت دے دو کیونکہ میں دیوار تعمیر کرنے کے لئے مٹی بھگو چکا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ دیوار پر جا بیٹھے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ سے بسولی چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اور جب شیخ بوعلی سینا اٹھا کر دینے کے لئے آگے بڑھے تو وہ خود بخود زمین سے اٹھ کر آپ کے ہاتھ میں پہنچ گئی۔ یہ کرامت دیکھ کر شیخ بوعلی سینا آپ کے معتقدین میں شامل ہو گئے۔

﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

آگ پر سجدہ کرنا

حضرت ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ موسم سرما کی ایک رات اپنے ارادت مندوں سے معرفت سے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے اور آپ کے سامنے آگ روشن تھی۔ دوران بیان آپ کو ایسا جوش آیا کہ اٹھ کر آگ کے اوپر سجدہ شکر میں گر پڑے لیکن سر اٹھانے

Marfat.com

کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کا ایک بال بھی آگ سے متاثر نہیں ہوا۔ پھر مریدین سے فرمایا کہ بارگاہ الٰہی میں عاجزی کا اظہار کرنے والے ہمیشہ سرخرو رہیں گے اور آگ کبھی ان کو جلا نہیں سکے گی۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا ایمان لانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایرانی النسل تھا اور میرا باپ ایک کاشت کار تھا جو مجھ پر بڑا مہربان اور شفیق تھا حتیٰ کہ گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔ وہ مذہباً آتش پرست اور عقائد میں شدید اور غلو کرنے والا۔ میں اس کے آتش خانے کا محافظ اور منتظم تھا۔ میں دوسرے لوگوں سے مذہبی نظریات اور رسوم سے بیگانہ محض تھا اس سلسلہ میں مجھے بس اسی قدر معلوم تھا جو کچھ میں نے اپنے ماحول سے حاصل کیا تھا۔ میرے باپ کی زمین پر کچھ کارندے مقرر تھے۔ ایک روز باپ نے بلا کر کہا:

''میرے بیٹے! مجھے اس زمین کا فکر لاحق ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے، تم کھیتوں پر جا کر کارندوں سے یہ اور یہ کہہ دینا مگر وہاں ٹھہر نہ جانا کیونکہ تمہارے ٹھہر جانے سے سارا کام درہم برہم ہو جائے گا۔'' میں کہنے کے مطابق چل پڑا۔ راستہ میں عیسائیوں کے ایک معبد پر گزر ہوا۔ اندر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: ''یہ عمارت کیسی اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں؟'' لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا کنیسہ ہے اور اندر لوگ عبادت میں مصروف ہیں۔ یہ اس کی آوازیں ہیں جو تم سن رہے ہو۔ میں ان کو اور ان کے طرز عبادت کو دیکھنے کے لیے اندر چلا گیا۔ مجھے ان کا طرز عبادت دیکھ کر اس قدر حیرانی ہوئی کہ میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ ان کے پاس سے ہٹنے کو دل نہ چاہا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ میں رات کے وقت

Marfat.com

جب گھر واپس آیا تو لوگ مجھے تلاش کرنے روانہ ہو چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر والد نے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے' کیا میں نے تم کو جلد واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟ میں نے کہا:
''ابا جان! میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کو لوگ عیسائی کہتے ہیں' مجھے ان کی عبادت اور دعا بھلی معلوم ہوئی۔ میں اس خیال سے بیٹھ گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں۔''
میرے والد نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! تیرا دین اور تیرے آباء واجداد کا دین ان سے بہتر ہے۔'' میں نے باپ سے عرض کیا:
''واللہ! ہم لوگوں کا دین ان لوگوں کے دین سے جو اللہ کی عبادت کرتے' اس کی پرستش کرتے اور اس کے لیے عبادت کرتے ہیں' بہتر نہیں ہے۔ ہم لوگ آگ کو پوجتے ہیں جس کو خود ہم روشن کرتے ہیں۔ اگر ہم روشن کرنا چھوڑ دیں تو وہ خاکستر ہو جائے۔''
یہ جواب سن کر میرے باپ کو اندیشہ ہوا۔ لہٰذا اس نے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے اپنے گھر میں قید کر دیا۔
اس کے بعد میں نے ان نصرانیوں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ان سے پوچھا: ''تمہارے دین کے اصول کہاں ملیں گے؟'' انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہیں۔ میں نے پیغام دیا: ''آپ حضرات میں سے کوئی صاحب وہاں جانے والے ہوں تو مجھے خبر کر دیں۔''
کچھ عرصہ بعد چند عیسائی تاجر آئے تو انہوں نے مجھے اطلاع کرا دی۔ میں نے کہلوا دیا کہ تاجر اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر جب واپسی کا ارادہ کریں تو مجھ اس موقع پر خبر کرا دیں لہٰذا جب وہ اپنی مصروفیات ختم کر کے واپس ہونے لگے تو مقامی عیسائیوں نے مجھے خبر دی۔ میں نے پیروں سے بیڑیاں نکال دیں اور ان کے ساتھ ہو کر ملک شام پہنچ گیا اور نصرانی مذہب کے سب سے بڑے اسقف (پادری) کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا: ''کنیسہ کا منتظم ایک اسقف ہے۔'' میں اس کے پاس گیا اور میں نے اس سے عرض کیا: ''میری خواہش ہے کہ میں تمہارے کنیسہ میں رہوں اور اللہ کی عبادت کروں اور تم سے اچھی اچھی باتیں سیکھوں۔'' اس نے اجازت دے دی اور میں اس کے پاس رہنے لگا۔ وہ ایک برا شخص تھا۔ میں نے دیکھا وہ لوگوں کو

Marfat.com

صدقات کی تلقین کرتا جب لوگ صدقات لے کر اس کے پاس آتے تو وہ خزانے میں رکھ دیتا اور جن مسکینوں کے نام پر یہ حاصل کیے تھے انہیں محروم رکھتا۔ مجھے یہ صورتحال دیکھ کر اس سے نفرت ہوگئی مگر وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور مر گیا جب لوگ اس کے دفن کے لیے آئے تو میں نے ان سے کہا: ''یہ بدطینت شخص تھا تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور اس کے لیے تمہیں شوق دلاتا تھا اور جب تم صدقات اکٹھا کر کے اس کے پاس لاتے تھے تو یہ ان کو جمع کر لیتا تھا اور غرباء و مساکین کو کچھ نہ دیتا تھا۔'' لوگوں نے کہا: ''اس کا ثبوت کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''میں ابھی اس کا اندوختہ نکال کر آپ کے روبرو رکھتا ہوں۔''

انہوں نے کہا: ''اچھا' لاؤ!'' میں گیا اور سات مٹکے سونے اور چاندی سے لبریز ان کے سامنے لا کر رکھ دیئے جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے: ''ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔'' اس کے بعد انہوں نے اسے سولی پر لٹکایا اور سنگسار کر دیا۔

اس کے بعد وہ ایک اور شخص کو لے کر آئے جوان کے خیال میں ایک قابل اور ایماندار شخص تھا اور اس کے منصب پر مقرر کر دیا۔ میں نے کبھی آج تک نہ اپنوں میں اور نہ غیروں میں غرض کسی شخص کو اس شخص کی طرح زاہد اور شب زندہ دار نہیں دیکھا تھا۔ اس کے رات دن عبادت میں گزرے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کبھی میں نے اس سے بھی زیادہ کسی سے محبت کی ہو۔ بہر حال میں اس کے ساتھ رہا۔

یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ اس وقت میں نے ان سے کہا: ''اے جناب! اب آپ کا وقت آخر ہے اور جو امر الٰہی میں ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ قسم سے کہتا ہوں کہ میرے لیے آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ براہ مہربانی مجھے کچھ حکم دیجئے اور کسی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔'' اس نے کہا: ''اے بیٹے! میں اور تو کسی کو نہیں جانتا البتہ ایک شخص موصل میں ہے' تم اس کے پاس چلے جاؤ یقیناً تم اس کو میری طرح پاؤ گے۔'' پھر جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کے پاس گیا۔ میں نے اس کو ریاضت و عبادت اور ترک دنیا اور زہد میں اسی طرح پایا۔

Marfat.com

میں نے اس عابد کو بتایا کہ شام کے اسقف نے مرتے وقت مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی ہے لہٰذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: ''اے بیٹے شوق سے رہو۔'' میں مقیم ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا: ''میں وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا تھا اور اب آپ کی حالت بھی حکم خداوندی کے انتظار میں ہے لہٰذا آپ کسی کی طرف میری رہنمائی فرمائیں۔''

اس نے کہا: ''اے بیٹے! خدا کی قسم میں نہیں جانتا البتہ صرف ایک شخص نصیبین میں ہے وہ ہمارے ہی دین و مسلک پر ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔

امید ہے تم اس کی صحبت میں رہ کر اپنا مقصد ضرور حاصل کر لو گے۔'' اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین میں اس شخص کے پاس پہنچا اور بتایا کہ فلاں نے فلاں کی طرف رہنمائی کی تھی اور انہوں نے اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا: ''اے صاحبزادے تم رہو۔'' پھر میں اس کے پاس سابقہ طور پر شب و روز رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی نزدیک پہنچا۔

میں نے ان سے کہا: ''اب آپ کیلئے بھی خدا کا حکم آ گیا ہے۔ آپ محسوس کر رہے ہیں فلاں شخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا مشورہ دیا اور پھر اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اب آپ کس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں کہاں جاؤں؟'' اس نے جواب دیا: ''اے برخوردار! میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو مگر روم میں شہر عموریہ کے اندر ایک شخص ہے تم اس کے پاس جا سکتے ہو۔ یقیناً تم اس کو اسی عقیدہ و مسلک پر پاؤ گے جس پر ہم ہیں۔'' پھر جب ہم اسے دفن کر چکے تو میں سفر پر چل دیا اور زاہد عموریہ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے پہلے راہبوں کی مانند پایا اور اس کے پاس رہنے لگا۔ میں نے محنت اور مزدوری بھی شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے پاس کثیر بکریاں اور گائیں ہو گئیں۔ بحکم ایزدی پھر ایک عرصہ بعد زاہد عموریہ کا بھی وقت آ گیا تو میں نے اسے کہا:

Marfat.com

''اے میرے میزبان! مجھے زاہد شام نے زاہد موصل کی طرف اور اس نے نصیبین کی طرف اور عابد نصیبین نے پھر آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آچکا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں' کیا آئندہ کے لیے آپ کچھ وصیت فرمائیں گے؟'' اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا: ''اے بیٹے! خدا گواہ ہے میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو، اس لیے میں کس طرف تمہاری رہنمائی کرسکتا ہوں؟ البتہ اس نبی کا زمانہ قریب ہے جو مکہ میں پیدا ہوگا اور اس کی ہجرت کا مقام دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ایک شور زمین میں ہوگا جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس نبی کی نشانیاں واضح ہوں گی۔ اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ ہدیہ تو قبول کرے گا مگر صدقہ نہ لے گا اگر تم تلاش حق کا جذبہ رکھتے ہو تو اس علاقہ کی طرف چلے جاؤ اس لیے کہ اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔''

پھر جب اس کو دفن کر چکے تو میں چل کھڑا ہوا۔ دوران سفر مجھے سوداگران بنی کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے کہا: ''تم مجھے اپنی سواری پر سرزمین عرب لے جاؤ۔ اس کے معاوضہ میں' میں تم کو اپنی بکریاں اور گائیں دے دوں گا۔'' انہوں نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' تو میں نے وہ سب جانور ان کو دے دیئے اور وہ مجھ کو سوار کر کے وادی حجاز لے آئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے مجھ پر ظلم و تشدد کیا اور وادی لقریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ یہاں پہنچ کر جب میں نے کھجور کے درختوں کو دیکھا تو مجھے امید ہوئی کہ شاید یہ وہی شہر ہو جس کی بشارت پیشوائے عموریہ نے دی تھی مگر یہ بات تحقیق طلب تھی۔

یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص وادی القریٰ آیا تو اس نے میرے اس مالک سے مجھے خرید لیا اور اپنے قبیلہ میں مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں نے اس شہر کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے یہودی آقا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں نبوت کا اعلان فرما چکے تھے۔ وہ لوگ حضور کے بارے میں کچھ نہ بتاتے تھے اور میں اسی طرح غلامی میں زندگی گزار رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ قبا تشریف لائے اور میں

Marfat.com

اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ یہودی آقا کا چچازاد بھائی آیا اور کہا: ''اے فلاں! اللہ تعالیٰ بنی قیلہ کو ہلاک کرے' یہ سارے لوگ اس وقت قبا میں مکہ کے مسافر کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی آیا ہے' ان لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔''

یہ سنتے ہی میرے جسم پر لرزش طاری ہوگئی۔ جس کی وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ اپنے قریب کھڑے ہوئے مالک پر گر پڑوں گا۔ میں اوپر سے یہ کہتا ہوا نیچے اتر آیا: ''یہ ایک عجیب خبر ہے جسے میں سن رہا ہوں۔'' مالک نے میری یہ حالت دیکھ کر ایک طمانچہ میر رسید کیا اور کہا: ''کام سے کام رکھ۔'' اس کے جواب میں' میں نے کہا:

''اس میں حرج ہی کیا ہے کہ جو خبر ہم سن رہے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کر لیں۔'' یہ کہہ کر میں باغ سے نکل آیا۔ راہ میں شہر کی ایک عورت ملی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے ہیں۔ پھر اسی عورت نے بارگاہ رسالت ﷺ تک میری رسائی کی۔ میں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں پہنچا اس وقت شام ہوگئی تھی اور میرے ساتھ صدقہ کا کھانا موجود تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ قبا ہی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ ایک مرد صالح ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ کچھ غریب صحابہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ کا کھانا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ آبادی میں آپ ﷺ زیادہ حقدار ہیں لہٰذا یہ کھانا حاضر ہے' تناول فرمایئے۔''

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم کھاؤ۔'' میں نے سوچا یہی وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر عابد عموریہ نے آپ کی نشانی کے بطور کیا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ قبا سے مدینہ طیبہ آ گئے۔ پھر جو کچھ موجود تھا میں نے اکٹھا کیا اور ساتھ لے کر دربار رسول اللہ ﷺ میں دوبارہ حاضر ہوا اور کہا:

''میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں' یہ میری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے' صدقہ نہیں ہے۔''

Marfat.com

میری بات سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی کھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی دیا۔ میں نے خیال کیا یہ وہ دونوں خوبیاں ہیں جو مجھے بتائی گئی ہیں۔

اس کے بعد میں پھر دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے جسم اقدس پر صوف کی چادر تھی اور آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہ کے جھرمٹ میں تھے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے گرد چکر لگانے لگا تاکہ میں آپ کے پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کرسکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال اور جستجو میں دیکھا تو سمجھ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے پشت مبارک سے چادر اٹھا دی تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جس کو میرے ساتھی راہب نے علامت نبوت کے طور پر بیان کیا تھا۔ پس میں نے اسے بوسہ دیا اور پھر مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان رضی اللہ عنہ! پیچھے سے آگے آ جاؤ۔'' تو میں سامنے آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو نشانیاں کتب سماوی میں بیان کی گئی ہیں وہ میری زبانی سنیں۔ جب میں ان کے بیان سے فارغ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے سلمان رضی اللہ عنہ! مکاتب ہو جاؤ۔'' لہٰذا میں اپنے مالک سے کھجور کے تین سو درختوں اور چالیس اوقیہ (چاندی) پر مکاتب ہو گیا۔

صحابہ رسول اللہ ﷺ نے درختوں کی فراہمی میں میری مدد کی۔ کسی نے تیس، کسی نے بیس اور کسی نے دس پودے دیئے۔ ہر ایک نے مقدور بھر تعاون کیا۔ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پودوں کو لگانے کے لیے گڑھے کھودنے کے لیے فرمایا اور کہا: ''جب تم گڑھے کھود لو تو مجھے بلا لینا، میں ان کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔'' میں نے گڑھے کھودنے شروع کر دیئے۔

اس مرحلہ پر صحابہ نے بھی میری مدد کی۔ وہ جہاں جہاں نشانات لگاتے، میں وہاں گڑھے کھودتا جب کھدائی کا یہ کام ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے چنانچہ ہم لوگ

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کو پودے اٹھا کر دیتے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے دست مبارک سے ان کو لگاتے اور مٹی کو درست کرتے۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کوئی ایک پودا بھی تو خشک نہیں ہوا۔ اب میرے ذمہ درہم رہ گئے تھے۔ تو ایک شخص کسی کان سے انڈے کے برابر سونے کی ڈلی لایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

''اے سلمان رضی اللہ عنہ! اس ڈلی کو تم لے لو اور اس کے ذریعہ تم اپنی مکاتبت کا جتنا حصہ ہے ادا کرو۔'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اس قدر چھوٹی ڈلی سے میرا قرضہ کس طرح ادا ہوگا؟'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسی سے تمہارا قرضہ ادا کر دے گا۔'' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان، میں نے اس سونے سے یہودی کو مکاتبت کا چالیس اوقیہ ادا کر دیا اور اتنی ہی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم، ابن اسحاق﴾

حضرت خالد بن سعید بن العاص کا خواب

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ مقتدمین اسلام سے تھے۔ ان میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں پھر انہوں نے جہنم کی وسعت بیان کی جس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان والد انہیں جہنم میں دھکیل رہے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ دخول جہنم سے روک رہے ہیں۔ وہ خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہا کہ یہ خواب برحق ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا کہ میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تمہاری بھلائی کے خواستگار ہیں، تم ان سے رجوع کرو۔" پس وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: "آپ کس امر کی دعوت دیتے ہیں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں تم جن پتھروں کی پرستش میں مبتلا ہو، اس سے باز آجاؤ کیونکہ وہ پتھر نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں، وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں۔

یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے والد کو معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے تو اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی سختیاں کیں اور ان کو ڈرایا، دھمکایا اور کہا آج سے میں تم کو کھانے پینے کو کچھ نہیں دوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تمہارے رزق کی کچھ پرواہ نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے اتنا رزق دے گا کہ میں اس سے زندگی گزار لوں گا اور تم سے سوال نہ کروں گا۔

گستاخان رسول کا برا انجام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:

"اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ" ﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ: "بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔"

کی تفسیر میں بیان کیا کہ ولید بن مغیرہ، اسود ابن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش استہزاء کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کافروں کے استہزاء کا تذکرہ ان سے کہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ولید کو سامنے

Marfat.com

کر کے اس کی شہ رگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں نے تدارک کر دیا۔ پھر اسود ابن مطلب کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ اس کے بعد اسود بن یغوث کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔

بعدازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پوچھنے پر جواب دیا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ پھر عاص کو گزارا اور اس کے پیر کے تلوے کی اشارہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا آپ نے کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے تدارک کر دیا۔ کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ولید اتفاقاً ایک خزاعی شخص کا تیر گردن پہ لگنے سے مر گیا اور اسود سمرہ کے درخت سے اترا اور ''ببول کا درخت کا کانٹا گھسا'' کہتے کہتے اپنی آنکھ اور اس کی بینائی کھو بیٹا۔ اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا نکلنے سے مر گیا۔ حارث پیٹ میں پانی اتر آنے سے مرا اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ اثنائے راہ میں اترا شبرقہ کا کانٹا پیر کے تلوے میں گھسا جس کی وجہ سے بیمار ہو کر مر گیا۔

(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہ کثرت اسناد بیان ہوئی ہیں اور جن کو میں نے ''تفسیر مسند'' میں ذکر کیا ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

لشکر اسلام سے بارہ مجاہدین کی شہادت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوئی ہوں، پھر میں نے

Marfat.com

وہاں کچھ آوازوں کی جانب دیکھا تو مجھ کو فلاں اور فلاں اشخاص نظر آئے جن کو شاید اسی وقت لایا گیا تھا۔ میں نے شمار کیا وہ بارہ اصحاب تھے۔ چند روز قبل ہی حضور نبی کریم ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا تھا، یہ آمد ان ہی شہداء فی سبیل اللہ کی تھی۔اس عورت نے بیان کیا:

ان کے جسموں پر شکستہ اور بوسیدہ اور پھٹے پرانے کپڑے تھے، جس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تہی دست اور غریب تھے، ان کے جسم تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا، پھر حکم ہوا ان فدا کارانِ اسلام کو نہر بیدرخ لے جاؤ تو انہیں وہاں لے جا کر غسل دیا گیا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند نور افشاں ہو گئے۔اس کے بعد تخت طلائی پر انہیں بٹھایا گیا، جنت کی طلائی کرسیاں اور طلائی طشتوں میں پھل رکھے گئے میں نے ان کے ساتھ میوے کھائے۔ ان ہی دنوں پیامی آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت اور سریہ کی کامیابی اور فتح کی اطلاع دی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

لطیف خوشبو

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں سماوی سفر میں ایک لطیف خوشبو پر سے گزرا۔

میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دختر فرعون کی مشاطہ کی خوشبو ہے اور واقعہ اس خاتون نیک کا یہ ہے کہ ایک روز دختر فرعون کے بالوں میں کنگھی کرنے کے دوران اس کے ہاتھ سے وہ کنگھی گر گئی اور مشاطہ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کو اٹھایا۔ دختر نے پوچھا: کیا میرے باپ کا نام اللہ ہے؟ مشاطہ نے جواب دیا: میرا اللہ سارے جہان کا میرا اور تیرا، اور وہ تیرے باپ کا بھی رب ہے۔لڑکی نے

Marfat.com

حیرت سے پوچھا: ''کیا تمہارا رب، میرے باپ کے سوا کوئی اور ہے؟'' مشاطہ نے جواب دیا: ''ہاں! میرے رب کے سوا کوئی رب نہیں۔''

یہ خبر دختر فرعون نے اپنے باپ کو کر دی۔ پس فرعون نے اس کو طلب کیا اور پوچھا: ''اے معمر اور وفادار مشاطہ! کیا تم میرے علاوہ کسی اور کو رب سمجھ بیٹھی ہو؟'' پرستارِ توحید مشاطہ نے جواب دیا: ''میرا رب اور تیرا بھی اور ساری کائنات کا تو وہی ایک رب ہے جو رب السموات والارض ہے۔ مشاطہ کے اس جواب کے بعد فرعون نے ایک کھوکھلے مجسمے کو جو تانبے سے بنایا گیا تھا۔ آگ پر تپانے اور سرخ کر دینے کا حکم دیا جب وہ تپ کر مثل شعلہ کے ہوگیا تو اس نے حکم دیا کہ اس مجسمہ کے اندر مشاطہ کو اسکی اولاد کو ڈال دیا جائے تو انہوں نے ایک ایک کر کے اس کی اولاد کو ڈالا حتی کہ شیر خوار بچے کو بھی اس میں ڈالا تو اس نے کہا:

''اے اماں! تم اس میں آجاؤ، پیچھے نہ ہٹنا کیونکہ تم حق پر ہو۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار بچوں نے شیر خوارگی میں کلام کیا، ایک تو یہی بچہ، دوسرا بچہ وہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ تیسرا بچہ جریج کا تھا اور چوتھے شیر خوار حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔

﴿احمد، نسائی، بزار، طبرانی، بیہقی، ابن مردویہ﴾

جبلہ بن ایہم غسانی کو دعوتِ اسلام اور تشبیہات انبیاء

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اور ایک قریشی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہرقل شاہ روم کی طرف گئے تاکہ ہم اسے اسلام کی دعوت دیں تو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم دمشق جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس گئے، جب ہم اس کے سامنے ہوئے

Marfat.com

تو ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے ہماری طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ ہم سے گفتگو کرے، ہم نے کہا کہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں گے۔ ہمیں بادشاہ کی بھیجا گیا ہے۔ اگر وہ اجازت دے تو ہم اسی سے بات کریں گے ورنہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں گے۔ تو وہ قاصد اس کی طرف گیا اور اسے جا کے خبر دی پھر اس نے ہمیں اجازت دی اور ہشام رضی اللہ عنہ نے اس سے گفتگو کی اور اسے اسلام کی طرف بلایا۔ اس وقت اس کے جسم پر کالے کپڑے تھے۔

یہ دیکھ کر ہشام رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تیرے جسم پر یہ سیاہ کپڑے کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کپڑوں کو پہنتے وقت قسم کھائی ہے کہ ان کو نہ اتاروں گا جب تک کہ میں تم کو شام کے علاقے سے باہر نہ نکال دوں۔ ہم نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم تیرے اس بیٹھنے کی جگہ کو انشاء اللہ تجھ سے ضرور لے لیں گے اور انشاء اللہ ہم اس عظیم مملکت پر بھی ضرور قبضہ کر لیں گے کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ جبلہ نے کہا کہ تم لوگ وہ نہیں وہ جو اس مملکت عظیم کو لے سکیں گے بلکہ وہ لوگ ایسے ہوں گے جو دن میں روزہ رکھیں گے اور رات میں افطار کریں گے۔ تم روزہ کہاں رکھتے ہو۔ جب ہم نے اس کو بتایا کہ وہ روزہ دار ہم ہی ہیں تو یہ سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور س نے کہا کہ جاؤ اور ہمارے ساتھ ایک قاصد کو شاہ ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم سواریوں پر سوار گردنوں میں تلوار آویزاں کیے بادشاہ کے محل تک پہنچ گئے، جب ہم نے محل کے نیچے اپنی سواریوں کو باندھا تو ہرقل ہمیں دیکھ رہا تھا۔ پھر ہم نے "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کا نعرہ لگایا تو وہ غرقہ شق ہو گیا اور وہ ایسا ہو گیا کہ گویا انگور یا کھجور کی خالی شاخیں ہیں جسے ہوا ہلا رہی ہے۔ اس کے بعد ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ تو ہرقل نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ جس طرح تم آپس میں تحیت کرتے ہو، مجھے تحیت کیوں نہ کی؟

اس پر ہم نے "السلام علیک" اس نے کہا کہ تم اپنے بادشاہ کی کس طرح تحیت کرتے ہو؟ ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے تحیت کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا وہ تمہیں کس طرح جواب دیتے ہیں ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے یعنی "وعلیکم السلام"

Marfat.com

اس نے کہا: "لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر" جب ہم نے اس کلمہ کو پڑھا تو وہ غرفہ شق ہوگیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ نے سر اٹھا کر اس طرف دیکھا اور اس نے کہا کہ اس کلمہ کو جب تم نے کہا تو یہ غرفہ شق ہوگیا، جب تم اس کلمہ کو اپنے گھروں میں کہتے ہو تو کیا تمہارے گھر بھی اسی طرح شق ہو جاتے ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، ہم نے اس کا اثر ایسا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ تمہارے روبرو دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تم اس کلمہ کو پڑھو تو ہر شئے تم پر پھٹ کر گر پڑے اور میری آدھی مملکت میرے قبضے سے نکل جائے۔

ہم نے پوچھا یہ کس لیے تم چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ اس لیے کہ یہ اس کلمہ کی شان سے زیادہ آسان ہے اور یہ کہ یہ کلمہ امر نبوت میں نہ ہو اور یہ بات انسانی حیلہ سے ہو۔ اس کے بعد اس نے ہم سے جو چاہا دریافت کیا اور ہم نے اسے جواب دیئے۔

پھر کہا کہ تمہاری نماز اور روزہ کس طرح کی عبادت ہے؟ ہم نے اس کا جواب دیا۔ پھر کہا جاؤ، تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور اس نے عمدہ جگہ رہنے اور خوب مہمان نوازی کرنے کا حکم دیا اور ہم تین روز وہاں رہے پھر اس نے رات کے وقت ہمیں بلایا اور ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے ہماری باتوں کو دوبارہ سننا چاہتا تو ہم نے ان کا اعادہ کیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بڑا صندوقچہ منگایا جس پر طلائی کام کیا گیا تھا اور جس میں چھوٹے چھوٹے بہت سے خانے اور دروازے تھے تو اس نے انہیں ہمارے سامنے کھولا اور اس کے قفل کو کھولا، پھر اس نے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ جب ہم نے اسے دیکھا تو اس پر سرخ رنگ کی تشبیہ تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور کان بڑے بڑے تھے اور اس کی گردن اتنی لمبی تھی کہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور ابھی اس کی داڑھی نمودار ہوئی تھی اور ہم نے دو خوبصورت لٹیں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ خوبصورت شاید کسی کو نہ پیدا نہ کیا ہو۔ اس نے پوچھا: کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔

اس نے کہا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ ہم نے دیکھا کہ دیگر انسانوں کی بہ نسبت ان کے بال زیادہ تھے۔

Marfat.com

اس کے بعد اس نے دوسرا خانہ کھولا اور اس سے سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا ہم نے دیکھا کہ اس پر سفید رنگ کی تشبیہ ہے اور دیکھا کہ اس کے بال گھنگریالے ہیں اور آنکھیں سرخ ہیں، سر بڑا ہے اور داڑھی بہت خوبصورت ہے۔ اس نے پوچھا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں، بتایا کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک نہایت گورے رنگ کے آدمی کی تشبیہ ہے۔ آنکھیں بڑی حسین ہیں، دونوں بھنویں ملی ہوئی ہیں۔ رخسار طویل اور داڑھی سفید ہے۔ گویا کہ وہ تبسم کر رہے تھے۔ اس نے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ رضی اللہ عنہ کی تشبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس نے سیاہ ریشمی کپڑا کھول کے پھیلایا ہم نے دیکھا کہ اس پر خوبرو تشبیہ ہے اور وہ تشبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اس نے پوچھا کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! یہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشبیہ ہے۔ پھر وہ تعظیماً کھڑا ہوا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا: خدا کی قسم! کیا یہ یقیناً وہی ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہاں یقیناً یہ وہی ہیں۔ پھر وہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا یہ خانہ آخر تھا، چونکہ میں نے عجلت کی کہ میں دیکھو کہ تم جس کے قاصد بن کر آئے ہو اور جس کے دین کا پیغام لائے ہو، کیا یہ دین اسی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اب مزید خانے دکھاتا ہوں پھر اس نے ایک خانہ کھولا اور اس کے سیاہ ریشمی کپڑا کو نکال کے پھیلایا دیکھا کہ اس میں گندمی رنگ کے سیاہی مائل تشبیہ ہے اور بال پیچیدہ گھنگریالے ہیں۔ آنکھیں بیٹھی ہوئی تیز نظر ہیں۔ منہ بنائے ہوئے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہونٹ سکڑے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ غضب ناک ہیں۔

اس نے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تشبیہ ہے اور اس تشبیہ کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی جو اس کے مشابہ تھی مگر فرق یہ تھا کہ اس کے سر پر چکنہ پن تھا اور پیشانی چوڑی تھی اور آنکھوں میں میلان تھا۔ اس نے کہا کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں! کہا یہ حضرت لوط علیہ السلام کی تشبیہ ہے، پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکال کے پھیلایا تو اس

Marfat.com

میں گندمی رنگ کی ایک تشبیہ تھی جس کے بال لٹکے ہوئے تھے اور میانہ قد تھا، گویا وہ غضب ناک تھا، اس نے کہا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل گورے رنگے، اونچی ناک کی تشبیہ دیکھی جس کے دونوں رخساروں پر گوشت کم تھا اور وہ خوبصورت تھی۔ اس نے پوچھا: جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا: یہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا دیکھا کہ میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ ایک تشبیہ تھی لیکن فرق یہ تھا کہ اس کے ہونٹ پر ایک تل تھا۔ اس نے کہا کہ اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سیاہ رنگ کا ریشمی جامہ نکالا تو اس میں ایک حسین وجمیل گورے رنگ، اونچی ناک، حسین قامت شخص کی تشبیہ تھی۔ اس کے چہرے سے نور چمک رہا تھا اور اس کے چہرے میں خشوع وخضوع کے آثار نمایاں تھے۔ وہ سرخی کی جھلک لیے ہوئے تھا، اس نے پوچھا اس کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ تمہارے نبی مکرم ﷺ کے جد اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشبیہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ ہے۔ گویا کہ ان کا چہرہ آفتاب ہے۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل پتلی پتلی پنڈلیوں والی، چھوٹی چھوٹی آنکھیں، بڑا پیٹ، میانہ قد اور تلوار لٹکائے تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

اس کے بعد اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا اس میں بڑے بڑے سرین لمبے لمبے پاؤں، گھوڑے پر سوار شخص کی تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا: اسے

Marfat.com

جانتے ہو کون ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا: یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا او سیاہ ریشمی جامہ نکالا۔ اس میں گورے رنگ، جوان، خوب سیاہ داڑھی، بکثرت بال اور خوبصورت شخص کی تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا: جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہا: یہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

ہم نے پوچھا: یہ تمام تشبیہیں تمہیں کہاں سے ملیں؟ اس لیے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ صورتیں اسی حالت پر ہیں جس حالت پر انبیاء علیہم السلام کی صورتیں تھیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی تشبیہ ویسی ہی دیکھی ہے جیسی کہ آپ کی صورت مبارکہ تھی۔ اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ انہیں اپنی اولاد کی ان صورتوں کو دکھا دے جو نبی ہو کر دنیا میں پیدا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی تشبیہوں کو اتارا اور وہ مغرب شمس (سورج کے ڈوبنے کی جگہ) کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں۔ جسے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے مغرب شمس سے نکالا اور حضرت دانیال رضی اللہ عنہ کو دیں۔

پھر کہا: سنو! میری خواہش یہ ہے کہ خدا کی قسم! میں اپنے ملک سے نکل جاؤں اور میں تمہارے طاقتور بادشاہ کی خدمت گزاری میں ہمیشہ رہوں یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ اس کے بعد اس نے ہمیں تحائف دیئے جو نہایت عمدہ اور قیمتی تھے اور ہمیں رخصت کیا اور ہم واپس آ گئے۔ جب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ سے سارا حال بیان کیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا آپ سے عرض کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: لاچار ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس کے خیر کا ارادہ فرمائے گا تو وہ ایسا کرے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ نصاریٰ اور یہود حضور نبی کریم ﷺ کی صفتیں اپنے پاس موجود پاتے ہیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

Marfat.com

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ پھر انہوں نے "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کے پڑھنے سے غرقہ کے شق ہونے کے قصہ میں کہا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کی وفات کے بعد بھی پائے جاتے ہیں جس طرح کہ اس قسم کے معجزات ان کی بعثت سے پہلے پائے جاتے ہیں جو کہ ان کی بعثت کے قریب ہونے پر خبردار کرنے اور ڈرانے کیلئے ہوتے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

صبر و استقامت کے پیکر

عبداللہ بن محمد جہادی مہم کے سلسلے میں مصر کے ایک ساحلی علاقے میں مقیم تھا، ٹہلتا ہوا ایک بار ساحل سمندر جا نکلا، وہاں دیکھا کہ خیمہ میں ہاتھ پاؤں سے معذور اور آنکھوں کی بینائی سے محروم ایک شخص پڑا ہوا ہے، اس کے جسم میں صرف اس کی زبان سلامت ہے، ایک طرف اسکی یہ حالت ہے اور دوسری طرف وہ باآواز بلند کہہ رہا ہے:

"میرے رب! مجھے اپنی نعمتوں پر شکر کی توفیق عطا فرما، مجھے تو نے اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر فضیلت اور فوقیت بخشی ہے، اس فوقیت پر مجھے اپنی حمد وثنا کی توفیق عطا فرما۔"

عبداللہ نے یہ دعا سنی تو اسے بڑی حیرت ہوئی کہ ایک شخص ہاتھ پاؤں سے معذور ہے، بینائی سے محروم ہے، جسم میں زندگی کی تازگی کا کوئی اثر نہیں اور وہ اللہ سے نعمتوں پر شکر کی دعا مانگ رہا ہے، اس کے پاس آ کر سلام کیا اور پوچھا:

حضرت! آپ اللہ تعالیٰ کی کس نعمت اور فوقیت پر شکر اور حمد وثنا کی توفیق کے خواستگار ہیں؟"

"آپ کو کیا معلوم میرے رب کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ خدا کی قسم! اگر وہ آسمان سے آگ برسا کر مجھے رکھ کر دے، پہاڑوں کو حکم دے کر مجھے کچل دے،

Marfat.com

سمندروں کو مجھے غرق کرنے کیلئے کہہ دے اور زمین کو مجھے نگلنے کا حکم دے تو میں کیا کر سکتا ہوں، میرے ناتواں جسم میں زبان کی بے بہا نعمت کو دیکھئے کہ یہ سالم ہے، کیا صرف اس ایک زبان کی نعمت کا میں زندگی بھر شکر ادا کر سکتا ہوں؟'' پھر فرمانے لگے:

''میرا ایک چھوٹا بیٹا میری خدمت کرتا ہے، خود میں معذور ہوں، زندگی کی ضروریات اسی کے سہارے پوری ہوتی ہیں لیکن وہ تین دن سے غائب ہے، معلوم نہیں کہ کہاں ہے آپ اس کا پتہ کرلیں تو مہربانی ہوگی۔''

ایسے صابر وشاکر اور محتاج انسان کی خدمت سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہوسکتی ہے؟ عبداللہ نے بیابان میں اس کی تلاش شروع کی تو یہ دردناک منظر دیکھا کہ مٹی کے دو تودوں کے درمیان ایک لڑکے کی لاش پڑی ہوئی ہے جسے جگہ جگہ سے درندوں اور پرندوں نے نوچ رکھا ہے، یہ اسی معذور شخص کے بیٹے کی لاش تھی، اس معصوم کی لاش اس طرح بے گوروکفن دیکھ کر عبداللہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور یہ فکر لاحق ہوئی کہ اس کے معذور والد کو اس المناک حادثہ کی اطلاع کیسے دے؟ ان کے پاس گئے اور ایک لمبی تمہید کے بعد انہیں اطلاع کر دی، بیٹے کی وحشت نام موت سے کون ہوگا جس کا جگر پارہ پارہ نہ ہو لیکن

خبر سن کر معذور والد کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے، دل پر غموں کے بادل چھا جائیں تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے کہ غم کا غبار اشکوں میں ڈھل کر نکل جاتا ہے، شکوہ وشکایت کی بجائے فرمانے لگے:

''حمد وستائش اس ذات کیلئے ہے جس نے میری اولاد کو اپنا نافرمان نہیں پیدا کیا اور اسے جہنم کو ایندھن بننے سے بچایا۔''

انا اللہ.......... پڑھا اور ایک چیخ کے ساتھ سعید روح نے فانی جہاں سے آزادی حاصل کر لی۔ ان کی اس طرح اچانک موت پر عبداللہ کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، کچھ لوگ اس طرح نکلے، رونے کی آواز سنی، خیمے میں داخل ہوئے، میت کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو اس سے لپٹ گئے، کوئی ہاتھ

Marfat.com

چومتا، کوئی آنکھوں کو بوسہ دیتا، ساتھ ساتھ کہتے جاتے:

''ہم قربان ان آنکھوں پر جنہوں نے کبھی کسی غیر محروم کو نہیں دیکھا، ہم فدا اس جسم پر جو لوگوں کے آرام کے وقت بھی اپنے مالک کے سامنے سجدہ ریزہ رہتا، جو آرام کے وقت بھی اپے رب کے سامنے سجدہ ریز رہتا، جس نے اپنے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کی۔''

عبداللہ یہ صورتحال دیکھ کر حیران ہو رہا تھا، پوچھا: ''یہ کون ہیں، ان کا تعارف ہے۔'' کہنے لگے ''آپ ان کو نہیں جانتے؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق اور حضرت عباس عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد، مشہور محدث حضرت ابوقلابہ ہیں۔''

حدیث کا ادنیٰ طالب علم بھی حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے واقف ہے، صبر و استقامت کے پیکر اور تسلیم و رضا کے بلند مقام کے حامل حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین اور نماز و تدفین سے فارغ ہونے کے بعد عبداللہ رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ آپ جنت کے باغات میں سیر و تفریح کر رہے ہیں، جنت کا لباس زیب تن ہے اور یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں:

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

ترجمہ: ''صبر کرنے کے سبب تم پر سلامتی ہو اور آخرت کا گھر بہترین ٹھکانہ ہے''

عبداللہ نے پوچھا ''آپ وہی معذور شخص ہیں؟''...... فرمانے لگے:

''جی ہاں! میں وہی شخص ہوں، اللہ جل شانہ کے ہاں چند بلند مراتب اور درجات ایسے ہیں جن تک رسائی مصیبت میں صبر، راحت میں شکر اور جلوت و خلوت میں خوف خدا کے بغیر ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی صبر و شکر کی بدولت مجھے ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔''

﴿کتاب الثقات﴾

Marfat.com

حضرت زبیر بن العوامؓ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ دس صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت دیدی تھی۔

علامہ ابونعیم صفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ دین میں ثابت قدم، انتہائی مضبوط (تلوار زنی کے ماہر، پختہ رائے کے مالک تھے، اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرنے والے، اللہ سے ہی مدد طلب کرنے والے، بہادروں سے (میدان جہاد میں) قتال کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال لٹانے والے تھے۔

ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کی عمر صرف سولہ برس تھی اور جب ہجرت کی تو اٹھارہ سال کے تھے۔ قبول اسلام کے بعد زبیر کے ایک چچا ان کو بوری میں بند کر کے آگ کا دھواں دیتے اور ان سے مطالبہ کرتے کہ اسلام چھوڑ کر کفر کی طرف لوٹ آ، مگر زبیر کا جواب یہ ہوتا کہ قبول اسلام کے بعد اب کبھی کفر کو اختیار نہیں کروں گا۔

﴿حلیۃ الاولیاء﴾

غزوات میں شرکت:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے سولہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا اور قبول اسلام کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے غزوات میں سے کسی بھی غزوہ سے پیچھے نہیں رہے۔

﴿حلیۃ الاولیاء﴾

اسلام میں پہلی تلوار:

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے اسلام میں

Marfat.com

تلوار اٹھائی وہ زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک مرتبہ شیطان نے یہ آواز لگائی کہ نعوذ باللہ حضور نبی کریم ﷺ کو دشمنوں نے پکڑ لیا ہے؟ یہ سنتے ہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار لی اور لوگوں کو چیرتے ہوئے نکلے اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ کے اوپر کی جانب تشریف لے گئے تھے، چلتے ہوئے زبیر کی آپ سے ملاقات ہوگئی تو آپ نے زبیر کو غصہ کی حالت میں تلوار اٹھائے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ زبیر کیا بات ہے؟ زبیر نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کو دشمنوں نے پکڑ لیا ہے۔ (اس لیے میں تلوار لیے دشمنوں نے طرف جا رہا تھا۔) چنانچہ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تلوار کیلئے دعا فرمائی۔

﴿حلیۃ الاولیاء﴾

زخموں کے نشانات:

موصل کے رہنے والے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ دوران سفر حضرت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، راستہ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو غسل کی حاجت پیش آئی مگر وہ جگہ بیابان تھی کوئی آڑ نہیں تھی، چھپنے کیلئے۔ اس کیلئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ کپڑے سے مجھ پر پردہ کرو تا کہ میں غسل کرلوں، تو میں نے چادر تان کر ان پر پردہ کیا، غسل کیلئے جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کپڑے اتارے تو میں نے دیکھا کہ ان کی کمر وغیرہ پر تلواروں کے نشانات اور گڑھے پڑے ہوئے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم! میں نے آپ کے جسم پر ایسے نشانات دیکھے ہیں جو کسی اور پر کبھی نہیں دیکھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا واقعی تم نے نشانات دیکھ لیے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: اللہ کی قسم! ان میں سے ہر زخم اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے لگا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں لگا ہے۔

حضرت علی بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے مجھے اس شخص نے خبر دی ہے جس نے خود حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے سینے میں نیزوں اور تیروں کے تھے۔ ﴿حلیۃ الاولیاء﴾

Marfat.com

سخاوت:

حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار غلام تھے، وہ سب کے سب کمانے والے تھے، روزانہ کی آمدنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جمع کراتے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وہ سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تقسیم فرما دیتے اور جب اٹھ کر گھر جاتے تو ان کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔

﴿حلیۃ الاولیاء﴾

اسی قسم کا حضرت مغیث بن سمی کا بیان بھی ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ساری آمدنی تقسیم کر دیتے، ایک درہم بھی ان کے گھر نہیں جاتا تھا۔

﴿حلیۃ الاولیاء﴾

اللہ پاک ہمیں ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

﴿بستان الاولیاء﴾

عورت پر اچانک نظر پڑنے پر خوف خدا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نوجوان مسلمان ہوا، اس کا نام ثعلبہ بن عبدالرحمٰن تھا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کیلئے موزے بنایا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسکو کسی کام کیلئے بھیجا وہ چلتے ہوئے کسی انصاری آدمی کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرا، اس کو گھر کے اندر ایک عورت غسل کرتی نظر آ گئی اور ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ کو یہ خیال ہوا کہ کہیں حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی اس بدنگاہی کا پتہ نہ چل جائے چنانچہ وہ اس خوف کی وجہ سے جدھر منہ تھا اسی طرف بھاگ نکلا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا، چالیس روز

Marfat.com

گزر گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔

ادھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ آپ کی امت میں سے ایک شخص پہاڑوں میں مجھ سے پناہ کی درخواست کر رہا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کو ان کی تلاش کا حکم دیا، دونوں حضرات حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مدینہ کے پہاڑی راستوں سے ہوتے ہوئے اس کی تلاش میں چل دیئے، ان کو مدینہ کا رہنے والا ''زفافہ'' نامی ایک چرواہا ملا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے ان پہاڑوں میں کسی نوجوان کا علم ہے جس کا نام ثعلبہ ہے؟ اس چرواہے نے کہا کہ شاید! آپ اس نوجوان کا پوچھ رہے ہیں جو جہنم کے ڈر سے بھاگا ہوا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تجھے کیسے علم ہے کہ وہ جہنم کے ڈر سے بھاگا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب آدھی رات ہوتی ہے تو وہ نوجوان ان پہاڑوں سے نکلتا ہے اور اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ کہتا ہے: اے کاش! تو میری روح کو قبض کر کے روحوں میں داخل کر دیتا اور میرا جسم مردوں میں شامل ہو جاتا۔ اے کاش! تو مجھے روز قیامت حساب کے وقت رسوائی سے بچا لے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس اسی نوجوان کی تلاش ہے جو چرواہان دونوں حضرات کو اپنے ساتھ لے گیا، جب آدھی رات کا وقت ہوا تو وہ نوجوان پہاڑوں سے نکلا سر پر ہاتھ رکھے ہوئے وہی جملے کہہ رہا تھا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور جا کر اس کو اپنی گود میں لے لیا اس نوجوان نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا رسول اللہ ﷺ کو میرے گناہ کا پتہ چل گیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تو پتہ نہیں البتہ گزشتہ کل آپ ﷺ کے سامنے تمہارا ذکر کیا گیا تھا اور مجھے اور حضرت سلمان، ہم دونوں کو تمہاری تلاش کا حکم فرمایا تھا۔ اس نوجوان نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! مجھے ایسے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے کر جانا جبکہ آپ نماز میں مشغول ہوں، چنانچہ دونوں حضرات ثعلبہ

Marfat.com

بن عبدالرحمٰن کو ساتھ لے کر آئے جب نماز کا وقت ہوا اور جماعت کھڑی ہوگئی تو حضرت عمر اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم جلدی سے صف میں جا کر مل گئے۔

ثعلبہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی قرأت کی آواز سنی تو غش کھا کر گر پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ ثعلبہ کہاں ہے؟ اس کا کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ یہاں حاضر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اٹھے اور جا کر ثعلبہ کو ہلایا، چنانچہ ثعلبہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہوش میں آگئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ثعلبہ تو مجھ سے کیوں غائب رہا؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اپنے گناہ کی وجہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے ایسی آیت نہ بتلا دوں جو تیری تمام خطاؤں اور گناہوں کو مٹا دے؟ اس نے عرض کیا: ضرور بالضرور یارسول اللہ ﷺ۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿سورۃ البقرہ﴾

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا گناہ تو بہت بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے بڑا ہے، پھر آپ نے اس کو واپس گھر جانے کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت ثعلبہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی مسلسل آٹھ دن بیماری کی حالت میں رہے۔ پھر ایک روز حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے جائیں، کیونکہ وہ غم کی وجہ سے موت کے قریب ہوگیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا: اٹھو اور ثعلبہ کے پاس میرے ساتھ چلو۔ جب حضور نبی کریم ﷺ حضرت ثعلبہ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے اس کا سر گود میں رکھ لیا۔ انہوں نے اپنا سر حضور نبی کریم ﷺ کی گود سے ہٹا لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اپنا سر میری گود سے کیوں ہٹا لیا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا سر اس قابل نہیں کیونکہ وہ گناہوں سے

Marfat.com

بھرا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تجھے کیا تکلیف محسوس ہو رہی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے گوشت پوست اور ہڈیوں میں چیونٹیاں چل رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری کیا خواہش ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھے معاف کر دے، ابھی آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں فرمایا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور اللہ رب العزت آپ کو فرما رہے ہیں کہ اگر یہ میرا بندہ ساری روئے زمین کے برابر بھی گناہ لے کر آئے تو میں اس کے اس قدر گناہ بھی معاف کر دوں گا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ رب العزت کا یہ فرمان اس نوجوان بتلایا، اس نے زور سے ایک چیخ ماری اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے غسل اور کفن کا حکم فرمایا، نماز جنازہ کے بعد اس کو دفن کیلئے لے جایا جا رہا تھا تو حضور نبی کریم اپنے پاؤں مبارک کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے، دفن کے بعد ہم نے آپ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے پاؤں مبارک کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے اس کی کیا وجہ تھی؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ اس جنازہ میں شریک فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے میں اپنا پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتا تھا۔

﴿تنبیہ الغافلین﴾

سفرنامہ حضرت امام شافعیؒ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سفرنامہ ان کے مشہور شاگرد، ربیع بن سلیمان نے روایت کیا ہے اور یہاں ابن حجہ کی کتاب "ثمرات الاوراق" طبع مصر سے ترجمہ پیش خدمت ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مکہ سے جب میں روانہ ہوا تو میری عمر چودہ

Marfat.com

برس کی تھی۔ منہ پر ابھی سبزہ نمودار نہیں ہوا تھا دو یمنی چادریں میرے جسم پر تھیں۔ ذی طویٰ پہنچا تو ایک پڑاؤ دکھائی دیا۔ میں نے سلام کیا۔ ایک عمر رسیدہ بزرگ میری طرف بڑھے اور لجاجت سے کہنے لگتے تمہیں خدا کا واسطہ، ہمارے کھانے میں ضرور شریک ہو۔" مجھے معلوم نہ تھا کہ کھانا نکل چکا ہے۔ بڑے بے تکلفی سے میں نے دعوت قبول کر لی۔ وہ لوگ پانچوں انگلیوں سے کھاتے تھے۔ میں نے بھی ان کی ریس کی، تا کہ میرے کھانے میں گھن نہ آئے، کھانے کے بعد پانی پیا اور شکر خداوندی کے ساتھ اپنے بوڑھے میزبان کا بھی شکریہ ادا کیا۔

اب بزرگ نے سوال کیا: تم مکی ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! مکی ہوں۔ کہنے لگا قریشی ہو؟ میں نے کہا: ہاں قریشی ہوں، پھر میں نے خود پوچھا: بزرگو! یہ آپ نے کیسے جانا کہ میں مکی، قریشی ہوں؟ بوڑھے بزرگ نے جواب دیا: شہری ہونا تمہارے لباس ہی سے ظاہر ہے اور قریشی ہونا اور تمہارے کھانے سے معلوم ہو گیا جو شخص دوسروں کا کھانا بے تکلفی سے کھا لیتا ہے یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگ اس کا کھانا بھی دل کھول کے کھائیں اور یہ خصلت صرف قریش کی ہے۔

میں نے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ بزرگ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ کا شہر، مدینہ میرا وطن ہے۔ میں نے پوچھا: مدینہ میں کتاب اللہ کا عالم اور سنت رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ دینے والا مفتی کون ہے؟ بزرگ نے جواب دیا: بنی اصبح کا سردار مالک بن انس (یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)

میں نے کہا: آہ! خدا ہی جانتا ہے حضرت امام مالک سے ملنے کا مجھے کتنا شوق ہے؟ بزرگ نے جواب دیا: خوش ہو جاؤ۔ خدا نے تمہارا شوق پورا کر دیا، اس بھورے اونٹ کو دیکھو یہ ہمارا سب سے اچھا اونٹ ہے اسی پر تم سوار ہو گے۔ اب ہم جا ہی رہے ہیں۔ راستہ بھر تمہاری ہر طرح خاطر کریں گے، کوئی تکلیف ہونے نہ دیں گے اور مدینہ میں حضرت امام مالک بن انس کے پاس تمہیں پہنچا دیں گے۔

جلد اونٹ قطار میں کھڑے کر دیئے گئے مجھے اسی بھورے اونٹ پر بٹھایا گیا اور

Marfat.com

قافلہ چل پڑا۔ میں نے تلاوت شروع کر دی، مکہ سے مدینہ تک سولہ قرآن پاک ختم ہو گئے۔ ایک ختم دن میں کر لیتا تھا۔ دوسرا رات میں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آٹھویں دن نماز عصر کے بعد مدینہ میں ہمارا داخلہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھی، پھر روضہ انور کے قریب حاضر ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا۔ یہی امام مالک دکھائی دیئے۔ ایک چادر کی تہبند باندھے ہوئے تھے، دوسری چادر اوڑھے تھے اور بلند آواز سے حدیث روایت کر رہے تھے۔ مجھ سے نافع نے ابن عمر کے واسطے سے اس قبر کے مکین سے روایت کیا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے زور سے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور روضہ انور کی اطرف اشارہ کیا۔

یہ نظارہ دیکھ کر حضرت امام مالک بن انس کی ہیبت مجھ پر چھا گئی اور جہاں جگہ ملی، میں وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت امام مالک حدیث روایت کرنے لگے۔ میں نے جلدی سے زمین پر پڑا ہوا ایک تنکا اٹھا لیا۔ حضرت امام مالک جب کوئی حدیث سناتے تو میں اسی تنکے کو اپنے لعاب دہن سے تر کر کے ہتھیلی پر لکھ لیتا۔ حضرت امام مالک میری یہ حرکت دیکھ رہے تھے مگر مجھے خبر نہ تھی آخر مجلس ختم ہو گئی اور حضرت امام مالک دیکھنے لگے کہ سب کی طرح میں بھی اٹھ جاتا ہوں یا نہیں، میں بیٹھا ہی رہا تو حضرت امام مالک نے اشارے سے مجھے بلایا میں قریب پہنچا تو کچھ دیر بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے پھر فرمایا تم حرم کے رہنے والے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، حرم ہی کا باشندہ ہوں۔ پوچھا: مکی ہو، میں نے کہا جی ہاں کہنے لگے قریشی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں فرمانے لگے: سب اوصاف پورے ہیں، مگر تم میں ایک بے ادبی بھی ہے میں نے عرض کیا: آپ نے میری کون سے بے ادبی یکھی ہے؟ کہنے لگے: ''میں رسول اللہ ﷺ کے کلمات طیبات سنا رہا تھا اور تم تنکا لیے اپنے ہاتھ پر کھیل رہے تھے۔'' میں نے جواب دیا: کاغذ پاس نہیں تھا، اس لیے آپ سے جو کچھ سنتا تھا، اسے لکھتا جاتا تھا، اس پر حضرت امام مالک

Marfat.com

نے میرا ہاتھ کھینچ کر دیکھا اور فرمایا: ہاتھ پر تو کچھ بھی لکھا نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: ''ہاتھ پر لعاب باقی نہیں رہتا، لیکن آپ نے جتنی حدیثیں سنائی ہیں، مجھے سب یاد ہو چکی ہیں۔ حضرت امام مالک کو تعجب ہوا کہنے لگے: ''سب نہیں ایک ہی حدیث سنا دو۔'' میں نے فوراً کہا ہم سے مالک نے نافع اور ابن عمر کے واسطے اس قبر کے مکین سے روایت کیا ہے اور حضرت امام مالک ہی کی طرح میں نے بھی ہاتھ پھیلا کر روضہ انور کی طرف اشارہ کیا پھر وہ پوری پچیس حدیثیں سنا دیں، جو آپ نے اپنے بیٹھنے کے وقت سے مجلس کے خاتمے تک سنائی تھیں۔

حضرت امام مالک کے گھر میں:

اب سورج ڈوب چکا تھا۔ حضرت امام مالک نے نماز پڑھی، پھر میری طرف اشارہ کر کے غلام سے کہا: ''اپنے آقا کا ہاتھ تھام'' اور مجھ سے فرمایا: اٹھو! غلام کے ساتھ میرے گھر جاؤ۔'' میں نے ذرا انکار نہ کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت امام مالک جو مہربانی مجھ سے کرنا چاہتے تھے میں نے بخوشی قبول کر لی، جب گھر پہنچا تو غلام ایک کوٹھری میں مجھے لے گیا اور کہنے لگا: گھر میں قبلہ کا رخ یہ ہے پانی کا لوٹا بھی یہ رکھا ہے اور بیت الخلا ادھر ہے۔

تھوڑی دیر بعد خود حضرت امام مالک آ گئے۔ غلام بھی ساتھ تھا۔ اس کے ہاتھ پر ایک خوان تھا۔ حضرت امام مالک نے خوان لے کر فرش پر رکھ دیا، پھر مجھے سلام کیا اور غلام سے کہا ہاتھ دھلا، غلام برتن لیے میری طرف بڑھا، مگر حضرت امام مالک نے ٹوکا ''جانتا نہیں کھانے سے پہلے میزبان کو ہاتھ دھونا چاہیے اور کھانے کے بعد مہمان کو۔'' مجھے یہ بات پسند آئی اور اس کی وجہ دریافت کی۔ حضرت امام مالک نے جواب دیا: ''میزبان کھانے پر مہمان کو بلاتا ہے، اس لیے پہلے ہاتھ بھی میزبان ہی کو دھونا چاہیے اور کھانے کے بعد آخر میں اس لیے ہاتھ دھوتا ہے کہ شاید اور کوئی مہمان آ جائے، تو کھانے میں میزبان اس کا بھی ساتھ دے سکے۔''

اب حضرت امام مالک نے خوان کھولا اس میں دو برتن تھے، ایک میں دودھ تھا

Marfat.com

اور دوسرے میں کھجوریں۔ حضرت امام مالک نے بسم اللہ کہی۔ میں نے بھی بسم اللہ کہی اور ہم نے کھانا تناول کیا، مگر حضرت امام مالک جانتے تھے کہ کھانا کافی نہیں ہے۔ کہنے لگے: ''ابوعبداللہ! ایک مفلس قلاش فقیر دوسرے فقیر کیلئے جو کچھ پیش کر سکتا تھا، یہی تھا۔'' میں نے عرض کیا: وہ معذرت کیوں کرے، جس نے احسان کیا ہے؟ معذرت کی تو قصوروار کو ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت امام مالک کا اخلاق:

کھانے کے بعد حضرت امام مالک مکہ والوں کے حالات پوچھتے رہے اور جب رات زیادہ ہوگئی تو اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''مسافر کو لیٹ کر تھکن کم کرنا چاہیے اب تم آرام کرو۔'' میں تھکا ہوا تھا ہی، لیٹتے ہی بے خبر سو گیا۔ پچھلے پہر کو کوٹھری پر دستک پڑی اور آواز آئی: خدا کی رحمت ہو تم پر نماز'' میں اٹھ بیٹھا۔ کیا دیکھتا ہوں، خود حضرت امام مالک ہاتھ میں لوٹا لیے کھڑے ہیں، مجھے بڑی شرمندگی ہوئی، مگر وہ کہنے لگے: ''ابوعبداللہ! کچھ خیال نہ کرو، مہمان کی خدمت فرض ہے۔''

میں نماز کیلئے تیار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں حضرت امام مالک کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی۔ اندھیرا بہت تھا، کوئی کسی کو پہچان نہیں سکتا تھا، سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر تسبیح و ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے، یہاں تک کہ پہاڑیوں پر دھوپ نمودار ہو گئی۔ حضرت امام مالک جس جگہ کل بیٹھے تھے، اسی جگہ بھی جا بیٹھے اور اپنی کتاب، موطا میرے ہاتھ میں دیدی۔ میں نے کتاب سنانا شروع کی اور لوگ لکھنے لگے۔

میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے گھر آٹھ مہینے رہا۔ پوری مؤطا مجھے حفظ ہو گئی۔ مجھ میں اور امام مالک میں اس قدر محبت اور بے تکلفی ہو گئی تھی کہ انجان دیکھ کر کہہ نہیں سکتا تھا، مہمان کون ہے اور میزبان کون؟

عراق کا قافلہ:

حج کے بعد زیارت کرنے اور مؤطا سننے کیلئے مصر کے لوگ مدینہ آئے اور حضرت امام مالک کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے مصریوں کو پوری مؤطا زبانی ہی سنادی۔

Marfat.com

اس کے بعد عراق والے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کو حاضر ہوئے۔ روضہ انور اور منبر کے درمیان مجھے ایک نوجوان دکھائی دیا۔ خوبصورت تھا۔ صاف ستھرے کپڑے پہنے تھا، اس کی نماز بھی اچھی تھی، قافیہ بتا رہا تھا کہ بھلا آدمی ہے اور بھلائی کی امید اس سے باندھی جاسکتی ہے۔ میں نے نام پوچھا بتا دیا، میں نے وطن پوچھا کہنے لگا: عراق۔ میں نے سوال کیا: کون سا عراق؟ اس نے جواب دیا: کوفہ۔ میں نے کہا: کوفہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا عالم اور مفتی کون ہے؟ کہنے لگا: حضرت ابو یوسف اور حضرت امام محمد بن حسن رحمہم اللہ علیہم جو امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ میں نے پوچھا: عراق کو تمہاری واپسی کب ہوگی؟ اس نے جواب دیا: کل صبح سویرے۔

یہ سن کر حضرت امام مالک کے پاس آیا اور عرض کیا: مکہ سے طلب علم میں نکلا ہوں۔ بوڑھا (والدہ) سے اجازت بھی نہیں لی ہے۔ اب فرمایئے کیا کروں؟ والدہ کے پاس لوٹ جاؤں یا علم کی جستجو میں آگے بڑھوں؟''

حضرت امام مالک نے جواب دیا: ''علم کے فائدے کبھی ختم نہیں ہوتے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ طالب علم کیلئے فرشتے اپنے پر پھیلا دیتے ہیں؟''

میں نے سفر کا ارادہ پکا کر لیا اور حضرت امام مالک نے راستے کیلئے میرے کھانے کا بندوبست کر دیا، صبح سویرے امام مالک مجھے پہنچانے بقیع تک آئے اور زور سے پکارنے لگے کوفہ کیلئے کون اپنا اونٹ کرائے پر دیتا ہے؟'' یہ سن کر مجھے بہت تعجب ہوا اور عرض کیا: ''آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟'' نہ میرے پاس کوئی پیسہ ہے نہ خود آپ ہی کی حالت کسی قابل ہے پھر یہ کرائے کا اونٹ کیسا؟ حضرت امام مالک مسکرائے اور کہنے لگے: نماز عشاء کے بعد جب تم سے رخصت ہوا تو دروازے پر دستک پڑی، میں باہر نکلا تو عبدالرحمان بن قاسم کھڑے تھے۔ ہدیہ لائے تھے، منتیں کرنے لگے کہ قبول کرلوں۔ ہاتھ میں ایک تھیلی تھما دی۔ تھیلی میں سو دینار نکلے، پچاس تو میں نے اپنے بال بچوں کیلئے رکھ لیے ہیں اور پچاس تمہارے لیے لے آیا ہوں۔ پھر حضرت امام مالک نے چار دینار میں اونٹ طے کر دیا، باقی رقم میرے حوالے کی اور مجھے خدا حافظ کہا۔

Marfat.com

کوفہ میں:

حاجیوں کے اس قافلے کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ چوبیسویں دن ہم کوفہ پہنچے اور عصر کے بعد مسجد میں داخل ہوا۔ نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔ اسی دوران مجھے ایک لڑکا دکھائی دیا۔ نماز پڑھ رہا تھا، مگر اس کی نماز ٹھیک نہ تھی۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور نصیحت کرنے اٹھ کھڑے ہوا۔ میں نے کہا: میاں صاحبزادے! نماز اچھی طرح پڑھا کرو، تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس حسین چہرے کو عذاب دوزخ میں مبتلا نہ کرے۔

لڑکے کو میری بات بری لگی، کہنے لگا: ''معلوم ہوتا ہے تم حجازی ہو یہ سختی و خشکی حجازیوں ہی میں ہوتی ہے، عراقیوں جیسی نرمی و شگفتگی بھلا ان میں کہاں، میں پندرہ برس سے اسی مسجد میں حضرت امام محمد بن حسن اور حضرت امام ابو یوسف کے سامنے نماز پڑھ رہا ہوں، ان اماموں نے تو کبھی ٹوکا نہیں، اب آئے ہو تم اعتراض کرنے! یہ کہہ کر لڑکے نے اپنی چادر غصے اور حقارت سے میرے منہ پر چادر جھاڑ دی، اینٹھتا بررتا چلا گیا۔

حضرت امام محمد اور امام ابو یوسفؒ سے ملاقات:

اتفاق سے مسجد کے دروازے ہی پر لڑکے کو حضرت امام محمد بن حسن اور حضرت ابو یوسف مل گئے۔ لڑکا ان سے کہنے لگا۔ آپ حضرات نے میری نماز میں کبھی کوئی خرابی دیکھی ہے۔ انہوں نے جواب دیا: خدایا! کبھی نہیں۔ لڑکا کہنے لگا: مگر ہماری مسجد میں ایک ایسا شخص بیٹھا ہے جس نے میری نماز پر اعتراض کیا ہے۔ دونوں اماموں نے کہا: تم اس شخص کے پاس جاؤ اور سوال کرو کہ نماز میں کس طرح داخل ہوتے ہو؟ لڑکا لوٹ آیا اور مجھ سے کہنے لگا: اے وہ! جس نے میری نماز پر حرف گیری کی ہے! ذرا یہ بتاؤ کہ تو نماز میں کس طرح داخل ہوتا ہے؟ میں نے جواب دیا: دو فرض اور ایک سنت کے ساتھ نماز میں داخل ہوتا ہوں۔ لڑکا یہ سن کر چلا گیا اور حضرت امام محمد بن حسن اور حضرت امام ابو یوسف کو میرا جواب پہنچا دیا۔ اس پر وہ سمجھ گئے کہ جواب ایسے آدمی کا ہے جس کی علم پر نظر ہے، مگر انہوں نے کہا پھر جا کے پوچھو وہ دونوں فرض کونسے ہیں اور سنت کیا ہے؟ لڑکے نے آ کر مجھ سے یہ سوال کیا؟ میں نے جواب دیا: پہلا فرض نیت ہے، دوسرا فرض

Marfat.com

تکبیرۂ تحریمہ ہے اور سنت دونوں ہاتھوں کا اٹھانا ہے۔" لڑنے نے میرا یہ جواب بھی دونوں صاحبوں کو سنا دیا۔ اب وہ مسجد میں داخل ہوئے مجھے غور سے دیکھا اور میرا خیال ہے کہ حقیر ہی سمجھا وہ ایک طرف بیٹھ گئے اور لڑکے سے کہا: "جاؤ اور اس شخص سے کہو کہ مشائخ کے سامنے آئے۔" پیغام سن کر میں سمجھ گیا کہ علمی مسائل میں میرا امتحان لیں گے، میں نے لڑکے کو جواب دیا: "لوگ، علم کے پاس آتے ہیں اور علم کسی کے پاس نہیں جاتا پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ تمہارے مشائخ سے ملنے کی مجھے ضرورت ہی کیسی ہے۔"

میرا یہ جواب پاتے ہی حضرت امام محمد بن حسن اور حضرت امام ابو یوسف اٹھ کھڑے ہوئے اور میری طرف بڑھے، جب انہوں نے مجھے سلام کیا تو میں بھی کھڑا ہو گیا اور بشاشت ظاہر کی وہ بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضرت امام محمد بن حسن نے گفتگو شروع کی، کہنے لگے: "حرم کے رہنے والے ہو؟" میں نے جواب دیا: جی ہاں! کہنے لگے عربی ہو یا عجمی۔ میں نے کہا: عربی ہوں۔ کہنے لگے کونسے عربی ہو میں نے جواب دیا: مطلب کی اولاد سے ہوں۔ کہنے لگے مطلب کی کس اولاد سے؟ میں نے مناف کا نام لیا۔ تو کہنے لگے: "امام مالک کو تم نے دیکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت امام مالک ہی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ کہنے لگے "مؤطا بھی دیکھی ہے؟" میں نے کہا: مؤطا کو حفظ بھی کر چکا ہوں۔

حضرت امام محمد بن حسن کو یہ بات بڑی معلوم ہوئی۔ یقین نہ آیا، اسی وقت لکھنے کا سامان طلب کیا اور ابواب...... کا ایک ایک مسئلہ لکھا، ہر دو مسئلوں کے درمیان کافی جگہ خالی رکھی اور کاغذ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا: "ان مسائل کا جواب مؤطا سے لکھ دو۔" میں نے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع کے متعلق سب مسئلوں کے جواب لکھے اور کاغذ حضرت امام محمد بن حسن کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے بغور میری تحریر پڑھی پھر مڑ کر غلام کو حکم دیا "اپنے آقا کو گھر لے جا۔"

امام محمد کے ساتھ:

اس کے بعد حضرت امام محمد بن حسن نے مجھ سے کہا: "غلام کے ساتھ جاؤ۔"

Marfat.com

میں ذرا ہچکچایا اور بے تکلف اٹھ کھڑا ہوا۔ مسجد کے دروازے پر پہنچا، تو غلام نے کہا: مالک کا حکم ہے کہ آپ ان کے گھر سواری پر جائیں۔ میں نے جواب دیا تو سواری حاضر کرلو۔ غلام نے ایک خوب سجا سجایا خچر میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ مگر جب میں سوار ہوا تو تن کے پرانے کپڑے، جنہیں چیتھڑے کہنا چاہیے نگاہوں میں بری طرح کھٹکے اور اپنی حالت پر افسوس ہوا۔ غلام کوفہ کے گلی کوچوں سے ہوتا ہوا، حضرت امام محمد بن حسن کے گھر لایا، یہاں دروازوں پر، ڈیوڑھیوں پر گنگا جمنی نقش ونگار دیکھے اور اہل حجاز کی قابل رحم مفلسی بے اختیار یاد آ گئی۔ آنکھیں بہہ نکلیں اور میں کہہ پڑا ''وائے حسرت، عراق والے تو اپنے گھر سونے چاندی سے آراستہ کریں اور حجاز کی مخلوق گھٹیا گوشت کھائے اور سوکھی گھٹایاں چوستی رہے۔''

پھر حضرت امام محمد بن حسن نے ایک ہزار درہم کا قیمتی جوڑا مجھے پہنایا اور اپنے کتب خانے سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی تالیف ''الکتاب الاوسط'' نکال لائے، میں نے کتاب الٹ پلٹ کے دیکھی اور رات کو اسے یاد کرنا شروع کر دیا۔ صبح ہونے سے پہلے ہی پوری کتاب حفظ تھی، مگر حضرت امام محمد بن حسن کو اس کی ذرا خبر نہ ہوئی۔

حضرت امام محمد بن حسن کوفہ میں سب سے بڑے مفتی تھے۔ ایک دن میں ان کے دائیں طرف بیٹھا تھا کہ ایک مسئلے کا فتویٰ پوچھا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ یہ کہا ہے۔ میں بول اٹھا آپ سے سہو ہو گیا ہے۔ اس مسئلے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول، وہ نہیں، یہ ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ نے اپنی کتاب میں اس مسئلے کا ذکر فلاں مسئلے کے نیچے اور فلاں مسئلے کے اوپر کیا ہے۔'' حضرت امام محمد بن حسن نے فوراً کتاب منگا کر دیکھی، تو میری بات بالکل ٹھیک نکلی، انہوں نے اسی وقت اپنے جواب سے رجوع کرلیا، لیکن اس واقعہ کے بعد اور کوئی کتاب مجھے نہ دی۔

کچھ دن بعد میں نے سفر کی اجازت چاہی، فرمانے لگے: میں اپنے کسی مہمان کو جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر کہا: میرے پاس جو مال ودولت موجود ہے، اس میں سے آدھا تم لے لو۔ میں نے جواب دیا: ''یہ بات میرے مقاصد وارادے کے خلاف ہے۔

Marfat.com

میری خوشی صرف سفر میں ہے۔" اس پر انہوں نے اپنے صندوق کی سب نقدی منگائی۔ تین ہزار درہم نکلے۔ سب میرے حوالے کر دیے اور میں نے بلاد عراق و فارس کی سیاحت شروع کر دی۔ لوگوں نے ملتا جلتا رہا، یہاں تک کہ میری عمر اکیس برس کی ہو گئی۔

ہارون الرشید سے ملاقات:

پھر میں ہارون الرشید کے زمانے میں عراق آیا۔ بغداد کے پھاٹک میں قدم رکھا ہی تھا کہ ایک شخص نے مجھے روکا اور نرمی سے کہنے لگا: آپ کا نام؟ میں نے کہا: مجھے کہنے لگا۔ باپ کا نام، میں نے کہا: ادریس شافعی کہنے لگا۔ آپ مطلبی ہیں؟ میں نے اقرار کیا تو جیب سے ایک تختی نکالی اور میرا بیان اس میں قلم بند کر کے مجھے چھوڑ دیا۔ میں ایک مسجد میں پہنچا اور سوچنے لگا، اس آدمی نے جو کچھ لکھا ہے، دیکھنا چاہیے، اس کا انجام کیا ہو؟ آدھی رات کے بعد پولیس نے مسجد پر چھاپا مارا اور ہر ہر آدمی کو روشنی میں دیکھنا شروع کیا، آخر میری باری آئی اور پولیس نے پکار کر لوگوں سے کہا:

"ڈرنے کی بات نہیں، جس آدمی کی تلاش تھی مل گیا ہے۔" پھر مجھ سے کہا: "امیر المومنین کے حضور چلو۔" میں نے پس و پیش نہیں کیا۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور جب شاہی محل میں امیر المومنین پر میری نظر پڑی تو صاف مضبوط آواز میں میں نے انہیں سلام کیا۔ امیر المومنین کو میرا انداز پسند آیا۔ سلام کا جواب دیا اور فرمایا: تم کہتے ہو کہ ہاشمی ہو؟ میں نے جواب دیا: "امیر المومنین! ہر دعویٰ کتاب اللہ میں باطل ہے۔" امیر المومنین نے میرا نسب پوچھا میں نے بیان کر دیا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچا دیا۔ اس پر امیر المومنین کہنے لگے: بے شک! یہ فصاحت و بلاغت، اولاد مطلب ہی کا حصہ ہے۔ بتاؤ کیا تم پسند کرو گے کہ مسلمانوں کا قاضی بنا کر تمہیں اپنی سلطنت میں شریک کر لوں اور تم سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت کے مطابق اپنا اور میرا حکم چلایا کرو؟" میں نے جواب دیا: سلطنت میں شرکت کے ساتھ صبح سے شام تک بھی قاضی بننا مجھے منظور نہیں۔" یہ سن کر امیر المومنین رو پڑے پھر فرمایا: "دنیا کی اور کوئی چیز قبول کرو گے؟" میں نے کہا: جو کچھ جلد مل جائے، قبول کروں گا۔" اس پر خلیفہ نے ایک

Marfat.com

ہزار درہم کا حکم دیا اور یہ حکم مجھے رخصت ہونے سے پہلے ہی مل بھی گئی۔

واپسی پر خلیفہ کے غلام اور پیش خدمت دوڑ پڑے۔ مجھے گھیر لیا اور کہنے لگے: ''اپنے پیغام میں سے ہمیں بھی کچھ دیجئے، مروت نے اجازت نہ دی کہ خدا کا جو فضل مجھ پر ہوا تھا، اس میں دوسروں کو شریک نہ کروں۔ میں نے رقم کے برابر برابر اتنے ہی حصے کیے، جتنے آدمی تھے۔ سب کو بانٹنے کے بعد مجھے بھی اتنا ہی ملا، جتنا ہر ایک کو میں نے دیا تھا۔

کتاب الزعفران کی تالیف:

میں پھر اسی مسجد میں لوٹ آیا، جس میں اترا تھا۔ صبح کو ایک نوجوان نے نماز کی امامت کی۔ اس کی قرأت تو اچھی تھی، مگر علم کم تھا۔ نماز میں سہو ہو گیا، مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے۔ میں نے کہا: بھائی تم نے ہماری اور اپنی، سب کی نماز خراب کر دی۔ نوجوان نے پھر سے نماز پڑھائی۔ اب میں نے اس سے کہا: کاغذ اور قلم دوات لے آؤ، میں تمہارے لیے ''باب سہو'' لکھ دوں گا۔ وہ فوراً سب سامان لے آیا، اللہ تعالیٰ نے میرا ذہن بھی کھول دیا اور میں نے کتاب وسنت اور اجماع امت کے مطابق ایک کتاب لکھ دی۔ کتاب کا نام اسی شخص کے نام پر ''کتاب الزعفران'' رکھا۔ یہ کتاب چالیس جزء میں پوری ہوئی ہے۔

اب مجھے تین برس اور ہو چکے تھے، ہارون الرشید نے اصرار کر کے مجھے بحران کی زکاۃ کا تحصیل دار بنا دیا تھا۔ اسی اثناء میں حاجی ''حجاز سے لوٹے میں ان سے حضرت امام مالک اور اپنے وطن کے حالات معلوم کرنے چلا۔ ایک نوجوان دکھا دیا۔ وہ اونٹ پر قبے میں بیٹھا تھا۔ میں نے اشارے سے سلام کیا۔ اس نے شتربان کو اونٹ روکنے کا حکم دیا اور مجھ سے مخاطب ہو گیا۔ میں نے حضرت امام مالک اور حجاز کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ کہنے لگا: سب ٹھیک ہے۔ میں نے حضرت امام مالک کے بارے میں دوبارہ سوال کیا تو کہنے لگا: تفصیل کروں یا مختصر جواب دوں؟'' میں نے کہا: اختصار ہی میں بلاغت ہوتی ہے۔ کہنے لگا: ''تو سنو! حضرت امام مالک تندرست ہیں اور بہت وہ دولتمند ہو گئے ہیں۔''

یہ سن کر مجھے شوق ہوا کہ فقر و فاقے میں تو دیکھ چکا ہوں۔ اب حضرت امام مالک

Marfat.com

کو مال و دولت میں بھی دیکھنا چاہیے۔ میں نے نوجوان سے کہا: ''کیا تمہارے پاس اتنا روپیہ ہے کہ میرے سفر کی ضرورتیں پوری ہو جائیں؟'' اس نے جواب دیا: آپ کی جدائی، عراق والوں پر عام طور سے اور مجھ پر خاص طور سے بہت شاق ہوگی، مگر میرے پاس جو کچھ ہے، اسے اپنا ہی سمجھ کر لے لیجئے۔'' میں نے کہا: ''سب مجھے دے دو گے، تو تم خود کس طرح زندگی بسر کرو گے؟'' کہنے لگا: ''اپنی وجاہت واثر سے'' یہ کہہ کر اس نے مجھے بڑے غور سے دیکھا اور کہا: ''سب نہیں لیتے تو جتنا چاہے لے لیجئے۔'' میں نے ضرورت بھر لے لیا اور علاقہ ربیعہ کی راہ لی۔

حجام کی بدسلوکی:

جمعہ کے دن میں حرّان پہنچا اور فضیلت غسل یاد آگئی۔ حمام گیا، مگر جب پانی انڈیلا تو خیال آیا، سر کے بال چکٹ کر الجھ گئے ہیں۔ حجام کو طلب کیا، تھوڑے بال کاٹنے پایا تھا کہ حمام میں شہر کا کوئی آدمی آ گیا اور حجام کو اس کی خدمت کیلئے یاد کیا گیا۔ حجام نے مجھے چھوڑ دیا اور امیر آدمی کے پاس دوڑ گیا، پھر جب اس سے چھٹی پائی تو میرے پاس واپس آیا، میں نے حجامت درست کرانے سے انکار کر دیا، مگر جب حمام سے جانے لگا تو میرے پاس جو دینار موجود تھے، ان میں سے اکثر حجام کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا: یہ لے لو مگر خبردار! کبھی کسی پردیسی کو حقیر نہ سمجھنا۔ حجام نے بڑی حیرت سے مجھے دیکھا۔ فوراً حمام کے دروازے پر ایک بھیڑ لگ گئی اور لوگ مجھے ملامت کرنے لگے کہ اتنی بڑی رقم حجام کو کیوں دیدی۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ شہر کا ایک اور امیر آدمی حمام سے نکلا۔ اس کے سامنے سواری حاضر کی گئی، مگر بھیڑ کے سامنے میں تقریر کر رہا تھا۔ اس کے کان میں بھی پڑ گئی۔ سوار ہو چکا تھا، لیکن اتر پڑا اور مجھ سے کہنے لگا: ''آپ شافعی ہیں؟'' میں نے اقرار کیا تو امیر آدمی نے سواری کی رکاب میرے قریب کر دی اور عاجزی سے کہنے لگا: ''برائے خدا! سوار ہو جائیے۔'' میں سوار ہو گیا۔ غلام سر جھکائے آگے آگے چل رہا تھا، یہاں تک کہ امیر کا گھر آ گیا۔

امیر نے دولت پیش کی:

تھوڑی دیر میں خود امیر بھی آ پہنچا اور بڑی بشاشت ظاہر کی پھر دسترخوان بچھ گیا اور

Marfat.com

ہمارے ہاتھ دھلائے گئے، مگر میں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ امیر کہنے لگا: کیوں کیا بات ہے؟ میں نے جواب دیا: کھانا مجھ پر حرام ہے، جب تک یہ نہ بتادو کہ تم مجھے پہچانا کیسے؟ امیر نے کہا: بغداد میں آپ نے جو کتاب لکھ کر سنائی تھی۔ اس کے سننے والوں میں ایک میں بھی تھا۔ اس طرح آپ میرے استاد ہیں۔ ''یہ سن کر میں نے کہا: علم دانشمندوں کا کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے، پھر میں نے ایسی خوش دلی سے کھانا کھایا کہ خدا جانتا ہے، اپنے جیسے اہل علم کے ساتھ کھانے ہی میں وہ خوشی نصیب ہوسکتی ہے۔ میں تین دن اس شخص کا مہمان رہا۔

چوتھے دن اس نے کہا: ''حران کے اطراف میں میرے چار گاؤں موجود ہیں اور یہ گاؤں ایسے ہیں کہ پورے علاقے میں ان کی نظیر نہیں، خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ آپ یہاں رہ جائیں، تو سب گاؤں آپ کی خدمت میں ہدیہ ہیں۔'' میں نے جواب دیا: سب گاؤں مجھے دے دو گے، تو خود تمہاری گزر بسر کیسے ہوگی؟ کہنے لگا: آپ وہ صندوق دیکھتے ہیں (اور اس نے صندوقوں کی طرف اشارہ کیا۔) ان میں چالیس ہزار درہم موجود ہیں۔ اس رقم سے میں کوئی تجارت کرلوں گا۔'' میں نے کہا: لیکن خود مجھے یہ منظور نہیں۔ میں نے اپنا وطن محض تحصیل علم کیلئے چھوڑا ہے نہ کہ دولت کمانے کیلئے۔ وہ کہنے لگا: ''یہ تو سچ ہے مگر مسافر کو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہی ہے گاؤں نہ سہی، نقد ہی قبول کرلیجئے۔''

اس پر میں نے چالیس ہزار کی وہ پوری رقم لے لی، اسے خدا حافظ کہا اور حران سے اس حال میں روانہ ہوا، کہ آگے پیچھے بوجھ لدے جارہے تھے۔ راستے میں اصحاب حدیث ملے، ان میں حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام سفیان بن عینیہ اور حضرت امام اوزاعی رحمہم اللہ علیہم بھی تھے۔ میں نے ہر ایک کو اس قدر دیا، جتنا اس کے مقدر میں تھا۔

حضرت امام مالک کی امارت:

جب میں شہر رملہ پہنچا، تو میرے پاس اس چالیس ہزار میں سے صرف دس دینار باقی تھے، میں نے کرائے پر سواری لی اور حجاز کو روانہ ہوگیا۔ منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا آخر ستائیسویں دن حضور نبی کریم ﷺ کے شہر (مدینہ) پہنچ گیا۔ نماز عصر کے بعد میرا داخلہ ہوا تھا۔ مسجد میں نماز پڑھی اور کیا دیکھتا ہوں، لوہے کی ایک کرسی مسجد میں رکھی

Marfat.com

ہے، کرسی پر بیش بہا قباطی مصر کا تکیہ جما ہوا ہے اور تکیے پر لکھا ہے:

"لا الہ الا محمد رسول اللہ"

میں ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ "باب النبی ﷺ" سے آتے دکھائی دیئے۔ پوری مسجد، عطر سے مہک اٹھی۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار سو یا اس سے بھی زیادہ کا مجمع تھا۔ چار آدمی ان کے جبے کے دامن اٹھائے چل رہے تھے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں پہنچے، تو بیٹھے ہوئے سب آدمی کھڑے ہو گئے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کرسی پر بیٹھ گئے اور جراح عمد کا ایک مسئلہ پیش کیا۔ مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے قریب کے آدمی کے کان میں کہا: اس مسئلے کا جواب یہ ہے۔ اس شخص نے میرا بتایا ہوا جواب اونچی آواز سے سنا دیا، مگر حضرت امام مالک نے اس کی طرف مطلق توجہ نہ کی اور شاگردوں سے جواب کے طالب ہوئے شاگردوں کے سب جواب غلط تھے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: تم غلطی پر ہو۔ پہلے ہی آدمی کا جواب صحیح ہے۔ یہ سن کر وہ جاہل بہت خوش ہوا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے دوسرا مسئلہ پیش کیا۔ جاہل میری طرف دیکھنے لگا، میں نے پھر جواب بتا دیا اس دفعہ بھی حضرت امام مالک کے شاگرد صحیح جواب نہ دے سکے اور اس جاہل کی زبانی میرا ہی جواب ٹھیک نکلا۔

تب تیسرے مسئلے پر بھی یہی صورت پیش آئی، تو حضرت امام مالک اس جاہل کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یہاں آؤ۔ وہ جگہ تمہاری نہیں ہے۔ وہ جاہل شخص! حضرت امام مالک کے پاس پہنچا تو انہوں نے سوال کیا۔ تم نے موطا پڑھی ہے؟ جاہل نے جواب دیا: نہیں۔ حضرت امام مالک نے پوچھا: ابن جریج کے علم پر تمہاری نظر ہے؟ اس نے پھر کہا نہیں۔ حضرت امام مالک نے پوچھا: حضرت امام جعفر بن محمد صادق سے ملے ہو؟ کہنے لگا: نہیں۔ اب تو حضرت امام مالک کو تعجب ہوا کہنے لگے: "پھر یہ علم تمہیں کہاں سے ملا۔" جاہل نے جواب دیا: "میری بغل میں ایک نوجوان بیٹھا تھا اور وہی مجھے ہر مسئلے کا جواب بتا رہا تھا۔" اب تو حضرت امام مالک نے میری طرف گردن پھیری، دوسروں کی گردنیں بھی اٹھ گئیں، اور حضرت امام مالک نے اس جاہل سے کہا جاؤ اور نوجوان کو میرے پاس

Marfat.com

بھیج دو۔ میں حضرت امام مالک کے پاس پہنچا اور اسی جگہ پر بیٹھ گیا، جہاں سے جاہل اٹھا تھا۔ وہ بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے پھر فرمایا: ''شافعی ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ شافعی ہوں۔ حضرت امام مالک نے مجھے کھینچ کر سینے سے لگا لیا، پھر کرسی سے اتر پڑے اور کہا: ''علم کا جو باب ہم شروع کر چکے ہیں، تم اسے پورا کرو۔'' میں نے حکم کی تعمیل کی اور جراح عمد کے چار سو مسئلے پیش کیے، مگر کوئی آدمی بھی جواب نہ دے سکا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سرچشمی:

اب سورج ڈوب چکا تھا۔ ہم نے مغرب کی نماز پڑھی اور حضرت امام مالک نے میری پیٹھ ٹھونکی، پھر اپنے گھر لے گئے، پرانے کھنڈر کی جگہ اب نئی عمارت کھڑی تھی، میں بے اختیار رونے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت امام مالک نے کہا: ''ابو عبداللہ! تم روتے کیوں ہو؟ شاید سمجھ رہے ہو کہ میں نے دنیا کے بدلے آخرت بیچ دی ہے۔'' میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ یہی اندیشہ دل میں پیدا ہوا تھا۔ کہنے لگے: ''تمہارا دل مطمئن رہے، تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، یہ جو کچھ دیکھ رہے ہو، ہدیہ ہے، خراسان سے مصر سے، دنیا کے دور دور گوشوں سے، ہدیوں پر ہدیے چلے آ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اور صدقہ رد کر دیتے تھے۔ میرے پاس اس وقت خراسان اور مصر کے اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑوں کے تین سو خلعت موجود ہیں۔ غلام بھی اتنے ہی ہیں اور معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ اب یہ سب میری طرف سے تمہارے لیے ہدیہ ہے۔ صندوقوں میں پانچ ہزار دینار رکھے ہیں، اس کی سالانہ زکوٰۃ نکالتا ہوں، اس میں سے بھی آدھی رقم تمہاری ہے۔''

میں نے کہا: ''دیکھئے! آپ کے بھی وارث موجود ہیں اور میرے بھی وارث زندہ ہیں۔ آپ نے جو کچھ دینے کا وعدہ کیا ہے اس کی تحریر ہو جانا چاہیے۔ تحریر سے میری ملکیت مسلم ہو جائے گی اگر میں مر گیا تو اس سب کو آپ کے وارث نہ لے سکیں گے، بلکہ میرے وارثوں کو مل جائے گا، اسی طرح خدانخواستہ آپ کی وفات ہو گئی، تو بھی یہ آپ کے وارثوں کا نہیں، میرا ہو جائے گا۔''

Marfat.com

یہ سن کر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا: یہاں بھی علم ہی سے کام لیتے ہو؟ میں نے جواب دیا: علم کے استعمال کا اس سے بہتر موقع اور کون ہو سکتا ہے؟''
حضرت امام مالک نے رات ہی میں تحریر مکمل کر دی۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ:

صبح میں نے نماز جماعت سے پڑھی اور مسجد سے ہم اس حال سے گھر لوٹے کہ میرا ہاتھ امام مالک کے ہاتھ میں تھا اور حضرت امام مالک کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا، دروازے پر کیا دیکھتا ہوں کہ خراسانی گھوڑے اور مصری خچر کھڑے ہیں، گھوڑوں کی کونچیں، کیا بتاؤں کیسی حسین تھیں، میرے منہ سے نکل گیا۔ ایسے خوبصورت پاؤں تو میں نے کبھی دیکھے نہیں۔ حضرت امام مالک نے فوراً جواب دیا: ''یہ سب سواریاں بھی تمہارے لیے ہدیہ ہیں۔'' میں نے عرض کیا: ''کم سے کم ایک جانور تو اپنے لیے رہنے دیجئے۔'' اس پر حضرت امام مالک نے جواب دیا: ''مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو میری سواری اپنی ٹاپوں سے روندے، جس کے نیچے نبی کریم ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔'' یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ دولت کی اس بہتات میں بھی حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا تقویٰ بدستور باقی ہے۔

وطن کو واپسی:

تین دن حضرت امام مالک کے گھر میں قیام رہا، پھر میں مکہ کو روانہ ہو گیا۔ مگر اس حال سے کہ خدا کی بخشی ہوئی خیر و برکت اور مال و متاع کے بوجھ آگے آگے جا رہے تھے۔ میں نے ایک شخص پہلے سے مکہ بھیج دیا تھا کہ واپسی کی خبر پہنچا دے، اسی لیے جب حدود حرم پر پہنچا تو والدہ محترمہ عورتوں کے ساتھ دکھائی دیں۔ والدہ محترمہ نے مجھے گلے لگایا، پھر ایک اور بڑھیا نے یہی کیا، میں اس بی بی سے مانوس تھا اور اسے خالہ کہا کرتا تھا۔ بڑھیا نے مجھے چمٹاتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

ما امک اجتاحت المنایا   کل فؤاد علیک ام

ترجمہ: ''موت تیری ماں کو بہا نہیں لے گئی، مامتا میں ہر دل تیرے لیے ماں ہے۔''

Marfat.com

یہ پہلا بول تھا، جو مکہ کی سرزمین پر میرے کانوں نے سنا، پھر میں نے آگے بڑھنا چاہا، مگر بوڑھیا کہنے لگیں: ''کہاں؟'' میں نے کہا: ''گھر چلیں۔'' بوڑھیا نے جواب دیا: ''ہیہات'' کل تو مکہ سے فقیر کی صورت میں گیا تھا اور آج امیر بن کے لوٹا ہے تا کہ اپنے چچیرے بھائیوں پر گھمنڈ کرے۔'' میں نے کہا: پھر تم ہی بتاؤ کیا کروں؟ کہنے لگیں: ''منادی کردے کہ بھوکے آئیں اور کھائیں پیدل آئیں اور سواری لے جائیں، ننگے آئیں اور کپڑا پہن جائیں، اسی طرح دنیا میں بھی تیری آبرو بڑھے گی اور آخرت کا ثواب اپنی جگہ رہے گا۔'' میں نے بوڑھیا کے حکم پر عمل کیا، اس واقعہ کی شہرت دور دور تک پھیلی۔ حضرت امام مالک نے بھی سنا اور میری ہمت افزائی کیلئے کہلا بھیجا ''جتنا دے چکا ہوں، اتنا ہی ہر سال تمہیں بھیجتا رہوں گا۔'' مکہ میں میرا داخلہ اس حال میں ہوا کہ ایک خچر اور پچاس دینار کے سوا اس دولت میں سے میرے پاس کچھ باقی نہ تھا جو ساتھ آئی تھی راہ میں اتفاق سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر پڑا۔ ایک کنیز نے جس کی پیٹھ پر مشک تھی، لپک کے اٹھا لیا اور میری طرف بڑھایا۔ میں نے اس کیلئے پانچ دینار نکالے۔ یہ دیکھ کر والدہ نے کہا: ''یہ تو کیا کر رہا ہے؟'' میں نے کہا: ''عورت کو انعام دینا چاہتا ہوں۔'' والدہ نے کہا: ''جو کچھ تیرے پاس ہے سب دیدے۔''

میں نے یہی کیا اور مکہ میں پہلی رات بسر کرنے سے پہلے ہی میں مقروض ہو گیا۔ لیکن حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ میرے پاس وہ سب بھیجتے رہے، جو مدینہ میں انہوں نے مجھے دیا تھا۔ گیارہ برس یہ سلسلہ جاری رہا، پھر جب حضرت امام مالک کا انتقال ہو گیا تو حجاز کی سرزمین مجھ پر تنگ ہو گئی اور میں مصر چلا گیا، یہاں خدا نے عبداللہ بن حکم کو میرے لیے کھڑا کر دیا اور وہ میری تمام ضرورتوں کے کفیل ہو گئے۔

یہ ہے میرے سفر کی روداد، اے ربیع! تو اسے اچھی طرح سمجھ۔

☆☆☆☆☆☆

محمد عبد الاحد قادری
گوگڑاں، تحصیل و ضلع لودھراں

Marfat.com